UNIVERSAL
LIBRARY

OU-234619

UNIVERSAL
LIBRARY

بیمن و عون معین مطلق و فیض و توفیق خالق برحق

ترجمہ کتاب بی نظیر مصنف عالم مشہور جان ڈیونپورٹ باشندہ شہر لندن دراثبات نبوت جناب رسالتمآب و حقانیت قرآن مجید مترجمہ فاضل جلیل عالم نبیل جامع علوم عربی وانگریزی و فارسی سید ابوالحسن صاحب صفوی زاد مراتبہم مسمیٰ بہ

مظاہر الحق

بر صاحبان مطبع مخفی نرہی کہ موافق قانون سنہ ہرگز ہرگز بغیر اجازت مترجم کوئی صاحب اس کتاب کے چھاپنے کا قصد نہ کریں

بسبب دینی فیس کے اور بجہت مصارف تصحیح وغیرہ کے قیمت اس کتاب کی فی نسخہ ڈیڑھ روپیہ عہ مطبع سے قرار پایا ہے

در مطبع حسینی اثنا عشری لکھنؤ میں سید عابد علی کے اہتمام سے چھاپی گئی

تقریظ

ازجناب مستطاب معلی القاب غائص بحر علوم کاشف غوامض و اسرار فلسفہ و ریاضی و نجوم جامع علوم انگریزی و عربی و فارسی وحید عصر فرید دہر استاذی مولوی سید حسین صاحب الحسینی البلگرامی دام ظلہم العالی جو عالم متبحر علوم انگریزی مین درجہ اعلی پر فایز ہین اور مدرسۂ شاہی کلکتہ سی بخطاب اونچے لقب (یعنی جامع علوم) ممتاز ہوئے ہین اور بالفعل کیننگ کالج لکھنؤ مین بعہدۂ مدرسی اعلی انگریزی و عربی متعین ہین فقط

عبارت مقرظ

فی الحقیقت فن ترجمہ کا بہت مشکل فن ہی کسی زبان کی محاورون کو دوسری زبان کے محاورون مین اس نکتہ سنجی سے ادا کرنا کہ مضامین کا برابر رہے اور ما فی الضمیر مصنف کا ترجمہ مین کہین سے رہ نہ جانے اور سلسلہ اوسکی بیان کا ہاتھ سے نجانے پاوے کچھہ آسان نہین ہی خصوصًا جب بان اصل کتاب کی ایسی نرالی ہو جیسی ہم ہندیونکو انگریزی ہے

علی الخصوص جب مضمون بھی ایسا ہو کہ آپ ... اور دقت طلب ہو جیسے
ہانا کہ مترجم انگریزی اور اردو دونو کی محاورات مین اوس قدر ماہر ہو جیسے ہمارے
کرم فرما مبدأ آداب محمودہ منبع صفات مرغوبہ علم و فضل مین پیش قدم وصی رسول مجید احمد
حسن مجتبے کے ہمنام مولوی سید ابو الحسن صاحب سلمہ اللہ تعالی ان دونو زبانون سے واقف
ہین پر ترجمہ خود مشکل ہی اوسکی دشواری کو کوئی کیونکر سمجھائی جیسا سید صاحب نے
اس ترجمہ مین خون جگر کھایا ہے وہ خود دیکھہ خوب جانتے ہونگے سچ تو یہہ ہی کہ ترجمہ
لاجواب ہی جہانتک میری نظر سے گذرا خوب ہی لکھا گیا ہی اہل نظر اسکو انصاف
کی نگاہ سے دیکھین اور داد دین مین کہانتک تعریف کرون اگر سید صاحب کو
علوم عربیہ مین کمال نہوتا اور اپنے یہان کی تاریخ زبان پر نہوتی تو اوس وقت
مین سید صاحب کو سلام کرتا اگر مسٹر ڈیوینپورٹ کی کتاب کا ترجمہ
ایسا بی نظیر کر لیتے مگر ہان بی عیب ذات اللہ کی ہی اتنا نقص البتہ مینے
اوسکی کمال مین پایا کہ جہان جہان اصل کتاب مین آیات قرآن مجید
کا ترجمہ سنداً منقول تھا سید صاحب نے سیدہی سیدہی اردو لکھہ دی
میری راے ناقص مین اس ہندی کی چندی پر اکتفا لازم نہتی سید صاحب
کو مناسب تھا کہ اصل آیات کو بھی حاشیہ پر نقل کر دیتے دوسرے یہہ
کہ اکثر شہرونکی نام انگریزی کی انگریزی ہی رہنے دئے اجنبیت کا لحاظ نکیا
حالانکہ عربی نام بہی اون نامونکی مقابل مین موجود ہین جغرافیہ
اور سیر اور تواریخ کی کتابون مین مل سکتے ہین واللہ اعلم بالصواب

حرره

السید علی البلگرامی

الحق یعلو ولا یعلی والفضل ما شهدت به الاعداء

درین زمان میمنت اقتران عہد آبنیان عجائب نافعہ و رسالہ یقیہ

مسمّیٰ بہ

مظاہر حق

مصنّفہ کتاب جان ڈیون پورٹ کہ بڑی احتیاط و مشقت سے
فاضل نبیل عالم جلیل مولوی سید ابو المحسن صاحب انگریزی
دان نے ترجمہ کیا باعانت مومنین صدق آئین

مطبع حسینی اثنا عشری محلہ فراشخانہ متصل وزیر گنج شہر لکھنؤ میں
بتاریخ ۲۹ ماہ صفر المظفر سنہ ۱۲۸۷ ہجری باہتمام سید عابد علی تاجر کتب کے چھپا

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي ايد السنة السنية المحمدية
بشهادة مخالفيها وشيد الملة الزاهرة الاحمدية
باقرار معانديها والصلوة على افضل انبيائه
محمد الذي استنارت شموس رسالته
في سائر الامصار واستضاءت بدور نبوته
في جميع الاقطار وعلى آله واصحابه سيما ابن
عمه علي الذي اقر اهل الكتاب بوصايته
وخلافته وشهد حاملوا التورية والانجيل
على شجاعته وسخاوته اما بعد پس ناظرين

کی خدمت مین عرض کرتا ہے اقل العباد علماً
و اذلّہم عملاً سید ابو الحسن ابن السید عسکری الرضوی
القمی جعل اللہ یومہ خیراً من امسہ و وفقہ لعمل ما یحبہ و یرضیٰ
فی زمنہ کہ بالفعل بمفاد الفضل ما شہدت بہ الاعداء
ایک عالم نصرانی مسمےٰ بہ جان ڈیون پورٹ باشندہ
شہر لنڈن نے ایک رسالہ بطور تذکرہ حضرت اشرف الانبیا
تصنیف کیا اور اوسمین فضائل و مناقب آنحضرت و قرآن شریف
موافق اقوال معتمدہ و دلائل معتبرہ درج کئے اور اعتراضات
اہل کتاب کے حلاً و معارضۃً و عقلاً و نقلاً رد کئے سبحان
اللہ کیا قدرت خدا ہے اور کسقدر اوس سے تائید اسلام منظور
ہے کہ ایسے ملک مین ایسا شخص پیدا کیا جسنے کوئی دقیقہ
اظہار امر حق مین فروگذاشت نہین کیا اور ایسے ایسے دلائل
و براہین کتب مقدسہ سماویہ اور کلام علماء و مورخین معتبرین
و متوفقین نصاریٰ سے لکھین کہ یہہ رسالہ اہل اسلام کے لئے
سند قوی اور حجت قاطع ہے فشکر اللہ سعیہ و
اجزل اجرہ اور جو صاحب زبان انگریزی مین مہارت
رکھتے ہین اونکو اس مرد عالم کے علم و کمال کی کیفیت معلوم
ہوجائیگی مترجم گمان کرتا ہے کہ انگلستان مین کما ینبغی تعلیم یافتہ
ہین چند ہی اشخاص علم و حکمت و زباندانی مین اسکے ہمسر

کے مثل ہوگئے پس بنظر رضاے الٰہی حقیر نے پچاسیوین و ترپین اس رسالہ
کا ترجمہ کیا اور حتی الامکان ترجمۂ لفظی کا لحاظ رکھا لیکن چونکہ
عبارت اصلی بسبب مضامین دقیقہ و خیالات رشیقہ کے بہت مشکل ہے
اور ہر قدر اوسمین انگریزیت ہی کہ اہل ہندوستان کے مذاق کے بالکل منافی ہے
پس اگر اوسکا ترجمہ لفظی کیا جاتا تو مہمل ہو جاتا اور کسیکی سمجھہ مین نہ آتا لہذا مترجم
مجبور ہوا کہ ایسی عبارت کے خلاصۂ مضمون کا ترجمہ کرے اور بعض مقامات پر توضیح
مطلب کیلئے اپنی طرف سے عبارت لکھدی ہی اور اوسے اس قطع کے دائرہ محرو طی
مین لکھا ہی اور حتی الامکان ترجمہ بہت سمجھکر کیا ہی اور کہین غلطی کا گمان نہین ہے
لیکن اگر بمضمون الانسان مرکب من الخطاء والنسیان کہین غلطی ہوگئی ہو
تو مترجم امیدوار ہے کہ ناظرین لطف و مروت کو کام فرمائین اور حقیر کو معاف
و معذور رکھین اور اگر کسی صاحب کو ترجمہ مین کوئی اعتراض ہو تو امیدوار ہون
کہ یا خود میرے غریبخانہ تک تکلیف فرمائین یا بذریعہ خط کے اوس اعتراض
سے اطلاع دین کہ انشاء اللہ اونکی تسکین کردیجائیگی اور اس ترجمہ
مین مترجم نے ایک تصرف یہہ بھی کیا ہے کہ اسم مبارک جناب
رسالتمآب صلعم کو ترک ادب سمجھکر نہین لکھا اور اوسکے بدلے آنحضرت صلعم
یا حضرت صلعم یا آپ صلعم لکھدیا ہے فقط

تمت

تز

رسالہ

مسمّٰی

بہ

عذر از طرف محمدؐ و قرآن

مصنّفہ

جان ڈیون پورٹ

مصنّف تذکرہ علی پاشا حاکم جنینا — و تائید اودھ
— و تاریخ گرگ و راجگانِ گرگ — و یادداشت تاریخ
ہندوستان — و تاریخ مروج مدارس — و دیگر کتب بکارآمدِ تعلیم

فہرست ابواب رسالہ

مسمّی به

عذر از طرفِ محمدؐ و قرآن

حصّہ اوّل حال حضرت محمدؐ

حصہ دوم قرآن واخلاق حمیدہ مندرجۂ قرآن

حصہ سیم جوابات اتہامات نسبت محمدؐ

حصہ چہارم خوبیہائے قرآن

مطبوعۂ شہر لنڈن سنہ ۱۸۶۹ع

ترجمہ دیباچہ

یہہ رسالہ ایک ہدیۂ ناچیز ہے جسکے راقم نے بڑی کوشش سے حال حضرت
محمدؐ کو اشتباہات کاذبہ اور الزامات قبیحہ سے بری کیا ہے اور اس امر
حق کی تائید کی ہے کہ آنحضرت اون بندگان (ذوالکرام) کے زمرہ سے
ہین جنکے بڑے بڑے احسان بنی آدم پر ہین — (واضح ہو کہ بعض مورخین
نے فرط تعصب سے راہ ضلالت اختیار کی اور ایسے ایسے اتہامات نام
پاک مروج مذہب توحید پر لگائے کیس استی معلوم ہوتا ہی کہ ان متعصبین
نے فقط اون امور نیک سے مخالفت و انحراف نہین کیا جنکے بارہ مین
خود منجی (یعنے مسیحؑ) نے ایسی تاکید کی ہے بلکہ فہم مین بہی خطا کی ہے
(یعنے نے سمجھے بوجھے ایسے اعتراضات لغو آنحضرت پر کئے ہین) اسواسطے کہ
اگر یہہ لوگ ذرا بہی تامل کرتے تو انپر واضح ہو جاتا کہ پیغمبر خدا اور آپ کے
احکام کا حسن و قبح مطابقت یا مخالفت شریعت عیسوی یا اور شرایع
حال سے نہ دریافت کرنا چاہیے (بلکہ وجہ حقیت اور عدم حقیت شریعت آنحضرتؐ
اون مذاہب کی نسبت دیکہنا چاہیئے جو اوس زمانہ مین ممالک مشرقیہ (یعنے

عرب وغیرہ) مین مروّج ہے **خلاصہ** یہہ کہ تو یہہ تصوّر کرنا چاہیئے کہ وہ حضرت مہذب ملّت اور بانی شریعت تھے اور ساتوین صدی عیسوی مین عرب مین پیدا ہوئی تھے ــ اور اس بات کا اعتراف بھی یقیناً واجب ہی کہ آنحضرتؐ سے زیادہ جلیل القدر کوئی شخص اقلیم **ایشیا** مین نہین پیدا ہوا جکے وجود ذیجود پر وہ فخر و مباہات کرتے بلکہ حق تو یہہ ہی کہ تمام عالم مین سلف سے آج تک آنحضرت سے بہتر بہت کم لوگ پیدا ہوئی ــ اگر ہم غور کرین کہ قبل بعثت آنحضرتؐ عرب کیسے تھے اور بعد بعثت کیسے ہوگئی اور یہہ ہی نظر تعمق سے دیکھین کہ آنحضرتؐ کی شریعت غرّا نے کرورہا آدمیون کے دلون مین شعلۂ ایمان مشتعل کیا اور اب تک اونکی قلوب اوسی کے نور سے منور ہین تو ہمین ضرور تنبہ ہوگا کہ ایسے شخص جلیل الشان اور عدیم المثال کی مدح سے باز رہنا بڑی بیانصافی ہی ــ اور اونکی نبوّت کو محض بخت و اتفاق کیطرف منسوب کرنا قادر مطلق کی قدرت کاملہ پر حرف لاتا ہے **خاتمہ** مصنف اس رسالہ کا التماس کرتا ہے کہ چونکہ اپنے مین اتنی استعداد اور لیاقت نہ پائی کہ ایسے امر عظیم و دلچسپ کو کماحقہٗ حیطۂ تحریر مین لاسکے لہذا چند مقامات پر اور مورّخین کی مضامین اور عبارات نقل کیے اور اس اعانت مین راقم اونکا نہایت ممنون و مشکور ہے فقط ....

حصّہ اوّل محمدؐ و حال آنحضرت

باب اوّل حالات آنحضرت صلعم

اِس بات مین کسی طرح کا شک و شبہہ نہین کہ جسقدر صحت و تفصیل سے آنحضرت صلعم کا حال لکہا گیا ہی اوسقدر اور کسی بانی مشرع اور فاتح کا حال نہین تحریر کیا گیا حقیقت یہہ ہی کہ اگر اون کرامات و معجزات کو آنحضرت کیطرف منسوب نہ بہی کرین جو مورخین اقلیم **ایشیا** ہمیشہ سی لکہتے چلے آئے ہین تاہم اور حالات آنحضرت صلعم ایسے عجیب و غریب ہین کہ اونپر اعتبار و وثوق مشکل ہی **واضح** ہو کہ جب آنحضرت صلعم پیدا ہوئے اوس زمانہ مین اکثر بلاد عرب اور پادشاہون کی تحت حکومت تھے بایں تفصیل کہ عرب خاص **شام فلسطین** اور **مصر** تحت حکومت سلاطین قسطنطنیہ تھی اور وہ بلاد جو ساحل **خلیج فارس** پر واقع تھے اور وہ ملک جنمین **دجلہ** اور **فرات** بہتی ہین اور صوبجات جنوبی عرب خسروان **فارس** کے مطیع و محکوم تہی اور وہ بلاد جو جنوب مکہ مین **بحر قلزم** کے کنارے پر واقع تھے یا شاہان عیسائیان حبش کے تحت حکومت تھے لیکن مکہ اور دیگر بلاد جو وسط عرب مین واقع تھے اور جہانتک کسی غنیم کی رسائی ممکن نہ تھی خود مختار رہے باشندگان عرب کا مذہب اکثر اون بادشاہون البتہ کے موافق تھا جنکی سلطنت اوس ملک مین تھی مثلاً جہان یونان اور حبش کی عملداری

تھی وہان مذہب عیسائی کو غلبہ تھا اور جو صوبجات بادشاہ فارس سے
متعلق تھے اونمین مذہب آتش پرستان اور یا نگدیان جنکی احکام و آئین
پہلے بیان کئے گئی تھی رائج تھا اور سوای ممالک مذکور کے بہر دیگر [illegible]
بت پرستی کی حد نہ تہی ابتدا مین تو عرب ایک خدای بزرگ کی
عبادت کرتے تھے اور اوسے اپنی زبان مین الله تعالی یعنے خدای آسمان
و زمین تعبیر کرتے تھے لیکن بعد ازان اون لوگون نے یہہ عبادت ترک
کر دی اور بتخانے بنا کے اونمین ارواح مجسمہ کی پرستش کرنے لگے اور
اپنے معبودون کو فرزندان خدا کہتے تھے اور اونکی مسکن ثوابت اور سیارے
سمجھتے تھے اور اونہین تمام دنیا و زمین کا مالک او حاکم جانتے تھے
لیکن تمام ملک عرب مین صرف ایک خدا [illegible] ذات کو نہ پوجتے [illegible] قوم
[illegible] کا ایک جدا خاص معبود تھا اور معبود کی قربانیان اونکی نذر کرتے تھے
عرب عقبی کا اعتقاد رکھتے تھے اور نہ حدوث عالم کے قائل تھے بلکہ
خلقت عالم کو بخت اور اتفاق کیطرف منسوب کرتے تھے اور اوسکی فنا
کو دہر کیطرف نسبت دیتے تھے تمام ملک مین عیاشی اور راہزنی پھیلی
ہوئی تھی اور چونکہ یہہ لوگ حیات کا انجام موت سمجھتے تھے لہذا نہ تو نیکی کی
جزا اور نہ بدی کی سزا دیتے تھے (مخفی نرہے کہ ایسی ایسی خرابیان ان ولا
عیسائیون اور یہودیونکی مذہب اور اخلاق مین بہی واقع ہوئی تہین جو
مدتہای مدید سے عرب مین قیام پذیر تھے اور اوس ملک مین اقتدار
و اختیار رکہتے تھے یہودیون نے رومیون کی ظلم [illegible] ملک محفوظ

مین پناہ لی تھی اور عیسائی بھی بت پرستون کے ظلم و قتل اور ایرانیون
کے مباحثہ اور مناقشہ سے تنگ آ کر رہنے کے لیئے اوسی ملک مین
پہونچ گئے تھے ... زمین دین مسیحی ایسا خراب اور
ابتر ہو گیا تھا کہ قابل بیان نہین اور جو طریق مذہب عیسوی
اقلیم ایشیا اور افریقیہ مین رائج تھے سب آپس مین
مخالفت اور منافرت رکھتے تھے اور سب مین ہمیشہ کفر و زندقہ
اور عقاید فاسدہ مروج تھے اور ہمیشہ باہم مباحثہ اور مناقشہ کیا
کرتے تھے اور بسبب اعتراضات ایرین و سبیلیان و نسطوریان و
یعقوبیان کے ان سب فرق عیسائی مین نہایت تشتت اور اختلاف پڑ گیا تھا
... پرستی اور کج خلقی اور
... دین مسیحی بہت بدنام ہو گیا تھا
اور سب عیسائیون ... اخلاق خراب ہوئے تھے عرب مین
صحرا ... راہبون سے بہرے ہوئے تھے یہ راہب
نہایت کم عقل اور جاہل محض تھے اور انہون نے اپنی عمر ریاضات
اور بیہودہ خیالات اور تصورات مین ضایع کی تھین اور اکثر مسلح
ہو کر شہرون مین گھس جاتے تھے اور اپنے عقاید فاسدہ لوگون سے
بزور شمشیر منوا لیتے تھے جو طریقہ عبادت جناب مسیح نے مقرر فرمایا تھا
(یعنی عبادت اوس خدا کی جو حکیم اور قادر مطلق اور کریم اور عدیم المثال ہے)
بالکل محو ہو گیا تھا اور اوسکی جگہہ بت پرستی نے غصب کر لی تھی اور سل

یونانیون اور رومیون کے) ان لوگون نے بہی ایک کوہ المپیز نکالا تہا
جہان مثل خدایان زمانہ سابق شہدا اور اولیا اور ملائکہ کا مجمع رہتا تہا
اور بعضے فرقے عیسائیون کے تو ایسے بیایمان ہوگئے تہے کہ (زلیخا) زوجہ
حضرت یوسف کو صفات الوہیت سے متصف کرتے تہے اور جن لوگون کو حضرت
عیسیٰ نے یہہ حکم فرمایا تہا کہ صرف ایک خدا کی عبادت کرو اونہون نے
تراشی ہوئی اور رنگی ہوئی صورتون کی پرستش بڑے خلوص عقیدے سے
اختیار کی تہی ایسے ایسے تماشے کنائس اسکندریہ اور حلب اور دمشق
مین نظر آتے تہے جب حضرت محمد مبعوث ہوئے اوس زمانہ مین عرب نے
یعنے اصول مذہب ترک کردئے تہے اور مباحثات اور مناقشات
لاطائلہ مذہبی مین ہمیشہ مشغول رہتے تہے آخر الامر اون لوگون کو
نتیجہ یہہ ہوا کہ جس امر ضروری پر کل عقاید مذہبی کا مدار ہے یعنے عبادت
جناب باری بصدق و خلوص نیت وہ امر اونکے مذہب سے بالکل
معدوم ہوگیا تہا اور اونمین اور کفار مین جو اونکے ہم عصر تہے
کوئی فرق و امتیاز نہ باقی رہا تہا اس واسطے کہ جو عقائد باطلہ اور اوہام
فاسدہ اور فرق کفار مین رائج تہے وہی اونہون نے بہی اختیار کئے تہے
واضح ہو کہ حضرت محمد صلعم مکہ مین پیدا ہوئے تہے لیکن یہہ
تحقیق نہین کہ کس سنہ مین بعض مورخین کے نزدیک سنہ ولادت آنحضرت
۵۶۰ع بعضون کے نزدیک ۵۶۹ع بعضون کے نزدیک ۵۶۸ع بعضون
کے نزدیک ۵۷۱ع بعضون کے نزدیک ۵۷۰ع اور بعضون کے نزدیک

نزدیک سنہ ۵۶۹ع ہی لکن ان سب مین زیادہ معتبر ۱۰ ماہ نومبر سنہ ۴ ق م ہے
عجیب بات ہی کہ ایسا ہی اختلاف تاریخ ولادت جناب مسیح علیہ السلام مین بہی واقع
ہی چنانچہ ابتدا سنہ ۶۰۰ع تک سنہ ولادت حضرت عیسیٰؑ اتنی تحقیق سے
نہ معلوم تھا کہ تعیین تاریخ واقعات وغیرہ مین بکار آمد ہوتا یہانتک کہ
جسٹنین قیصر روم کے عہد مین اگزئے گیس ایک رئیس رومی نے
سنہ عیسوی رواج دیا حسب بیان مورخین عیسائی و اہل اسلام جد
حضرت محمدؐ اور اونکی اولاد و احفاد اپنے ملک کے رئیس تہے لکن یہہ
بزرگوار عقلمندی اور دیانت داری سے حکومت کرتے تہے بعد ازان
ریاست نسل جد آنحضرتؐ سے ایک اور خاندان قریش کی طرف منتقل
ہوگئی قریش اون قومونمین سے تہے جنہین تمام عرب مین بڑا اقتدار
و اختیار حاصل تھا اور اپنے تئین نسل حضرت اسمعیلؑ ابن حضرت ابراہیم
سے جانتے تہے حقیقت یہہ ہی کہ خود مورخین عرب مین اختلاف ہے
کہ حضرت محمدؐ سے حضرت اسمعیلؑ تک کی پشتین ہین بعضونکی نزدیک
تیس ۳۰ اور بعضونکی نزدیک ساٹھہ پشتین ہین لکن اس پر سب مورخین
کا اتفاق ہی کہ عدنان سے جو احفاد حضرت اسمعیلؑ سے تہے آنحضرتؐ
تک اکیس ۲۱ پشتین ہین لکن اب اسمین اختلاف ہی کہ عدنان اسمعیلؑ تک
کتنی پشتین ہین (واضح) ہو کہ پانچ پشتون تک حکام شہر مذکور (یعنے
مکہ) اور خدام کعبہ قوم قریش مین سے مقرر کئے گئے یہہ معبد مقدس
(یعنے کعبہ) اوسی شہر مین واقع ہی اور قبل بعثت آنحضرتؐ بت پرستان عرب کا

مثل عبادت اور مقام حج تھا اور تین سیے ساٹھہ بت موافق عدد ایام
سال عربی اس گھر مین تھے کہتے ہین کہ حضرت ابراہیم ع اور سمعیل ع
نے یہہ گھر تعمیر کیا تھا اور یہہی وجہ خاص اسکی احترام کی تہی اور دوسری
وجہ اسکی عظمت کی یہہ تہی کہ یہہ پہلی عمارت تہی جسے انسان نے
خدا کی عبادت کی لئے بنایا تھا اور جسطرح یونانیون کا معبد ڈلفی
تہا اوسیطرح کعبہ تمام عرب کی پرستش گاہ تہی اور چونکہ اوس زمانہ مین
کمالات علمی کا حصر فصاحت اور شعرگوئی مین تھا لہذا جو لوگ ان
فنون مین بڑی نامی ہوتے تہے وہ سب کعبہ مین آیا کرتے تہے اور گرد
اوس گھر کے وہ قصائد معلق تہے جنکا حفظ کرنا عرب مستحسن سمجہتے تھے
اور بسبب زیادہ قدامت کے اوسکی عظمت اور احترام اور زیادہ ہوگیا تہا
اسواسطے کہ تواریخ سے معلوم ہوتا ہی کہ ۹۹۳ برس قبل تعمیر معبد حضرت
سلیمان یا دوہزار برس پیشتر حضرت عیسی ع کے یہہ معبد (یعنی کعبہ) بنا ہوا تہا
اس معبد کے گوشۂ جنوب و شرق مین ایک چھوٹا سا پتھر نصب ہی اور قریب
حارفٹ کے زمین سے بلندی پر واقع ہی مسلمان اس پتھر کا بڑا احترام
کرتے ہین اور اونکا یہہ اعتقاد ہے کہ یہہ سنگ ہای بہشت مین سے ہی اور
اسے حضرت آدم ع بہشت سے اپنی ہمراہ لائی تہے اور وہ بزرگوار اسے
بجای تکیہ استعمال کرتے تہے اور یہہ بھی کہتے ہین کہ یہہ پتہر اندر سے سفید
ہے الکن بسبب مس کرنے ایک زن زانیہ کے یا بسبب گناہان خلائق کے
باہر کی طرف سے سیاہ ہوگیا ہی مگر لکھتے ہین کہ اغلب یہہ ہے کہ یا ان

حاجیان مکہ نے اس پتھر کو اس قدر چوما کہ سیاہ ہو گیا
متورخین عرب کا یہہ عقیدہ ہے کہ اونکے پیغمبر کی ولادت کی وقت بڑے
بڑی کرامات اور معجزات ظاہر ہوئے اور یہہ عجائب اور غرائب اونہون
نے بڑی شد و مد سے بیان کئے ہین چنانچہ اون عجائب مین سے
ایک امر عجیب یہہ تھا کہ بوقت ولادت آنحضرت آسمان پر ایک نور
عجیب پیدا ہوا اور چشمہ [illegible] دفعتہً خشک ہو گیا اور پارسیون کے
آتشکدے جو ہزار برس سے برابر روشن تھے فوراً خاموش ہو گئے
لیکن اونکے خاموش ہو جانیکا کچھہ سبب نہ سمجھہ مین آیا۔ آنحضرت
کے والد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ تھا اور جب یہہ صاحبزادے
اونکے یہان پیدا ہوئے تو آمنہ کے بھائی نے جو رمال تھا آنحضرت
کے لئے فال دیکھی اور یہہ خبر دی کہ یہہ (صاحبزادے) بہت قوت اور اقتدار
حاصل کرینگے اور سلطنت عظیم بنا کرینگے آنحضرت کی ولادت کے ساتوین
دن عبدالمطلب آپ کے جد نے بڑی دہوم سے اپنے روسا قبیلہ کی دعوت کی
اور آنحضرت کو اونہیں دیکھلا کر کہا کہ یہہ لڑکا تمہاری قوم کا فخر ہے اور
اسی واسطے آپ کا نام محمد رکھا یعنے تعریف کیا گیا۔ یا نہایت جلیل الشان
ہنوز آنحضرت [illegible] دو برس کا ہوا تھا کہ آپ کے والد نے انتقال کیا
اور سوای دو اونٹ اور چند بھیڑون اور ایک جاریہ حبشیہ مسماۃ بہ برکت
کے اور کچھہ ترکہ نہین چھوڑا۔ جب تک کہ آنحضرت کی والدہ نے انتقال کیا
[illegible] لیکن چونکہ [illegible] آرام کے

حضرت سے وہ امور ظہور مین آئے جنسے معلوم ہوا کہ آپ ذہین و فہیم اور محقق تہے
اور تنہائیمین غور و خوض کرنیکو استقدر دوست رکہتے تہے کہ جب ہمسن لڑکے
اپنے ساتہہ کہیلنے کو بلاتے تہے تو آپ اونسے جواب مین فرماتے تہے کہ آدمی اوس
امر کے لئے خلق کیا گیا ہے جو اس لہو و لعب سے نہایت بہتر ہے جب آنحضرت
کا تیرہ برس کا سن ہوا تو آپ کے چچا جو ایک تاجر دولتمند تہے ہمراہ کاروان
عازم ملک شام ہوئے آنحضرت نے فرمایا کہ مجہے بہی اپنے ساتہہ لیتے چلیئے
ابوطالب نے یہہ درخواست اپنے بہتیجے کی قبول کی اس سفر مین آپ نے
اپنے چچا کی ایسی خدمت اور اطاعت کی کہ نہین آپ پر بڑا اعتبار ہو گیا
دوسرے برس آنحضرت ایک جنگ مین شریک ہوئے پس امر سے معلوم ہوتا ہے
کہ اگر کوئی شخص تجارت اور سپاہ گری دونو پیشے کرتا تہا تو عرب کے نزدیک
یہہ امر معیوب تہا بلکہ یہہ رسم اشرف قبائل عرب مین جاری تہا کہ اگر کوئی شخص
تاجر ہوتا تہا اور سپاہی نہ ہوتا تہا تاہم جنگ سے دریغ نہ کرتا تہا اُن مہمات مین
شریک ہونیسے آنحضرت کا ہنر اور لیاقت جنگ درجۂ کمال کو پہنچ گئی علاوہ
ان اوصاف کے آپ صادق القول و الفعل صائب الرائی پابند وضع تہے اور
ان صفات حمیدہ سے آپکی قدر و منزلت اور بہی زیادہ ہو گئی تہی جب حضرت کا سن
زیادہ ہوا تو اور سوداگروں نے آپکی جودت و لیاقت دیکہکر معاملات تجارت مین
اپنا کارندہ مقرر کیا ایک سفر مین آنحضرت اپنے چچا کے ساتہہ ایک صحرا مین ملک شام کے
پہنچے کہ وہان راہب اُترتے تہے دار راہبین تہوڑی دیر تک آنحضرت کو بڑے غور سے دیکہا کیا
اور بعد اسکے ابوطالب کو علیحدہ بلا کر کہا کہ اپنے بہتیجے سے بہت خبردار رہو

رہو اور اپنے یہودون کے مکر سے بچاؤ واسطیکہ حقیقت مین یہہ جوان
بڑی بڑی باتون کے لئے پیدا ہوا ہے پس بعض مورخین کہتے ہین
کہ یہہ پیشین گوئی اوس راہب نے اون لڑائیون کے بارے مین
کی تھی جو آنحضرت مین اور اولادِ حضرت ابراہیمؑ (یعنے یہود) مین ہونے
والی تہین — انہین سفرہائے تجارت مین آنحضرتؐ اون میلون
مین تشریف لیجایا کرتے تہے جو عرب مین جابجا باوقاتِ مختلفہ ہوا کرتے
تہے — اور اون میلون مین عرب حکایات اور قصص بیان کیا کرتے تہے
اور عقائدِ مذہبی مین مباحثہ اور مناظرہ کیا کرتے تہے پس جسقدر یہہ
باتین آنحضرتؐ دیکہتے گئے اوسیقدر آپکو قبح و سفاہتِ بت پر
اور اپنے ہموطنون کے عقائدِ باطلہ اور اوہام فاسدہ سے تنبہ بڑہتا گیا
— اسی زمانہ مین کعبہ آگ لگنی سے خراب ہوگیا تھا اور اوسکی مرمت
ہو رہی تہی اور عرب کو یہہ منظور تہا کہ اثنائے مرمت مین سنگ مقدس
(یعنے حجر الاسود) اپنے مقام پر نصب کیا جائے اور اس نظر سے کہ آپس مین
جہگڑا نہو سب نے اس پر اتفاق کیا کہ وہ شخص اس پتہر کو اسکے مقام
پر نصب کرے اور اس خدمت سے مشرف ہو جو پہلے ان حدود
مقدسہ (یعنے کعبہ) مین داخل ہو اتفاقاً سب سے پیشتر حضرتؐ ہی
خانہ کعبہ مین داخل ہوئے — اور حسب اقرار مذکور رسوم مقررہ بجا لاکر
حجر الاسود کو اوسکے مقام پر نصب کیا اور چار طرف سے حضرتؐ کی
تعریف کا نعرہ بلند ہوا — پس اس طرح سے حضرت نے اوس معبد کو درست

کیا جس مین بتون کی عبادت ہوتی تہی - اور بعد چند عرصہ آپ
خاص کر کے اونہین بتون کے غارت کرنے کے لئے مبعوث برسالت
ہوئے پس واقع مین حضرت نے ایک پتہر نہین نصب کیا بلکہ ایک نئے
مذہب کی بنا ڈالی جسکے آپ سردار ہوئے پچیس برس کے سن تک
انحضرت اپنے چچا کی خدمت مین رہے اوس زمانہ مین ایک شخص
روسائی مکہ مین سے مرگیا اور اوسکی زوجہ مسماۃ خدیجہ کو اپنے کار
وبار کے انتظام کے لئے ایک کارندہ کی تلاش ہوئی کسی شخص نے اوس
عورت سے حضرت کی سفارش کی اور اوسنے کہا کہ یہہ شخص تیرے
کاروبار کے انتظام کی لیاقت رکہتے ہین پس جو جو شرطین اوس عورت
نے کہین سب حضرت نے قبول کین اور تین برس تک اوسکی طرف
سے دمشق اور اور شہرون مین تجارت کی اور جب مکہ کو مراجعت فرمائی
تو خود خدیجہ کے مکان پر تشریف لیگئے تاکہ اونسے ثمرۂ مشقت تجارت
بیان کرین - وہ زن بیوہ فرد حساب دیکہکر بہت خوش اور مطمئن ہوئی
لیکن جب اوسنے اپنے خیرخواہ اور سرگرم کارندہ یعنے حضرت کو اسطرح اپنے
سامنے کہڑے دیکہا جسطرح نوکر اپنے آقا کے سامنے کہڑا ہوتا ہے اور یہہ
بہی دیکہا کہ آپ کی چشمہای سیاہ اور روئی مبارک اور جسم شریف مین
عجیب سنجیدگی اور خوبصورتی اور دلربائی پائی جاتی ہے تو اوسکی اپنی
دولت کے بڑہنی سے بہی زیادہ تر سرور حاصل ہوا - اب اوس بیوہ
حسینہ کا چالیس برس کا سن تہا اور دو عقد کرچکی تہی اور ایک بیٹی تہی

اور دو بیبی تھی رکھتی تھی تاہم آنحضرت کی حسن جسمانی اور اوصاف
نفسانی اور عقلمندی اور سرگرمی پر ایسی فریفتہ ہوئے کہ تاب ضبط نہ
باقی رہی اور فوراً حضرت سے عقد کر لیا جب خدیجہ سے آپ نے عقد
کیا اوس زمانہ مین آپ کا حسن شباب پر تھا صورت سے آثار حکومت
نمایان ہوتے (مبارک) سے رعب سلطانی نمودار خال و خط مناسب
چشمہائے (مبارک) سیاہ اور دلربا بینی (شریف) نے الحجاب خم دہنہ (مبارک)
خوش قطع دندان (شریف) مانند سلک گہر رخسار (مبارک) سرخ ریش
ہوتی سر اور محاسن (شریف) سیاہ اور باریک تھی لیکن بسبب خضاب کی
اونکا رنگ ایسا ہلکا ہو گیا تھا جیسا جسنٹ کی پہل کا ہوتا ہے تقریر
دلربا آواز شیرین حرکات و سکنات مین دلچسپیا وقار و اطوار
سے صفائی قلب اور صداقت قول ظاہر ہوتا اوصاف حمیدہ متوجہ
کرتی تھی اوس شخص کو جس سے آپ خطاب فرماتے تھے آنحضرت کی
کمالات نفسانی بھی بہت بڑے تھے ذہن حاد اور سریع الانتقال
حافظہ وسیع اور قوی طبیعت شگفتہ اور عالی رای صائب اور روح
شجاعت جسمین خوف کا نام نہین اگرچہ بعض لوگ کہتے ہین کہ آنحضرت
اپنی باتون پر مستقل نہوتے تھے خیر یہ لوگ جو چاہین سو لکھین
لیکن راقم کہتا ہے کہ حضرت اپنی اہم مطالب یعنی رسالت کے
انجام دینے مین ایسے مستقل اور ثابت قدم رہے اور ایسا صبر و تحمل
کیا کہ ہر شخص کو لازم ہے کہ آپ کی تعریف اور مدح کرے آنحضرت کا

کی فصاحت خلقی تھی کہ بھی اور چونکہ افصح محاورات فصحائے
عرب استعمال فرماتے تھے لہذا آپ کی فصاحت زیادہ
ہوگئی تھی اور قوت بیان ایسی تھی کہ اوس سے آپ +
کے کلام کو اور بھی زیادہ رونق ہوجاتی تھی عبارت مرقومۂ ذیل
گبن صاحب مورخ کے قلم تحقیق سے جاری ہوئی ہے +
اور یہ حضرت کے زمانۂ آخر کا حال ہی اور موید بیان راقم ہی حضرت محمد
حسن مین ممتاز تھے اس نعمت ظاہری (یعنی حسن) کی کوئی شخص
تحقیر نہین کرتا الا وہ لوگ جنہین خدا اس سی محروم رکھا ہے
حضرت کا حسن ایسا تھا کہ جب گہر مین یا بر وعظ فرماتے تھے تو قبل
اس کی کہ زبان مبارک سی کچھ فرمائین سامعین آپکی صورت ہی
دیکھکر عاشق ہوجاتی تھی اور تمام محفل مین غلغلۂ تعریف بلند
ہوتا تھا اور لوگ کہتے تھے (سبحان اللہ) کیا رعب و سطوت شاہی
ہے کیا آنکھین ہین کہ دلمین چبھی جاتی ہین کیا خوبصورت مسکراہٹ
ہی کیا روے مبارک ہی جس سی ہر ایک بات دل کی عیان ہے
اور کیا اشارات ہین جیسے ہر لفظ زبان مبارک سی فرماتی ہین رسوم
روزمرہ مین حضرت مثل اپنی ہموطنون کے خلق و تہذیب کا بہت
لحاظ رکھتے تھے امرا اور اہل مقدرت سی بڑی تعظیم و تکریم سے
پیش آتے تھے لیکن ساتھ ہی اس کی یہ بھی تھا کہ غریب ترین
باشندگان مکہ سے نہایت خلق و مروت فرماتی تھی حضرت کے

حضرت کو اتباع و اطوار ظاہر مین ایسی صادات سے جنکہ اون کے دل کے باتین چھپی ہوئی تھین اور لوگون سے اس لطف و محبت سے پیش آتے تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ سے ہر شخص سے دوستی ہے آپکا حافظہ وسیع اور قوی مزاج مین حلم و خلق طبیعت عالی ذہن سلیم اور سریع الانتقال اور رای صائب تھی اور جو بات سوچتے تھے اوسکو فعل کرتے تھے اوس سے جرات ظاہر تھی اور اگرچہ رفتہ رفتہ آپ کی ارادے بڑہ گئے اور کامیابی بھی حاصل ہوئی تاہم پہلی بار جو آپ کی ذہن مین دعوی پیغمبری کی خطور کیا تھا اوسی سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ بڑے عقیل اور عالی طبیعت تھی قبیر عبداللہ کے اشرف خاندان مین تربیت پائی تھی اور افصح محاورات عرب سیکھی تھے اور چون کہ اکثر مقامات پر ازراہ عقلمندی ساکت رہتے تھے لہذا اوسکی آپ کی فصاحت اور بلاغت کو اور زیادہ رونق ہوگئی تھی فقط

اگر آنحضرت کی تحصیل علم کو پوچھیے اور علم کی معنی متعارف لیجیے تو اسپر سب مورخین کا اتفاق ہے کہ آپنے مطلق علم حاصل نہین کیا ہان اس قدر علم حاصل کیا تھا جسقدر کہ آپکی قبیلہ مین مروج تھا اور اوسکے قبیلہ کی علم کی یہ کیفیت تھی کہ جسے ہم علم ادب کہتی ہین اوس سے اونہین سروکار نہ تھا بلکہ اوسے ختم سمجھتے تھے اور اپنی زبان کی آگے کسی زبان کی حقیقت نہ سمجھتے تھے اور اپنی زبان مین بھی کتابون کے ذریعہ سے کمال نہ حاصل کیا تھا بلکہ کثرت استعمال سے اور اون

یا کوئی مرض جسمانی یا روحانی تھا جسکی سببسے خود بخود جوش سا آجاتا تھا
اور غش کی سی کیفیت طاری ہوتی تھی لیکن یہ امر یقینی ہی کہ بوقتِ
نزول وحی حضرتؐ پر فکر کا غلبہ ہوتا تھا اور چہرہ متغیر ہوجاتا تھا
اور بعض وقت تو یہ کیفیت ہوتی تھی کہ زمین پر گر پڑتے تھے جیسے
کوئی نشہ مین ہوتا ہے یا کسی پر نیند کا غلبہ ہوتا ہے اور سرد ترین
ایام مین بھی پیشانی پر قطراتِ عرق مثل قطراتِ شبنم کے جمے +
رہتے تھے بلکہ یہ بھی لکھا ہی کہ اگر اوس عالم بیخودی مین اونٹ پر
سوار ہوتی تھے تو وہ حیوان بھی متاثر او بیقرار ہوکر کبھی گھٹنون کے
بل گر پڑتا تھا اور کبھی اوٹھکر دوڑنے لگتا تھا کبھی اپنی پاون
زور سے زمین مین گاڑ دیتا تھا اور کبھی ہاتھ پاؤن اسطرح دے دے مارتا
تھا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ چاہتا ہے کہ میرے ہاتھ پاؤن ٹوٹ کر
گر پڑین یہ قول کہ حضرتؐ کو صرع کی دورہ آتی تھی یونانیون نے
نفسانیت سے ایجاد کیا ہی ان لوگون نی حضرتؐ کو ایک نئی مذہب
کا بانی اور پیشوا سمجھکر ازراہ عداوت اوس حالتِ بیخودی کو
آپؐ کی اخلاق مین نقص اور عیب قرار دیا ہی جو عیسائیون کی نزدیک
مستحق زہد و ورع ہے راقم کہتا ہی کہ یقین ہی کہ یہ معاندین متعصبین
یہ خیال کر سکتی تھی کہ اگر حضرت اس مرض شدید مین مبتلا بھی
تھی تاہم عیسائیون کی نیکی کا مقتضے یہ تھا کہ اون کی تکلیف پر
افسوس کرتی نہ یہ کہ اوسپر خوش ہوتے اور یہی علامت غضب الٰہی

سمجھتے سابق مین بیان ہو چکا ہی کہ سنہ ولادت کی چالیسوین برس
آنحضرت اور رمضان مین شب کو چادر اوڑھے لیٹے تھے کہ اتنی مین سنا
کہ کوئی شخص آپ کا نام لیکر پکارتا ہے جو ہین آپ نی چادر سر مبارک
سے ہٹائی دیکھتی کیا ہین کہ یکایک ایک دریائی نور امنڈ آیا ہی اور وہ
روشنی اسقدر تیز تھی کہ آپ اوسی نہ دیکھہ سکے اور غش کھا گئی جب آپکو
ہوش آیا تو دیکھا کہ ایک فرشتہ بشکل انسان قریب آیا اور ایک ریشمی
کپڑا آپ کو دکھایا کہ اوس پر کچھہ لکھا تھا بعد ازان اوسنی آپ سی کہا کہ
پڑھہ آپ نی فرمایا کہ مین پڑہنا نہین جانتا تب اوسنے یہہ آیت
پڑہی پڑہ ای محمد ساتھ نام اللہ کے جو خالق ہی سب چیزون کا اور
جسنے انسان کو ایک لطخہ خون سے بنایا پڑھہ ساتھہ نام اوس خدای
برتر کے جسنے انسان کو قلم کا استعمال کرنا سکھایا اور جو اوس کے
دلمین علم کی روشنیان داخل کرسکتا ہے حضرت کا قلب نوراً منور
ہوگیا اور جو کچھہ اوس پارچۂ ریشمی پر لکھا تھا آپنے باسانی تمام
پڑہ لیا بعد ازان آپ کو خود بخود ایسا جوش اور ولولہ ہوا کہ تاب ضبط نہ
باقی رہی اور اوس صحرا مین دور تک دوڑتے چلے گئے جہان کہ
بشر کا گذر نہ تھا اور وہان سنا کہ کوئی شخص چلا چلا کر یہ کلمات کہہ رہا ہی
اسی محمد تو پیغمبر خدای بزرگ سے اور مین جبرئیل فرشتہ ہون راقم
کہتا ہی کہ اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ اکثر ایسا ہوتا ہی جب کوئی
شخص تنہائی مین ہوتا ہے تو خیالات ذہنی اوسی شکل دکھائی دیتے

ہین اور اپنی نفس کو تعلقات جسمانی سے مصفا کرتے لگتا ہی اور ایسی
ایسی تصورات اور اوہام خاص کرکے اون مردون کو بلکہ بعض
اون عورتون کو بھی ہوتی ہین جنکی عقول بہت قوی اور کامل ہوتی ہین
جیساکہ ایک مرتبہ بروٹس نے اپنی خیمہ مین قیصر کی روح کو دیکھا اور
کرامول نے دیکھاکہ ایک شخص مہیب اوسکی سامنی آکر کہنی لگا کہ تو
بڑا آدمی ہوجائیگا اور تہوڑا عرصہ گذرا کہ ایسی ایسی سانحی مولنٹ میڈام
دی گین اور سوئیڈن برگ اور مسٹر کراڈنر پر بہی گذرے لیکن ایسا
گمان فاسد آنحضرت کی نسبت نہین ہوسکتا اسواسطیکہ آپکی شان اتنی
ارفع تہی کہ یہ حیلہ کرتے کہ جبرئیل فرشتہ نی مجہکو حکم کیا ہے کہ دعوت
نبوت اختیار کرون اور ایسی کذب صریح کی مرتکب ہوتی بلکہ اغلب ہے
کہ حضرت کو علم واقعی اور یقین واثق تہا کہ مین پیغمبر خدا ہون اور خدا
مجہپر وحی نازل کرتا ہی چوبیسوین رمضان کو صبح کیوقت حضرت اپنی
زوجہ پاس تشریف لیگئی اور بہت متردد اور پریشان خاطر تہی اور
فرمایا کہ میری اوپر کچہ اوڑہا دو اور آپ سر جہپر کو کہ اسوقت میرے دل پر
بڑا صدمہ ہی جب اوس صدمہ سی افاقہ ہوا تو اپنی زوجہ سی اپنی رسالت
کا اظہار کیا جو ہین خدیجہ نے یہ سنا بلا عذر و تامل آپ کی نبوت پر ایمان
لائین خدیجہ کا ایمان لانا کچہ تعجب نہین اسواسطیکہ یہ بات بہی آنحضرت
کی نسبت یادگار ہی کہ اپنی زوجہ سی جسکی محبت نی تکلیف فقر سے
چہڑا کر اس مرتبہ عالی پر پہونچایا تہا نہایت توجہ اور عنایت سی پیش

آتی تھی اور جب تک وہ زندہ رہین آپ نے اور عقد کرنے سے پرہیز کیا
حالانکہ اس وقت سے متعدد ہونیکی مجاز تھے اور اس بات کی صداقت
اونپر اسطرح ثابت کی کہ ہمیشہ اون کی صحبت مین یکسان رہی نہیں کیونکہ
ممکن تھا کہ خدیجہ آپ کی بات کا یقین نہ کرتین بلکہ اونھون نے
اعتقاد کیا کہ حضرت کی وحی امر واقعی ہے اور آپ کو وسیلہ سے خدا نے
اپنی مشیت ظاہر کی خدیجہ کے اسلام قبول کرنے کے بعد زید آپکا غلام
عرب حبشی آپ نے آزاد کردیا تھا اور علی ابن ابیطالب آپکے چچازاد بھائی
اسلام سے مشرف ہوئے بعد ازان آپ نے ابوبکر کو دعوت اسلام
کی اور اسمین بھی کامیاب ہوئے یہ شخص قریش مین بڑا ذی مقدرت
اور ذی رتبہ تھا اور اس کی تبع اور ترغیب تہدید سے اور روسائے
مکہ نے بھی مذہب نو قبول کیا راقم کہتا ہے کہ یہ بھی آنحضرت کی صداقت
کی دلیل قاطع ہے کہ جو لوگ پہلے مشرف باسلام ہوئے آپ کی عزیز
اور احباب تھے اور چونکہ یہ اشخاص آپ کی افعال و عادات سے
بخوبی واقف تھے لہذا ضرور تھا کہ اگر مثل اور حیلسازون کے جنکا قاعدہ ہے
کہ گھر مین کچھ کرتے ہین اور لوگون سے کچھ بیان کرتے ہین آپ کے
قول و فعل مین بھی مخالفت اور منافات ہوتی تو وہ لوگ آپ پر اعتراض
کرتے اور ہرگز آپکی بات کا یقین کرکے ان لوگونکو ایمان لاتے تھوڑا ہی
عرصہ گذرا تھا کہ ایک سانحہ ایسا ہوا کہ اوسکی ترقی اسلام رک گئی وہ واقعہ
یہ تھا کہ آنحضرت نے اپنی رؤسائے قبیلہ کو ایک مجلس مین طلب کیا اور

اودن سے اپنی رسالت کا اظہار کیا لیکن اون لوگون نے آپکی قول پر
مطلق توجہ و اعتنا نکی لیکن جب نبی یہہ فرمایا کہ میرا ارادہ ہی کہ بت پرستی کو نیست
نابود کردون اور تم لوگون کو ملت حضرت ابراہیم ع کی طرف پھیر لاؤن
تو اونہین ایسا غصہ آیا کہ ضبط نہ کر سکے اور چاہا کہ آپ ص کو ساکت کردینا
اور کچھ انہین لوگون پر منحصر نہین بلکہ آپ کی قبیلہ کے اور اشخاص نی بہی
بہی غصہ اور ترش روئی سے آپکے کلام کی رد کی اگرچہ ابتک ابولہب
مسلمان نہوسکے تھے تاہم اون لوگون کے شر و فساد سی اپنی بھتیجے کو بچاتی تہی
بعد اس کی چند سال تک حضرت ص نی بڑے ظلم و تعدی اور ہتک و ذلت
مین بسر کی اور بعض تابعین حضرت ص بہی اوسے بلائی ظلم مین مبتلا رہی
ایک مرتبہ تو ایسا ہوا کہ دشمنون نے حضرت ص سی عرض کی کہ اگر آپ ص اپنے
مطلب (یعنی دعوی نبوت) سی دست بردار ہون تو ہم آپکو روپیہ دینگے
یا اپنا سردار مقرر کرینگے حضرت ص نے اون لوگون کی جواب مین وہ جزو قرآن
تلاوت کیا جسمی [illegible] مین لکہہ ایک وحی ہے
خدائی رحیم و رحمن کیطرف سی مین صرف ایک آدمی ہون مثل تمہارے
مجھی وحی ہے کہ تمہارا خدا ایک ہی پس جاؤ سیدہی اوسکی طرف اور
اوسی مغفرت طلب کرو اور افسوس ہی اون لوگون پر جو بہت سی
خدا قرار دیتے ہین جو زکوۃ نہین دیتی اور عقبی کا اعتقاد نہین کرتی
لیکن جو لوگ ایمان لائی ہین اور عمل نیک لاتی ہین وہ باتین جو نیک ہین
تحقیق کہ پائین گی کامل اور ابدی جزا آیا واقع مین تم انکار کرتے ہو

اوس خدا کا جسنے دو دن کی عرصہ مین زمین کو پیدا کیا اور آیا تم اوسکی
نعمتین یکے گردانتی ہو تمام عالمون کا پادشاہ وہی ہے اور اوسی نے کہی پہاڑ
زمین پر مضبوط پہاڑ جو اوسپر بلند ہین اور اوسنی اوسپر برکت نازل
کی اور چار دن مین تقسیم کیا رزق تمام روی زمین پر واسطے سیر کرنے کیلئے
تمام مخلوقات کی بعد اوسکی اوسنی مصروف کیا اپنی تئین آسمانو نمین
جو اوسوقت فقط دہوان تہی اور اوان سے اور زمین سے اوسنے
کہا کہ آؤ خواہ اپنی مرضی سے خواہ بدون اپنی مرضی کے پس اون
دونون نے جواب دیا ہم آتی ہین تابعدار سے اگر کوئی شیطان کا بہکاوا
تجہے ای محمد پس لی تو پناہ ساتہ خدا کی اسواسطیکہ وہی ہے سننے والا اور
جاننے والا جہوٹ حسطرف سی وہ آئیگا نہ پہونچیگا یہ (قرآن) ایک پیام
اور پہر
ہی کہ بہیجا گیا ہے دانا اور تعریف کی گئی کیطرفسے کوئی چیز نہین کہی گئی ہے
تجہسے ای محمد جو نہین کہی گئی تہی اون پیغمبرون سے جو تجہسے پیشتر گذری
تحقیق کہ تیرے خدا کی ساتہ ہی عفو اور اوسی کی ساتہ ہی ڈرانیوالی سزا
حضرت صلعم کے دشمنون نی ان آیات کی جواب کہا کہ اپنی پیغمبری ثابت
کرنے کے لیئے کوئی معجزہ ہمین دکہلائیے لیکن آپ نی انکار کیا
اور فرمایا کہ مین اسواسطے مبعوث ہوا ہون کہ تمہین وعظ و نصیحت
کرون نہ اسلیئے کہ معجزہ دکہلاؤن اور ساتہ اس کی قرآن کا حوالہ کیا
اور اون سبسے فرمایا کہ اگر تمسے ہو سکے تو کوئی اور کتاب مانند اسکے
فصاحت اور بلاغت مین تصنیف کرو در حقیقت یہ بات کبہی نہین ہوتی

ہوئی کہ آنحضرت نے اپنی شریعت یا اثبات دعویٰ نبوت کے لئے
کوئی اور عملی کیے یا ایسے معجزہ دکھائے بلکہ علاوہ اسکے معلوم ہوتا ہے
کہ آنحضرت صلعم نے فقط اپنی عقل اور فصاحت پر تکیہ کیا اور ابتدائی دعویٰ
نبوت ہی سے سرگرمی اور حیثیت مذہبی آپ کی مدد و معاون رہی آنحضرت
پر حیثیت مذہبی کا بڑا غلبہ تھا اور ہر زمانہ میں اور ہر شخص سے آپ کی
یہ حیثیت ظاہر تھی یہ تعجب بات ہے کہ حضرت نے تو اظہار معجزہ سے
انکار بہت کیا لیکن لوگون نے ہر قسم کی معجزات آپ کی طرف منسوب کیے
ہین اور جس طرح لوگون نے تاریخ اور فصائح اولیاء و مقدسین میں جھوٹی
جھوٹی کہانیان جوڑ کر اور حاشیہ چڑھا کر غرابت کی اسی طرح حضرت
کی حال و مقال کو بھی ثابت کیا فی الواقع جیسا تحقیقاً اور احکام
انجیل اور مقالات ایطلہ و یمتہر بوناونٹرا میں فرق بین ہے اسی طرح
طرح اخبار مرقومہ قرآن اور قصص و حکایات مخترعہ میں منافات کلی ہے
کیونکہ صاحب موصوف نے عبارت مرقومہ ذیل میں بعض کرامات
ان کرامات منسوبہ بآنحضرت صلعم سے بیان کی ہیں عیسائیون نے
از راہ تعصب مذہبی آنحضرت صلعم کی نسبت یہ بیان کیا ہے کہ ایک کبوتر
آسمان سے اوترتا تھا اور آپ کی کان میں کچھ کہتا تھا چونکہ یہ
جھوٹی کرامت گروشیش نے آنحضرت صلعم کی طرف منسوب کی تھی اسکو
بتقلید عربی مستعمل ہو پاسکال نے جو ایک مرد عالم تھا اس سے بھی پوچھا کہ
آیا یہ کرامت حضرت صلعم کی کن کتابون میں دیکھی ہے کہ گروشیش کو

اس کے جواب مین اور کچھ نہ بن پڑا سوا اسکے کہ اسنے اُنکا انکار
کیا اور یہ کہا کہ یہ کرامت تو مسلمان خود نہین جانتے اور اس خیال سے
کہ مبادا یہ بہتان مسلمانون کی تقویت اور مضحکہ کا باعث ہو یہ کذب صریح
ترجمہ عربی سے نکال ڈالا گیا لیکن لاطینی کتاب کی بہت سی نسخون مین
یہ حکایت موجود ہے جب ابوطالب نے دیکھا کہ آنحضرت کے دشمن
آپ کے بغض و عداوت مین سخت مشغول ہین تو بہ کمال اصرار آپ سے
کہا کہ اب اس بات (یعنی اثبات نبوت) کی زیادہ پیروی نہ کرو حضرت
نے یہ جواب مین فرمایا کہ اگرچہ قریش میرے قتل پر مستعد ہون لیکن
جبتک کہ آفتاب اور ماہتاب (اسے مقصود یہ تھا کہ ان ستارون کو
قریش [illegible] خدا جانکر پوجتے تھے) میری دہنی اور بائین
جانب ہین (یعنی جبتک کہ یہ باقی ہین) مین اپنے ارادے سے ہرگز
باز آؤن گا اس مقابلہ اور مجادلہ سے حضرت نے کچھ خوف نہ کیا اور
چند اشخاص کو جمع کیا جنمین اکثر آپ ہی کی قبیلہ کے تھے اور انکے
سامنے تھوڑا سا گوشت [illegible] اور ایک جام شیر رکھا اور اوس مین سے
تھوڑا سا خود بھی تناول کرکے اوٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی کیفیت
اون سے بیان کی اور فرمایا کہ جو شخص مجھپر ایمان لائیگا اوسے
خزائن ابدی عنایت کرونگا اور آخر مین ایک خطبہ فرمایا جس کی
فصاحت عرب مین مشہور ہے اور اوس خطبہ مین ارشاد کیا کہ کون
شخص تم مین سے اس بوجھ کے اوٹھانے مین میری مدد کریگا

اور کون شخص میرا نائب اور وزیر ہوگا جسطرح ہارون موسی کا جانشین
تہا تمام محفل متحیر اور ساکت ہوگئی اور کسی شخص کو جرات نہ ہوئی کہ
اس عہدۂ نازک کو قبول کرے یہانتک کہ وہ سردجوانان اور شجاع
یعنی علی آپ کی چچازاد بہائی اوٹھہ کہڑے ہوئے اور باآواز بلند عرض
کی کہ یا رسول اللہ اگرچہ مین تمام حضار مجلس مین صغیر السن ہون
اور میری آنکہین ان سب کی آنکہون سے زیادہ پرآزردہ ہین اور میرا
شکم ان سب کے شکمون سی بزرگتر ہی اور میری ساقین ان سب کی
ساقون سی باریکتر ہین اور یا رسول اللہ مین آپ کا خلیفہ انلوگون پر
ہونگا تب یہ کلام آنحضرت کی سنا تو اپنی باہین اوس جوان صالح کی
گردن مین ڈالدین اور اوسکے اپنی سینہ سی لگا لیا اور باآواز بلند
فرمایا کہ یہ میرے بہائی میری وزیر کو واضح ہو کہ ابتدا مین تو
آنحضرت [illegible] خفیہ وعظ فرمائی بعد ازان علانیہ موعظہ فرمانے لگے
اور [illegible] آپ کی اصحاب بڑہنے لگی اکثر کوہ صفا اور ابو قبیس پر
[illegible] مذکور یعنی مکہ واقع ہین وعظ فرمایا کرتی تہی لیکن
[illegible] تشریف لیجاتی تہی اور وہان سے
[illegible] لاکر اوس کتاب مین شامل کرلی تہی جو آخر کو قران کے
نام سی مشہور ہوگئے اسی زمانہ مین آنحضرت کی ایک اور شخص
یعنی عمر نامی کو مسلمان کیا یہ شخص آپکا برا دشمن تہا لیکن
[illegible] تہا تہوڑا ہی عرصہ گذرا تہا کہ عمر اپنی بہن آمنہ سی بسبب قبول

مذہب

مذہب نبوی کی محبت نا خوش ہوا تھا چنانچہ ایکدن اپنی بہن کو تلاوت کر
قرآن پڑہتی سنکر زور سے مارا اور قرآن بھی زمین پر پھینکدیا لیکن
وہ عورت نہ گھبرائی بلکہ باطمینان تمام قرآن کو اوٹھا لیا اور اپنے بہائی
کو ہرگز نہ دیا اِس حرکت سے عمر زیادہ تر غصہ ہوا اور اوس سے قرآن
چھین لیا اتفاقاً اوسکی نظر چند سطرون پر جو پڑی تو نہایت متعجب ہوا
اور بعد تعجب کے انفعال بھی ہوا اور اوسی جگہ مسلمان ہو گیا
عمر مسلح اور مکمل کوہ صفا کو حضرت کی جائی پناہ تھی تعجیلات تمام
ہوا حضرت نے عمر کو آتے دیکھکر باواز بلند فرمایا اے عمر کہا کسی آتا ہی
آیا تو یہان رہیگا جب تک یہ سخت تیغ تجہپر ٹوٹ ٹوٹ پڑے اور تو
دریکے مرجائی عمر نے جواب مین عرض کی کہ مین آیا ہون
بصدق دل ایمان لایا ہون خدا کی ہدایت پر اور آپ پر کہ اوسکے
محبوب ہین جب قریش نے دیکھا کہ حضرت اب تک اپنی مذہب کی
مین ... اور سرگرم ہین تو اب اونہون نے زیادہ ظلم و تعدی
باندہی اور آپ کی اصحاب سے اس بیرحمی سے پیش آنے لگے کہ اونکو
مکہ مین رہنا مناسب نہ جانا جب آنحضرت صلعم نے یہ دیکھا تو جو اصحاب
بی یار و مددگار تھے اونہین اجازت دی کہ اور کہین جا کی پناہ لین
حسب ارشاد آنحضرت صلعم وہ مکہ سے چلے گئی اور ملک حبش مین جا کر پناہ
لی سنہ ہجرت (یعنی فرار) آنحضرت کی بعثت کی پانچوین برس مین شروع
ہوا جن لوگون نے فرار اختیار کیا تھا شمار مین اسی مرد و زن

اور حبشہ لڑکی تھی نجاشی بادشاہ حبش ان فریادیوں سے بمہربانی
پیش آیا اور جن لوگوں کو قریش نے اون کی طلب کی غرض سے بھیجا تھا
اون بیچاروں کو ہرگز اون کی حوالہ نہ کیا اور معتبر تفسیروں میں لکھا ہی
کہ بادشاہ موصوف خود مسلمان ہوگیا

باب دوم

آن حضرت کی ابتداے کی مدت جس میں ہجرت گذری

چونکہ آپ کی اصحاب اور اتباع مکہ میں بڑا اختیار و اقتدار حاصل
کر لیا تھا تمام اہل شہر نے یہ حکم کیا کہ خبردار کوئی شخص یہاں کی
باشندوں میں سے حضرت کی پیروی نہ اختیار کرے لیکن اس حکم سے
حضرت کو کچھ ضرر نہ ہوا اسواسطے کہ آپ کی چچا ابو طالب آپکی
حفاظت اور حمایت کی لئی موجود تھے لیکن جب عبد المطلب کے
ابو طالب نے بھی انتقال کیا جب تو آپ کو بڑی مشکل پڑی اسلئے کہ
تمام مال و اسباب اور عہدہ اونکا اپنے دشمنوں کے ہاتھ لگ گیا
چونکہ ان معاندین نے اب ایسا اقتدار حاصل کر لیا تھا جو کبھی
نہ پایا تھا تو اب بغض و عناد میں بھی زیادتی شروع کی اور ہر وقت
یہاں تک کہ نماز میں بھی آپ کی تضحیک و تذلیل کرنے لگے اور ہر
طرح کی نجاستیں آپ کی دستر خوان پر پھینکتے تھے اور اوسی طرح کی
ناشایستہ سے اونکو پریشان کرتی تھی علاوہ ان سب مصیبتوں کی
ایک اور مصیبت حضرت پر یہ پڑی کہ ہنوز ابو طالب کی وفات کو

تہوڑے ہی دن گذرے تہے کہ آپ کی زوجۂ وفا شعار نے آپکی آنکھون کی
سامنے انتقال کیا واقع مین اس ہمدرد کا مرنا حضرتؐ کی لئی ایسی مصیبت
عظیم تہی جتنی بشر کا دل شق ہوجائے چوبیس برس تک خدیجہؓ آنحضرتؐ
کی مشیر اور دستگیر رہین اور اب اون کی مرنے سے آپکا دل ٹوٹ گیا
اور گہر ویران ہوگیا حالانکہ اس عمر مین کون حسن وجوانی اون مین
باقی رہا ہوگا لیکن حضرتؐ انکی مرتے دم تک وصفی وفا کی اور جیسا کہ اوپر
بہی بیان ہوچکا ہے کہ اور عقد کرنیسی باز رہی خدیجہ قبرستان
مکہ مین جو اوس شہر کے شمال اور مغرب مین واقع ہے دفن ہوئین
چنانچہ ایک سیاحِ مشہور برکہارت نامی سے ہمنے سنا ہے کہ اونکی
قبر اتبک موجود ہی اور زائرین خاص کر کے ہر جمعہ کو اوسکی زیارت سی
مشرف ہوتی ہین لیکن اس روضہ مین سوا سنگِ قبر کے اور کوئی
چیز عجیب اور تحفہ نہین اور اوس پتہر پر چند آیات قرآن مشہور آیت الکرسی
خط کوفی مین بڑی خوبصورتی سے کہدے ہین آنحضرتؐ تا دم مرگ
خدیجہ کے شکر گذار اور رطب اللسان رہے اور خدیجہ کو آپنی اس افسوس
سے جو یاد کیا تو عایشہ کو جو آپ کی ازواج مین بہت کمسن اور حسینہ اور
جمیلہ تہی رشک آیا اور بی ادبی سے اون مرحومہ کی مذمت کرنی لگی
اوسوقت خدا نے حضرتؐ کی تسلی کے لئیے یہ آیت نازل کی آیا وہ +
کبیر السن نہ تہی اور خدا نے اوس سی بہتر اور حسین تمہے نہین عنایت
کی آنحضرتؐ کا دل بہر آیا اور باواز بلند درگاہ جناب باری مین عرض کی

کہ خدانے ہنوز نہین اوس سی (یعنی خدیجہ) بہتر اور شفیق تر کوئی زوجہ مجھے
نہین دی وہ اوسوقت مجہپر ایمان لائی تہی جبکہ سب لوگ میرے تذلیل
اور تحقیر کرتے تہے اور مجہپر ہنستی تہی اور اوسنے اوس عالم مین
میری خبرگیری کی اور مجھے راحت پہونچائی جب تمام عالم میری قتل اور
ہتک کے درپی تہا چونکہ اب کوئی اونکا حامی اور حافظ نہ باقی رہا تہا
لہذا دشمنون نے اور بہی ظلم و تعدی کرنی شروع کی پہلا قریش کا تو کیا
ذکر عزیزان قریب اور اون لوگون نے جو کسی زمانے مین آپکی دوستی
کا دم بہرتے تہے دست تعدی دراز کیا پس حضرتؐ مجبور ہوئے کہ جا بہ امن
تلاش کرین اور زید اپنی وفادار غلام کو ساتہ لیکر ایک چہوٹی سی شہر کو
جسے طائف کہتی ہین روانہ ہوئے یہ شہر مکہ سے ۷۰ میل مشرق کیطرف
واقع ہے اور یہان ایک اور چچا آپکے رہتے تہے جنکا نام عباس تہا
جب حضرتؐ اس شہر مین پہونچے تو وہان کی روسا مین سے تین شخصون
سے اپنی نبوت کا اظہار کیا اور اونہین ترغیب دی کہ اس مذہب نو کی
ترویج مین اعانت کرین اور یہ سعادت حاصل کرین لیکن آپؐ کی کلام
نے اون لوگون پر تاثیر نہ کی اور اونہون نے بہی وہی اعتراضات پیش
کیے جو آپؐ کی ہموطنون نے کیے تہے اور عرض کی کہ آپؐ اور کہین پناہ لین
تاہم آنحضرتؐ مہینہ بہر اوس شہر مین رہے اور وہان کی باشندون مین جو
لوگ زیادہ خوش مزاج اور عقیل تہے اونہون نی تہوڑی بہت آپؐ کی
تعظیم اور تواضع بہی کی لیکن آخرکار غلام اور اوباش اراذل نے آپؐ سے

صورتین تہین وہ شہر والون نے بوچہار کردی اوراون پہاڑون مین جو گرد اوس
شہر کی واقع ہین اور اوس ریگستان مین دو تین میل تک حضرت کا تعاقب
کیا آخرش حضرت ایک مقام پر پہونچے کہ وہان بہت سے باغ تہے
اور تہک کر ایک باغ مین پناہ لی اور تہوڑی دیر ایک انگور کے درخت
کی سایہ مین آرام فرمایا جب بیدار ہوے تو پہر مکہ کو راہی ہوے
اور جب قریب شہر پہونچے تو مطائب بن عدی کو کہ بہت ذیعزت تہا
اور آپسے موافق تہا ایک نامہ بایمضمون لکہا کہ مجہے بحفاظت داخل شہر
کیجیے حضرت کا ارشاد مطائب بجالایا اور اپنی اولاد اور خدام کو جمع
کرکے حکم کیا کہ مسلح ہوکر کعبہ کے قریب کہڑے ہو بعد ازان آنحضرت
مع زید داخل مکہ ہوئے اور آپ کی حافظ یعنی مطائب نے ممانعت کردی
کہ خبردار کوئی شخص ان سے بےادبی سے پیش نہ آئے بعد اوسکی آنحضرت
نے آگے بڑہ کر حجر الاسود کو بوسہ دیا اور مطایب اور اوسکی لشکر کو حفاظت
کے لیئے ہمراہ لیکر بیت الشرف کو مراجعت فرمائی قریب دو مہینہ کی بعد
وفات خدیجہ آنحضرت نے ایک زن بیوہ مسماۃ بہ سودہ سے عقد کیا اور
تہوڑی ہی عرصہ کے بعد عائشہ سے نکاح کیا یہ عورت بہت کمسن اور
حسینہ تہی اور آپ کی یار غار ابوبکر کی بیٹی تہی یہ عقد آپنے اسواسطے
کیا تہا کہ آپسمین محبت اور ربط بڑہے منقول ہے کہ بعد وفات خدیجہ
تیرہ یا پندرہ عورتین حضرت سے منسوب ہوئی تہین اونمین سے گیارہ
یا بارہ سے باوقات مختلفہ اپنی عقد کیا واضح ہو کہ — اس فعل پر آنحضرت

کی ہی سو بعضی مخالفین نی بڑی طعن کی ہی اور اسی اپ کی شہوت نفسانی کی دلیل قطعی گردا
ہی لیکن راقم کہتا ہی کہ قطع نظر اسکے کہ انحضرت صلعم کی زمانہ مین عرب اور بلاد مشرقیہ مین رسم
تعدد ازدواج مروج تہا اگرچہ یہہ رسم قوانین یورپ کے خلاف ہو اور اوس زمانہ مین یہ فعل قبیح اور خلاف
اخلاق بہی نہ تصور کیا جاتا تہا یہ بات ذہن نشین رہی کہ انحضرت صلعم نی پچیس ٢٥ برس کے سن سی پچاس ٥٠
برس کی عمر تک ایک ہی زوجہ پر کفایت کی اور جبتک وہ تریسٹھ برس کی ہوکر مر گئین اور کوئی
عقد نہین کیا اور اونسی کوئی اولاد ذکور مین سے نہین بچی پس اب ہم یہ پوچھتی ہین کہ آیا یہ
گمان ہو سکتا ہی کہ جو شخص بڑا شہوت پرست ہو اور ایسی ملک مین رہتا ہو جہان تعدد ازدواج رسم عام ہو
وہ شخص پچیس ٢٥ برس تک ایک ہی زوجہ پر قناعت کری اور وہ زوجہ بہی کیسی کہ پندرہ ١٥ برس اوسسی
خود سی بڑی ہو اور آیا یہہ گمان غالب نہین ہو سکتا کہ آخر زمانہ مین آنحضرت صلعم کی تیرہ برس کی عرصہ مین
ازدواج جو کئین تو اس سی غرض کرکی آپکو یہ مقصود تہا کہ اولاد ذکور بہم پہونچین (مخفی نرہی کہ جس
ماہ متبرک مین حاجیون کے قافلی مکہ مین آتی تہی وہ مہینہ عرب مین تمام طوایف کی امن وامان کے
دن ہوتی تہی اور بڑے بڑے شر و فساد موقوف ہو جاتی تہی اور ہر طرف سی لوگ جوق جوق
اوس معبد عام یعنی کعبہ مین سالانہ عید کرنیکو آتی تہی آنحضرت صلعم نی یہ موقع ہاتہ سی نہ جانی دیا
اور اوس مجمع عام مین وعظ فرمانی شروع کی اور بہت سی لوگ باشندگان یثرب مین سی مسلما
ہو گئی جب یہہ نو مسلم اپنی وطن کو پہر گئی تو اپنے لوگون مین اس نئی مذہب کی بہت تعریف کی
اور اپنی دوستون اور ہموطنون کو بڑی سرگرمی سی ترغیب دی کہ اس مذہب کو قبول کرین
اور اس کوشش مین بخوبی کامیاب ہوئی اون کی کامیابی کی یہہ وجہ تہی کہ چونکہ اہل مکہ اور اہل
مدینہ مین بسبب تجارت کی آپسمین حسد اور نا اتفاقی تہی لہذا اس مذہب کو جو اہل
مکہ مین تہوڑی دنون سی سنا پایا تہا واضح ہو کہ بعثت کہ بارہوین برس آنحضرت صلعم نی آخر شب

معراج کی حکایت بیان کی اس قصہ کا مضمون یہ ہے کہ حضرت ایک جانور
بہشتی یعنی براق پر سوار ہو کر جبرئیل فرشتہ کی رہنمائی سے اورشلیم
یعنی بیت المقدس کو تشریف لیگئے اور وہان سے آسمان پر تشریف
لیگئے قرآن کی پندرہوین سیپارہ مین اس قصہ کا ذکر مبہم ہے آنحضرتؐ
نے معراج کا قصہ یہ بیان فرمایا ہے کہ ایک شب مین اپنی زوجہ عائشہ کی
ساتھ ہمخواب تہا کہ مین نے سنا کہ کوئی شخص دروازے پر دستک دے رہا ہے
تب مین اوٹھہ کھڑا ہوا اور دروازے پر جو گیا تو دیکھا کہ جبرئیل فرشتہ
کھڑے ہین اور اون کے قریب براق کھڑا ہے یہ ایک عجیب وغریب
جانور تہا اسکا چہرہ آدمی کی چہرے سی مشابہ تہا کان ہاتھی کی کانون سی گردن اونٹ
کی گردن سے جسم گھوڑے کی جسم سے دُم خچر کی دم سے اور کھر بیل کے کھر سی
اور رنگ ایسا سفید اور شفاف تہا کہ جیسے دودھ اور تیزی اور چالاکی مین
بجلی کو بہی اس سی کچہ نسبت نہ تہی بعد ازان جبرئیل فرشتہ نے اپنا
ساتوان پر کہولکر پرواز کیا اور حضرتؐ بہی براق پر اوسکے عقب مین
روانہ ہوے جب آپ اورشلیم (یعنی بیت المقدس) مین پہونچے
وہان حضرت ابراہیم موسیٰ اور عیسیٰؑ سے ملاقات ہوئی اور آپنے ان سب انبیا کو
سلام کیا اور لقب برادری سے خطاب فرمایا اور اونکی ساتھ نماز پڑہی بعد اسکی آپ مع جبرئیل
بیت المقدس سے روانہ ہوے اور دیکھا کہ ایک نردبان نور ایستادہ ہے اور براق کو ایک حلقہ آہنی مین
جو ایک سخت پتہر مین لگا تہا باندہ دیا کہ وہان آپؐ کے مراجعت کا منتظر
رہے اور آپؐ مع جبرئیل اوس نردبان نور سی آسمان پر تشریف لیگئے

جب آنحضرتؐ ملاء اعلی پر پہونچی تو جبرئیل اپنی رفیق کو ساتون آسمان دکھانے
تدریجاً لیگئی (جیسا کہ ورجل شاعر رومی ڈینٹ کو لیگیا ہی) اور جب آپ
آسمان اوّل پر پہونچے تو ایک گروہِ ملائکہ کو دیکھا کہ باشکالِ مختلفہ متشکل ہین
بعضی آدمی کی شکل اور بعضی پرند کی صورت اور بعضی چرند کی مانند ہین اور
جنکی پرندون کی شکل تھی اونمین ایک مرغ دیکھا کہ بڑا طویل القامت تھا
اور اوسکی پر ایسی سفید تھی جیسی برف اور اسقدر کثرت ملائکہ کی یہ وجہ تھی
کہ فرشتگانِ زمین بھی آسمانپر چلی گئے تھے تاکہ اہل زمین کی شفاعت خدا
سے کرین آخرش یہ دونون مسافر اوس مقام تک پہونچ گئے *
جہان وہ شجر مقدس ہی جسی سدرۃ المنتہی کہتی ہین یہ درخت جنت العدن
کی حد پر واقع ہی اور اسکی پہل اتنی بڑی ہین کہ ایک پہل تمام مخلوقات
کی خوراک کی لیے بڑی مدت تک کافی ہی اور اسی مقام پر اون دونون نے
ایک حد دیکھی کہ اوسوقت تک کسی بشر نے اوس سے گذر نہ کیا تھا یہ سرحد عرش
الہی اور آسمانون کی درمیان مین واقع ہی سدرۃ المنتہی کی قریب
ایک اور فرشتہ اون کی رہنمائی کی لیے منتظر تھا وہ فرشتہ آپکو مقامات
غیر محدود پر لیگیا اور اثنائی راہ مین آپنے ہزارہا ارواح سماویہ کو تسبیح و تہلیل
خدا مین مشغول دیکھا یہان تک کہ خدمتِ اقدس جنابِ باری مین *
پہونچی اور آپکو اوس مقام تک تشریف لیجانیکی اجازت حاصل ہوئی
جہان سے تخت گاہِ جنابِ باری تک دو کمان کا فاصلہ ہے اور بعد ازان وہ کلمہ
طیبہ اکبر سنہری قلم قدرت سے مکتوب دیکھا جسی آپنی اپنی مذہب کی علامت قرار دی

وہ کلمہ یہہ ہی کوئی خدا نہین سوا خدا کی اور محمدؐ اوسکی رسول ہین لیکن
یہ نہ معلوم ہوا کہ جناب باری نی اپنی عبدِ خاص سی کیا کیا ارشاد کیا ہمنی
فقط اتنا سنا ہی کہ خدا نی مسلمانون کو ہر روز پچاس رکعت نماز کا حکم
فرمایا تہا لیکن آنحضرتؐ نی حضرت موسیٰ کی مشورہ سی عرض کی کہ عددِ
نماز پانچ ہو جائی اور یہ عرض قبول ہوئی حضرتؐ نی بوقتِ مراجعت
جبرئیل کو ہمراہ لیا اور مکہ کو روانہ ہوئی اور جب بیت المقدس پہونچے
تو براق پر پہر سوار ہوئی اور اوس سواری پر بحفاظت تمام داخلِ
خانہ ہوئی بعض مورخین کی کلام سی معلوم ہوتا ہی کہ یہ سفر دور و دراز
ایسی قلیل زمانہ دنیاوی مین طی ہو گیا تہا کہ جب حضرتؐ بستر سی اوٹہکر
جبرئیل کی ملاقات کو جانی لگی تہی تو اتفاقاً ایک ظرفِ پر از آب پر آپکی
ٹہوکر لگ گئی تہی ہنوز اوسکا پانی زمین تک نہ پہونچنی پایا تہا کہ آپنی
مراجعت فرمائی اور اوس ظرف کو پہر اوسکی مقام پر رکہدیا اس سفرِ شب
کا قصہ اون حکایات مین سی ہی جنکی ناقل بوقتِ تحریر فرطِ خوشی سی
بیخود ہو جاتی ہین اور اسکی ناقلین نی جذبۂ ایمان سی عنانِ توسنِ خیال کو
ڈہیلا کر دیا ہی اور سفرِ مذکور اور آسمان کو صعود کرنا دونون باتین معتبرین
لباسِ حکایات سی پیراستہ اور عمدہ ترین رنگہائی داستان سے آراستہ
کی گئی ہین بلکہ تمام قصہ نفیس ترین زیورہائی خیالی سی مزین کیا گیا ہی
واضح ہو کہ آنحضرتؐ کی اصحاب مین اس سفرِ شب کی بارہ مین بڑا اختلاف
تہا بعضی کہتی تہی کہ یہ سفر سوائی خواب اور کچہ نہ تہا اور بعضی کہتی تہی کہ آنحضرتؐ

بیت المقدس اسی جسم خاکی سی تشریف لیگئی تھی اور وہان سے آسمان پر فقط
آپ کی روح گئی تھی اور بعضی کہتی تھے کہ آپ دونون جگہ اسی جسم خاکی سے
تشریف لیگئی تھی لیکن اکثر صحابہ اسی قول اخیر کے قایل تھے اور معلوم ہوتا ہی کہ
حضرت نی بھی اسکی صحت کا انکار نہین فرمایا جس حال مین یہ سفر شب
واقع ہوا جسی مسلمان معراج کہتی ہین اور اوس سال کو سال متبرک
کہتی ہین اوسی برس بارہ شخص اہل یثرب کے یعنی مکہ مین آئی اور کوہ عقبہ
پر جو اوس شہر کی شمال مین واقع ہی آنحضرت سی اطاعت اور وفاداری
کی قسم کہائی اس قسم کو حلف النسوان کہتی ہین اور اسکی وجہ تسمیہ یہہ
نہین ہی کہ اس عہد مین عورتین بھی شریک تھین بلکہ یہہ ہی کہ بعد
چند عرصہ کی ایسی ہی قسم عورتون سی بھی لیگئی تھی جسکا مضمون یہ
تھا کہ وہ مرتکب سرقہ اور زنا نہ ہون گی اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرین گی
(جیسا کہ بت پرستان عرب مین رسم تھا کہ اس خوف سی اپنی لڑکون کو
مار ڈالتی تھی کہ مبادا ہم ان کی کفالت نہ کر سکین) نہ غیبت کرینگی اور
جو باتین معقول ہون گی اونمین آنحضرت کی متابعت کرینگی اور ادہر
تو مکہ مین حضرت کی سفر شب مین مباحثی اور مناظری ہو رہی تھی اور ادہر
مدینہ مین آپ کی تعریفون کی آوازین بلند تھین اور لوگ جوق جوق +
آپکی خدمت مین حاضر ہوتی تھی ان لوگون مین سی بارہ شخص حضرت نی
کچھہ دنون مذہب کو تعلیم کرنیکی لیے ٹھہرا لیے اور انہین اشخاص کو یعنی
بارہ وکیل قرار دیکر شہر مذکور یعنی مدینہ کو ارسال کیا کہ وہان ترویج اسلام

کرین یہ وکیل اس امر مین ایسی کامیاب ہوئی اور ایسی کوشش کی کہ عرصہ
قلیل مین بہت سی باشندگان مدینہ کو مذہب نو کی طرف کھینچ لائی اور
جو ہین آن حضرتؐ نی یہ حال سنا اوس طرف تشریف لیجانیکا عزم بالجزم
کیا آپ خاص کرنکے مدینہ اسواسطی تشریف لیگئی تھی کہ آپ کی دشمن
قدیم اور عدوی جان ابوسفیان نی ابوطالب کا عہدہ لے لیا تھا اور حاکم
مکہ ہوگیا تھا اور دوسری وجہ آپ کی مدینہ جانیکی یہ تھی کہ قریش نی آپکی
قتل کا ارادہ مصمم کیا تھا اور جلاد نوکر رکھی تھی تا کہ کسی طرح ایسی دشمن
سی جسکا اقتدار اور اختیار روز بروز بڑہتا ہی جاتا تھا نجات پائین جب
آنحضرتؐ پر اس سازش خفیہ کا حال کہلا تو آپ اور آپکا دوست ابوبکر اوس
شب تاریک مین چپکی راہی ہوئی اور علیؑ کو حکم فرمایا کہ تم میری جگہ پر لیٹ رہو
اور میری چادر سبز اوڑہ لو اون جلادونے پہلی تو اوس گہر کا محاصرہ کیا اور
بعد اوسکی زبردستی اندر گہس گئی لیکن جب اونہون نی یہ دیکہا کہ بعوض
مقتول مقصود (یعنی آنحضرتؐ) کی علیؑ لیٹی ہین اور خاموش اور راضی برضا
آلہی اوس مرگ کی منتظر ہین جو اون کی سردار کی لئی تجویز ہوئی تھی تو
اون سب کو یہان تک کہ اون کو بہی جو حضرت علیؑ کی قبیلہ کی تھی اونکی
اطاعت اور جانفشانی پر رحم آگیا اور اون کی قتل سی باز رہی اسی اثنا مین
آنحضرتؐ نی مع اپنی دوست کی ایک غار مین جو غالباً ہائی کوہ ثور تھی جو مکہ کے
قریب واقع تہا پناہ لی اور تین دن قیام فرمایا اور اس عرصہ مین اسما
دختر ابوبکر خبر بہی لایا کئی اور طعام وغیرہ بہی پہنچاتا کر رہی جبکہ اسطرح سی یہ

یہ دونون شخص مخفی تھی تو ابوبکر آنحضرت کو اس خوف عظیم مین دیکھکر بہت
ملول اور مایوس ہوا اور کہنی لگا کہ اب ہم کیونکر بچکر جا سکتی ہین اسواسطی
کہ ہم تو دو ہی شخص ہین آنحضرت نے جواب مین اوس سے فرمایا کہ ایسا
نہین ہی بلکہ تیسرا شخص بھی ہے وہ خدا ہی اور وہی ہمکو بچاویگا قاتل
ابتک تفحص کر رہی تھی اوس غار پر پہنچی لیکن جب دیکھا کہ او
منہ پر ایک کبوتر کا گھوسلہ ہی اور مکڑی کا جالا تنا ہوا ہی کہ یہ دونون
چیزین آپ کی معجزہ سے وہان پیدا ہوگئی تہین تو وہ سمجھی کہ اس
غار مین کوئی نہین ہی اور اور طرف تجسس کرنے لگی جب وہ لوگ
چلی گئی تو آنحضرت اور آپکا رفیق اوس غار سے نکلی اور ایک قریب
کی راستہ سے بحفاظت تمام یثرب مین پہونچی اور بعد ۳ روز کی علی بہی
اون کی عقب مین روانہ ہوئی یہہ سفر ثانی جسی ہجرت یعنی جلا وطن
کہتی ہین ۱۶ جولائی سنہ ۶۲۲ع عہد خسرو بادشاہ فارس مین واقع ہوا
اور اوس زمانہ مین حضرت کا سن شریف ترپن برس کا تھا اہل یثرب
نی آنحضرت کی بڑی خاطر مدارات کی اور اوس شہر کا اسم قدیم بدلکر
آپکی نام مبارک سے ملقب کیا اور مدینۃ النبی کہنی لگی اب مدینہ مین
آپنی سلطنت اور رسالت دونون عہدی حاصل کیئی اور درخت خرما
پر تکیہ کر کی یا منبر سادہ اور بی پوشش پر اپنی قوم کی بت پرستی کی ہجو و
مذمت فرمانی لگی اور سامعین کی دلون مین ایسی سرگرمی اور حمیت
اور جان نثاری اور وفاداری ڈال دیتی تہی کہ قاصدان اہل مکہ

لشکر مین بهی اور بیرون شهر بهی مجبور هوکر اقرار کرتی تهی که واقع مین
اهل مدینه حضرت کی اس اکرام اور احترام سی پیش آتی هین اور ایسی
اطاعت اور فرمان برداری کرتی هین که خسروان فارس اور قیصران
روم کو بهی یه بات نصیب نهین واضح هو که ابتک تو یه مذهب نو نو
عقاید پر مبنی تها لیکن چونکه اب یه ضرور هوا که اسکی بنیاد مضبوط اور
مستحکم کی جاے اور طرق عبادت اور اوراد اور رسوم
واجب العمل بهی معین کیی جاوین لهذا حضرت نی نمازهای یومیه اور
اون کی بجا لانیکی اوقات اور وه جهت آسمان کی جس طرف مومنین کو
بوقت عبادت متوجه هونا چاهیی یه سب امور مقرر فرمائی اور اسی
زمانه مین ایک مسجد بهی تعمیر کی گئی جسکی قطع سی بهت سادگی اور
بی تکلفی پائی جاتی هی اور جسی حضرت نی اپنی دست مبارک سی بنایا تها
اور یه رسم بهی جاری هوا که مومنین کو نماز کی لیی موذن طلب کیا کرین
اور موذن ایک مینار پر باواز بلند یه کهتا تها خدا بزرگ هی کوئی خدا
نهین سوا ایک خدا کی اور محمد اوسکی رسول هین آو نماز مین خدا
بزرگ هی اور اوسکا کوئی شریک نهین آپ ملاحظه کیجیو که حضرت هی کی
ذات خاص مین اتنی عهدی جمع تهی یعنی سلطنت اجتهاد پیشوائی اور
سپه سالاری اکثر لوگون نی اقرار کیا که آپکو خدا کی طرف سی وحی هوتی هی
اور صحابه نی آپ سی ایسی وفاداری اور جان نثاری کی که کبهی کسیکی
رفقا نی یه بات نهین کی اور یه لوگ آپکا ایسا احترام کرتی تهی که جو چیز

جسم مبارک سے مس ہو جاتی تھی اوسی بھی متنبہ کئے سمجھے تھے
اگرچہ حضرت کو بادشاہوں سے بھی زیادہ تر اقتدار حاصل تھا تاہم آپ
ایسی سادگی اور انکساری سے بسر کرتی تھی کہ اوس سے زیادہ ممکن نہین
چنانچہ عائشہ سے روایت ہے کہ آپ خود اپنی کمری مین جاروب کشی
کرتی تھی خود چراغ روشن کرتی تھی اور خود اپنی کپڑی سیتے تھے
اور آپ کی غذا عموماً نان جو شیر و شہد تھا اور [۴۴] یہ چیزین بھی مومنین
اپنی مال سے آپ کو مہیا کردیتے تھی لیکن جسطرح آپ امور دینی مین
مصروف رہتے تھے اوسیطرح مقدمات دنیوی مین بھی مشغول رہتے تھے جب یہ خبر پہونچی کہ ایک قافلہ [illegible] ہزار
اونٹ بسرداری ابوسفیان شام سے آتا ہے اور اوسکی حفاظت کیلئے
اہل مکہ نے نو سے پچاس چیدہ سپاہیوں کا پہرا بھیجا ہے تو آپ
نے اوس قافلہ پر حملہ کرنیکا ارادہ مصمم کیا حالانکہ آپ کی لشکر مین کل تین سو
تیرہ آدمی ساٹھ اونٹ اور دو گھوڑی تھی آپ نے قریب چاہ بدر جو مکہ
کی راہ مین قریب بحر قلزم کی واقع ہے مورچہ کیا اور ہنوز آپ صفوف
جنگ آراستہ نہ کرچکی تھی کہ سامنے سے پہلی ٹکڑی فوج مکہ کی نمودار
ہوئی لیکن چونکہ وہ لوگ نشیب مین تھی لہذا اونکی فوج کی کثرت
نہ معلوم ہوتی تھی حضرت جانتے تھی کہ اب مقام خوف ہے اور یہ بھی
خوب سمجھی ہوئی تھی کہ اسلام کی ترقی اور تنزل اسی لڑائی کی فتح
اور شکست پر موقوف ہے لہذا آپ نے دست مبارک بسوئی آسمان
بلند کئے اور بکمال خضوع و خشوع یہ دعا مانگی اے مالک میری مین

[illegible]

تجہسی عرض کرتا ہون کہ اپنی وعدہ نصر و فتح کو بھول نہ جا تیرے خداوندا
اگر یہ فوج قلیل شکست پائیگی تو بت پرستی کو شیوہ ہو جائیگا اور
تیری عبادت صادق و خالص تمام روئی زمین سی جاتی رہیگی
جب آپنے یہہ دعا مانگی تو جنگ عظیم ہوئی اور اثنائی لڑائی مین آپنے
سنجیدہ ہائی سرخ اور بہ آواز بلند فرمایا کہ دروازہ ہائی بہشت کہلے ہین
اوس شخص کے لیئے جو راہ خدا مین شہید ہوا اور پہر باواز بلند فرمایا
کہ فرشتی ہماری طرف ہین مین اونہین آتی دیکھتا ہون دیکھو میں
جبرئیل فرشتہ کو دیکھتا ہون کہ اپنی گہوڑی حیزوم کو طلب کر رہی
ہین اور یہ تیغ خدا ہی جو اونہین قتل کر رہی ہی بعد ازان حضرت
جہک گئی اور ایک مشت خاک اوٹھا کر اہل مکہ کی طرف پہینکا اور
بہ آواز بلند فرمایا ان کی چہرے پریشان ہو جائین مسلمانون کی
حمیت اور شجاعت کا مقابلہ کفار نہ کرسکے اور حضرت نی یہ فتح و ظفر
مدینہ کو مراجعت فرمائی اور جو غنیمت ہاتہہ آئی تہی اپنی اصحاب
و انصار مین برابر تقسیم کردی قرآن مین اکثر مقامات پر جنگ بدر کا ذکر ہی
اور اسی لڑائی کی فتح سی حضرت کو اتنی کامیابیان حاصل ہوئین
جنگ بدر کی دوسری برس یعنی سنہ ۶۲۴ ع مین ابو سفیان نے اور
قریش نی ازراہ عداوت تین ہزار آدمی کا لشکر میدان جنگ بن
حضرت کی مقابلہ کو جمع کیا ابو سفیان سردار لشکر کفار مدینہ سی چہہ میل
تک بڑہ آیا اور حضرت سی ہمراہی لوسی پچاس نی مومنین کوہ احد پر مقابلہ

[illegible]

کیا لشکر قریش حلقہ باندہ کی آگی بڑہا اور یمین فوج کا سردار خالد تہا
جو شجاع ترین اور مہیب ترین عرب تصور کیا جاتا تہا آنحضرت صلعم نے
اپنا لشکر بڑی ہنر اور عقلمندی سی آراستہ کیا اور پہلی تو آپ کی فوج
غالب آئی اور قلب لشکر مخالف مین گہس گئی لیکن طمع غنیمت ایسی
دامنگیر ہوئی کہ اون کی صفون مین بےانتظامی اور پریشانی پڑ گئی
اور دفعتہً خالد نی جناح اور خلف لشکر اسلام پر حملہ کیا آنحضرت صلعم کی روئے
مبارک پر زخم تیرہ لگا اور دو دندان مبارک ایک پتہر سی شہید ہوئی
خالد با آواز بلند پکارا کہ حضرت صلعم قتل ہوگئی اور زمین پر پڑی ہین یہ آواز
خالد کی مسلمانون نی جو سنی تو اونمین ہل چل پڑ گئی اور سب بہاگ گئی
اور اتنا بہی نہ ٹہرے کہ خبر شہادت حضرت صلعم کو تحقیق کر لیتی سوای چند
اصحاب جان نثار کی جو حضرت صلعم کے گرد جمع ہوی اور کسی گوشۂ امن مین
آپ کو لیگئی اس معرکۂ شدید و عظیم مین حضرت علیؓ نی ایسی شجاعت
اور جوانمردی ظاہر کی کہ اس کی انعام مین آنحضرت صلعم نی اپنی دختر
محبوبہ فاطمہؓ کو اون کی عقد مین دیا (نوٹ) خاتون معظمہ حسن و جمال اور
زہد و تقوی مین اپنا مثل نہ رکہتی تہین یہان تک کہ عرب نی چار زنان
صالحہ و طاہرہ یعنی زن فرعون مریم اور خدیجہ مین چوتہا انہین
قرار دیا تہا اس عقد کے ایک برس کی بعد آنحضرت صلعم نی عید رمضان
معین کی قریب اسی زمانہ کی چند قبایل عرب نے یہ حیلہ کر کی کہ ہمنی اسلام
قبول کیا ہی حضرت صلعم سی عرض کی کہ دو شخص اپنی صحابہ مین سے

[illegible]

ارسال فرمائی کہ ہم لوگونکو آپ کی مذہب کی عقائد تعلیم کرین لیکن جو نہ
یہ صحابی اون کی سرحد مین داخل ہوئی سب کے سب بیرحمی سی قتل کیئے
گئی مثل اور مخالفین کی یہود بھی ہر طرح سی اس مذہب کی مقابلہ
کی درپی ہوئی اور ہمیشہ حضرت کی قتل کی تدبیرین کیا کرتی تھی
لیکن آپ کی اطمینان اور استقلال اور ہوشیاری سی کوئی تدبیر نہ
چل سکی اب تو حضرت نی ایسا اقتدار حاصل کر لیا تھا کہ شراب خواری
موقوف کرادی اور فرمایا کہ جو سچی مسلمان ہین شیرۂ انگور سی نفرت
اور کراہت کرینگی چونکہ اوس زمانہ مین اسلام لاکھا دشمنان قوی
مین گھرا تھا لہذا یہ درستی اخلاق (یعنی ممانعت شرابخواری) واجب
تھی تاکہ مسلمان اون دشمنون کی حملون سی نہ دب جاین العیاذ اونکی
افعال و عادات زشت نہ اختیار کر لین اب قریش بھی یہودیون سی
مل گئی تھی اور بہت سی قبایل عرب بھی صحراون سی آگئی تھی یہ ان
سب فوجون نی اکٹھا کر کی مدینہ پر چڑھائی کی جہان مسلمان اون کی
امداد کی منتظر تھی اور سوائی ایک شخص (یعنی آنحضرت) کی استقلال
کامل اور حمیت لازوال اور جرات و شجاعت غیر مغلوب کی اور کوئی وسیلہ
نرکھتی تھی محاصرین کی کوئی تدبیر نہ چل سکی اور ہر حملہ کی بعد حضرت
ظفریاب پھری یہان تک کہ دشمن محاصرہ سی باز آئی اور حضرت مع
لشکر ظفر پیکر فتح بنی قریظہ کو روانہ ہوئی اور بعد چند روز کی جنگ لی
اور یہ دشمن بھی شکست فاش دی اور مخفی نہ رہی کہ چند روز بعد فتح بنی قریظہ

حضرت کو دشمنون نے ازراہِ عداوت ایک تہمت آپ کی نسبت لی اور اوسکا
ذکر اس مقام پر تذکرہ کرنے کی لیئے ضرور ہی وہ تہمت یہ تہی کہ آنحضرتؐ
نے اپنی متبنی کی زوجۂ مطلقہ سے عقد کیا لہذا مرتکب جرم عقد از محرمات
شرعیہ ہوئی راقم کہتا ہی کہ حقیقت امر یہ ہی کہ بڑی مدت پیشتر رواج
اسلام کی عرب مین یہ رسم تہا کہ اگر کوئی شخص اتفاقاً اپنی زوجہ کو لفظِ
مادر سے پکارتا تہا تو پہر اوس سے مباشرت کرنیکا مجاز نہ رہتا تہا اور
اگر کوئی شخص کسی لڑکی کو لفظِ پسر سے پکارتا تہا تو وہ لڑکا اوسوقت
سے اون حقوق کا مستحق ہوجاتا تہا جو پسر صلبی کی ہوتی ہین لیکن
جون کہ بعد رواج اسلام کی یہ دونون رسوم مذکورہ قران مین منسوخ
کیئی گئی لہذا ہر شخص مجاز تہا کہ اپنی زوجہ سے مباشرت کرے بعد اسکی بہی
کہ وہ اوسی لفظِ مادر سے پکار چکا ہو اور اپنی متبنی کی زوجہ سے بہی کہ
بعد مطلقہ ہونیکی عقد کر سکتا تہا چونکہ حضرتؐ ایک عورت مسماۃ
بہ زینب کی بہت عزت کرتی تہی لہذا آپنے اوسکا عقد ایک جوان مسمی
بہ زید سے کہ اوسکی بہی ویسی ہی قدر کرتی تہی کر دیا شوہر اور زوجہ مین
نا اتفاقی ہوئی اور زید نے طلاق دینی کا ارادہ کیا اور ہر چند آپ مانع
ہوئی لیکن نہ مانا از بسکہ یہ حضرت کی نسبت یہ الزام عائد ہوتا تہا کہ آپ ہی
کی فرمانی سے یہ عقد ہوا تہا اور زینب کی رنج اور مصیبت پر بہی
آپ کو ترس آگیا لہذا اس الزام سے برات اور اس غم و الم کی مکافات
آپکی سے اور نہ ہو سکی سوا اسکی کہ زن مذکورہ کو بعد زید کے طلاق

دینی کی اپنی حبالۂ عقد مین لائین تا اور یہ امر آپنی بڑی مشکل سی کیا
اسواسطیکہ آپ ڈری کہ مبادا وہ قبایل عرب جنمین رسم مذکور ہنوز
باقی ہی متہم بہ عقد محرمات شرعیہ کرین لیکن پاس اور خیال
حکم الہی ان سب قباحتون پر غالب آگیا اور آپنی زینب سی عقد کیا
بعد سفر ہوئی ایک اور ختم جنگ کی جو چند قبایل عرب سی ہوئی تہی +
عائیشہ آپکی زوجۂ محبوبہ کی نسبت یہ تہمت کی گئی کہ ایک افسر جوان
مسمی بہ ساوہ سی مرتکب فعل شنیع ہوئی لیکن اوس عورت نی
حقیقت حال ایسی صاف صاف اور طرارے سی بیان کی اور اوسکی
چہرہ اور [illegible]ن کا ایسا غلبہ ہوا کہ حضرتؐ کو اوسکی برات کا یقین ہوگیا
آخر جن لوگون نی اوسپر تہمت کی تہی ہر شخص کو اسی اسی درون
کی سزا ملی جب آنحضرتؐ نی یہودان قرب و جوار مکہ پر حملہ کیا اور اونکی
ابتری پیش آئی تو اونہون نی اہل مکہ سے مدد طلب کی اور ایک فوج
کو اعانت کی لیی حاصل کرکی مدینہ پر چڑہائی کی چونکہ آنحضرتؐ
شکست جنگ اُحد سی ہوشیار ہوچکی تہی لہذا ایک صحابی فارسی کی
مشوری سی گرد شہر کی حفاظت کی لیی خندق کہدوائی اور خندق کی
باہر دشمن کو لوٹنی دیا اور کچہ تعرض نہ کیا بعد ازان فوج مخالف
محاصرۂ شہر کو چلی لیکن ازانسکہ وہ لوگ بہت سی حملون مین پس پا
بہی ہوی تہی اور آپس مین پہوٹ بہی پڑ گئی تہی لہذا اونہون نی
اپنی خیمی اوکہاڑ لیی اور جہان سی آئی تہی وہان پہر گئی یہ لڑائی

جسی جنگ خندق کہتی ہین سنہ ۶۲۶ء مین مطابق سنہ ۵ ہجری کی واقع
ہوئی بعد جنگ مذکور آن حضرت نے اپنی دشمنون کو قید کر لیا اور قلعہائی
نافق اور ایلوقب لی لیی اور بعد مقابلہ شدید قلعہ خیبر بہی
فتح کر لیا اور اس شہر مین حضرت کی جانی ہوی ایک آفت کی
جواب پر انیوالی تہی داخل ہوئی وہ آفت یہ تہی کہ ایک زن یہودیہ
جسکا بہائی باپ شوہر اور اور اقربا ان لڑائیون مین مارے گئی تہی
غلبہ خواہش معاوضہ اور مکافاۃ سی حضرت کی قتل پر آمادہ ہوے
تاکہ اپنی قبیلہ اور خاندان کی دشمن کو غارت کر دی اور اسواسطے
اوس عورت یہودیہ نی تہوڑا سا گوشت بز تیار کیا اور اوسمین
سم قاتل ملا دیا اور جب حضرت شب کو کہانا نوش فرمانے لگے تو وہ
گوشت مسموم آپ کی آگی رکہہ دیا اور ایسی باتین کین کہ اوسکی
عداوت اب نہ ظاہر ہوئی جسمین آپ نے پہلا لقمہ تناول کیا وہین
آپ چلائے دیکہو دیکہو اس گوشت مین زہر ملا ہی ایک شخص آپ
کی اصحاب مین سی بشر نامی جنہون نی آپ سے بہی زیادہ اوس
گوشت مسموم مین سے کہایا تہا دفعتہً زرد ہو گئی اور اون کی دست وپا
مین طاقت حرکت نہ رہی یہان تک کہ انتقال کیا اور اس گوشت
کی کہانی سی حضرت بہی درد شدید اور جانکاہ مین مبتلا ہوئی اور
خود آپ نی اپنی اور اون لوگون کے جو اوس کہانے مین شریک
ہوئی تہی مابین الکتفین فصد کہلوائی جب اوس زن یہودیہ کو

بلاکر اس حرکت کی وجہ پوچھی تو اوسنی بیخوف ہوکر جواب دیا کہ آپ ﷺ اپنی
میری باپ بھائی اور شوہر کو قتل کیا پس مینے اپنے دلمین خیال کیا کہ اگر یہ شخص واقع
مین نبی ہے تو آگاہ ہوجائیگا کہ یہ گوشت مسموم ہے لیکن اگر یہ جعل ساز
اور حیلہ باز ہے تو ہملوگ اس سے نجات پائینگے اور یہودی پہر سرسبز
ہوجائینگے وہ عورت فوراً قتل کی گئی اور بعد اوسکے حضرت بہت دن تک
علیل رہے اور چونکہ آپنے اوس زہر کے اثر سے صحت کامل کبھی نہین
پائی لہذا اس امر مین کچھ تعجب نہین کہ آپ ﷺ یہودیون پر ایسی غضبناک ہوتی
کہ بہت سے قریون نے اون کی بلا شرط آپ کی اطاعت قبول کی اس سبب سے
حضرت ﷺ کی حکومت بخوبی مستحکم اور مضبوط ہوگئی اور ہر طرف سے لوگون نے
آپکو پیام مشارکت دیا اور اون کی نظرون پر قرآن مجید کا ایسا اثر ہوتا
ہوا کہ اکثر مقدمات مین اونہون نے حضرت ﷺ سے صلح کی گفتگو کی

ہر مسلمان کامل الایمان کو بصدق دل اور خلوص نیت سے یہ آرزو بڑی مدت سے
تھی کہ اوس کعبۂ قدیم اور مقدس کی زیارت سے مشرف ہو جسکی طرف
نماز پڑھتے مین نظر بندگی سے دیکھتے ہین اور حضرت ﷺ نے بھی اس امر مین انہین
ترغیب دی اسواسطے کہ آپ کو بڑی کد تھی کہ مکہ کو فتح کرین اور وہان کے
لوگونکو مسلمان کرین اور اوس شہر مین بفتح و ظفر و بشان و شکوہ شاہی
داخل ہون جہان ایسی ایسی ذلتین اوٹھائی تھین اور ایسی ایسی بلاؤن مین
مبتلا ہوئے تھے لہذا آپ ﷺ لشکر اسلام ساتھ لیکر بعجلت تمام حج خانۂ کعبہ کو روانہ
ہوئے لیکن ارادۂ جنگ کسی سے نہ ظاہر کیا اور اگرچہ ہر منزل پر کفار نے مستعد

مقابلہ کیا تاہم آپؐ مع ۱۰ ہزار مسلمانون کی بقصد فتح وظفر مکہ کو روانہ ہوے بعض
اہل مکہ خفیہ مسلمانون سے شریک ہوگئی تہی اسواسطے کہ ایک تو حضرتؐ کی
نام ہی سی وہ لوگ خایف ولرزان ستہے اسپر یہ طرہ ہوا کہ آپؐ کی معجزات
وکرامات بہی سنی پس ان باتون کا یہ نتیجہ ہوا کہ سب سی پیشتر قریش ہی نے
شروط صلح پیش کیی اور آخر الامر اون مین اور مسلمانون مین مصالحہ ہوگیا
شروط مصالحہ یہہ تہی شرط اول فریقین معاہدہ کرتی ہین کہ تیس برس
تک آپس مین جنگ ملتوی رہے اور فریقین اس عہد کا ایفا کرینگے شرط
دوم قبایل عرب کو اختیار رہے کہ چاہین آنحضرتؐ کے شریک ہون چاہین
اہل مکہ کی شرط سوم حضرتؐ اور آپکی اصحاب اسی سال مین حدود مقدسہ
مکہ سے باہر چلے جاینگے شرط چہارم مسلمانون کو اجازت ہی کہ اسی سال مین
مقامات مقدسۂ مسمیٰ بہ البیت کی زیارت کرین شرط پنجم۔ اہل اسلام
سوا تلوار کی اور کوئی ہتہیار باندہ کی مکہ مین نہ داخل ہون اور تلوار بہی
ہو تو میان مین شرط ششم۔ مسلمان اس شہر مین تین دن مقام کرین
اور کسی شخص پر شہر چہوڑ دینے کا جبر نہ کرین سب کامیابیون
مین حضرتؐ کی صلح مذکور بڑی کامیابی تہی اسواسطیکہ اس صلح کی سبب سی
دین اسلام مدینہ مین ایسا مستحکم ہوگیا تہا کہ اب آپ کی وہان رہنے کی
کچہ ضرورت نہ تہی بعد فتح مکہ آپؐ حسب احکام قران حج بجالاتے اور حجر الاسود
کے قریب کہڑے ہوکر بہ آواز بلند خدای برحق کا نام لیا اور تین سی ساٹہہ
بتون کو بیخ وبن سے اوکہاڑ ڈالا

باب سوم

سال ہفتم ہجرت میں تمام اطراف و جوانب میں قاصد گئے و مدینہ میں آئی اور اپنے
اپنے بادشاہوں کا پیام اطاعت حضرت کو دیا بادشاہ حبش نے جسکے پاس
حضرت نے ایک خاص قاصد بھیجا تھا یہ مضمون جواب میں لکھا کہ میں گواہی دیتا ہوں
اوس خدا کا جو بادشاہ مقدس معبود برحق ہے اور شہادت دیتا ہوں کہ
سچے ہیں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ روح اللہ اور کلمہ اوسکے ہیں اور پیغمبر خدا
نے مجھ کو لکھا ہے کہ اپنی بیٹی ام حبیبہ کا عقد میرے ساتھ کر دے سو میں
خوشی سے اونکا ارشاد بجا لاتا ہوں اور چار ہزار دینار اسکا مہر دیتا ہوں
اسی زمانہ میں آنحضرت نے ایک مہر چاندی کی بنوائی اور اوسپر یہ منقش کرایا محمد رسول اللہ
یہ مہر اون خطوط پر ثبت کی جاتی تھی جو آپ جابجا کے بادشاہوں کو
تحریر فرماتے تھے اور اونمیں دین اسلام کی دعوت کرتے تھے چنانچہ پہلا
نامہ آپنے باذان حاکم یمن کو لکھا اور اوس میں یہ بھی لکھدیا کہ یہ خط خسرو
بادشاہ فارس کو ارسال کیا جاوے خسرو نے وہ خط پارہ پارہ کر ڈالا اور
باذان کو لکھا کہ یا حضرت کا کچھ علاج کرے کہ دعوی پیغمبری سے باز آویں
یا اونکا سر کاٹ کر بھیجدے جب یہ خبر حضرت کو پہنچی آپ نے فرمایا کہ
اسی طرح اللہ خسرو کی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے کر دیگا اور اوس کی
جانشینی نہ برابر ہوگی تھوڑے ہی عرصہ کے بعد خسرو کو اوسکے
بیٹے شیرویہ نے مار ڈالا اور باذان حاکم یمن مع اپنی رعایا کے
اسلام سے مشرف ہوا اور حضرت نے اوسی کو اوسکے ملک کا بدستور حاکم

... بھیجے عرب ... دین کو ایک نامہ حضرتؐ نے ہرقل سلطان روم
کو بھیجا اور بادشاہ نے وہ خط بڑی تعظیم و تکریم سے لے لیا اور اوسی اپنے
... ایک قاصد مع تحفہ ہای بیش قیمت حضرتؐ کی خدمت میں بھیجا اور
... بادشاہ یمن شاہ عمان اور ... طلب حضرتؐ کی خدمت میں
حاضر ہوئے تاکہ آپ کی سامنے اسلام سے مشرف ہون راقم کہتا ہے
کہ ان لوگوں کا میابیون کا سبب اس امر سے خوب دریافت ہو سکتا ہے کہ آنحضرتؐ
کی عادات اور اخلاق ہی پسندیدہ نہ تھے اور صرف آپؐ تلوار ہی کی
دہنی نہ تھی بلکہ آپؐ ... بھی ایسی تھی کہ لوگ آپکا ارشاد بلا عذر بجا لاتے تھے
اور جو کلمات آپکی زبان مبارک پر جاری ہوتے تھے وحی کی تاثیر رکھتے تھی
اور عرب کی دلون پر نقش کالحجر ہو جاتے تھے اور ایک شخص دوسرے کو
نقل کرتا تھا اور ... یہان تک کہ بڑی بڑی دور پہونچ جاتی تھی
یہ کتاب حضرتؐ نے عرب اور اور باشندگان ممالک مشرقیہ کو دی ہے وہ
بھی وعدون ... سے بھری ہے اور وہ کتاب ایسی ہے کہ جسمین عمل
قلیل کا حکم اور ثواب کثیر کا وعدہ ہے اور وہ اصول اور کلیات اوسمین
پیدا ہوتے ہین جنکی طرف ہر چیز رجوع کرتے ہے اور جسمین کلام نہین
ہو سکتا ہنوز حضرتؐ مکہ اور مدینہ مین سلطنت قایم کر رہے تھے کہ اس بات
کی درپے ہوئے کہ گرد و نواح کے ملک کو مغلوب کرین لیکن جو قاصد
آپنے حاکم ... (جو قریب شہر دمشق کے واقع ہے) کو بھیجا تھا قید
کر لیا گیا اور اوسی شخص نے قتل کیا جو ایک قبیلہ عرب نصاریٰ کا امیر تھا

اور ہرکیولیس بادشاہ یونان کی رعیت تہا ہرچند قاصد کی مار
جانے سے کچھ ایسا نقصان تو اونکا نہین ہوا لیکن البتہ غلطی ہوئی
پس فوراً تین ہزار آدمی کا لشکر تیار ہوا اور آپ نے اونہین ترغیب دی کہ
راہ خدا مین جراءت اور جوانمردی ظاہر کرین اور کمال فصاحت فرمایا کہ جو
تم مین سے فتح پائیگا دنیا کی خوشیان حاصل کریگا اور جو شہید ہوگا عقبیٰ مین
نعمات بہشت سے متلذذ ہوگا اور ساتھ ہی اس کی اپنی طرف سے حضرت نے
یہ بہی فرمایا کہ ملک مفتوح کی خزینہای شاہی سے غنیمت لینا لیکن رعایا
کا مال ظلم سے نہ لوٹ لینا اور میرے نقصانون کی عوض کو نہ بہولنا
اور [illegible] کنا ہون کو نہ ستانا بلکہ عورتون کے ضعف پر رحم کہانا اور اونہین
چہوڑ دینا اطفال شیرخوار کو نہ ہاتھہ لگانا اور اون لوگون سے بہی نہ تعرض
کرنا جو چند روز مین اس دنیای فانی سے کوچ کرنیوالی ہون اور جو لوگ
وہان کی [illegible] برسر مقابلہ ہون اون کی گہرون کو نہ ویران کرنا اور اون کی
اسباب بسر اوقات کو نہ برباد کرنا اور اون کی درختہای میوہ دار کا خیال رکہنا اور
درختہای خرما مین نہ ہاتھہ لگانا اسواسطے کہ یہ درخت بسبب سایہ داری اور ثمر داری
کے اہل شام کو بہت مفید اور ضروری ہین ❊

چونکہ یونانیون کا لشکر بہت زیادہ تہا اسواسطے کہ مع فوج عرب اون کی طرف
قریب ۳ لاکہہ آدمی کی تہا لہذا پہلی حملہ مین تو اہل اسلام پس پا ہوگئے اور
افسران فوج مین سے تین شخص یعنی زید جعفر اور عبداللہ جو اسواسطے
مقرر کیے گئے تہی کہ اگر ایک شخص اونمین سے مارا جاوے تو دوسرا اوسکی

جز ۲۰۵

جگہ پر آیا [illegible] پدر سے شہید ہوئے زید بڑی بہادری سے لڑے اور
سب سے آگے کی صف مین شہید ہوئے حضرت جعفر بہی ایسی جوانمردی
سے لڑے کہ اون کی شہادت یادگار رہی چنانچہ جب اون کا داہنا
ہاتھ کٹ کر گر پڑا تو علم ہدایت شیم بائین ہاتھ مین لے لیا اور جب
بایان ہاتھ بہی کٹ گیا تو اوسی دستہائے خون آلود سے سینہ سے
لگا لیا تہا تا آنکہ [illegible] زخمہائے کاری کہاکر شہید ہوئے اور بڑا نام
کر گئے عبداللہ نے جعفر کی جگہ پر آکر اپنے لشکر سے چلا کر کہا آگے بڑہو
آگے بڑہو یا تو [illegible] فتح پاؤ یا بہشت [illegible] ہاتھ آیا ایک ایرانی
سپاہی نے ایک ہی [illegible] مین انکا مار لیا تو کیا کہ کام ہی تمام
کر دیا لیکن جب نشان گرنے لگا تو خالد نے دوڑ کر اپنے ہاتھ مین
لے لیا یہ شخص (یعنی خالد) نومسلم تہا اور اس قدر لڑا تہا کہ نو ۹
تلوارین اسکے ہاتھ مین ٹوٹ گئی تہین فوج نصاریٰ نے لشکر اسلام کو
دبا ہی لیا تہا لیکن اس شخص نے بڑی جوانمردی سے اونہین
روکا اور پسپا کیا آخرالامر مسلمان فتحیاب ہوئے اور چونکہ خاص
اسکے خالد کے ہنر اور جوانمردی سے یہ فتح حاصل ہوئی تہی لہذا
اس کے انعام مین حضرت نے اوسے سیف اللہ کا خطاب دیا
سابق مین بیان ہو چکا ہی کہ قریش مین اور آنحضرت صلعم مین صلح
ہوا تہا لیکن چونکہ قریش نے عہدشکنی کی اور آپ کے دشمنون کو مدد
دی لہذا ضرور ہوا کہ آپ اپنی اطاعت اون سے قبول کرائین بعد

ذرا رہ

درست کرنے سامان ضروری کی آنحضرتؐ مع دس ہزار آدمی بقصد جنگ
مدینہ سے روانہ ہوئے لیکن ایک فریبِ خانگی اس مہم کے سر ہونی
مین مختل ہوا وہ فریب یہ تہا کہ ایک شخص مسمّے بہ حالب بن ابی لونڈی سارہ
کے ہاتہ ایک خط اہل مکہ کو باین مضمون بہیجا کہ تم لوگون پر ایک بلا آنیوالی ہے
پس خبردار رہنا لیکن حضرت علیؓ نے اس امر کی اوسی وقت اطلاع پائی اور
گہوڑے پر سوار ہوکر اوس قاصدہ کا تعاقب کیا اور اوسے گرفتار کرلیا
لیکن اوس عورت نے علیؓ سے کچہ خوف نہ کیا اور کہا کہ میرے پاس کوئی
خط نہین اور بروقت تلاشی کے بہی کوئی خط اوسکے پاس نہ نکلا پس اوس عورت
کے فریب پر حضرت علیؓ بہت غصہ ہوئے اور ذوالفقار نیام سے
کہینچکر اوس کی سر پر مارا ہی چاہتے تہے کہ وہ شدتِ خوف سے تہرانے لگی
اور اپنے بال کہول لیئے اور اوسکے بالون سے ایک خط گرا جسکا مضمون
تہا کہ یہ خط حالب بن بتن کی جانب سے اہل مکہ کو پہونچے حسبکم اللہ
آگاہ ہو کہ پیغمبر خدا لوگون پر حملہ کرنیکی تیاری کر رہے ہین پس ہتہیار درست
آنحضرتؐ نے اسقدر جلد کوچ کیا کہ ہنوز قریش کو آپؐ کی آمد کا وہم و گمان بہی نہ تہا
کہ آپؐ دروازہائے مکہ تک پہونچ گئے اہلِ شہر نے بدون کسی شرط کی
آپؐ کی اطاعت قبول کی اور آنحضرتؐ لباس سرخ پہنے ہوئے اپنے
ناقہ مخصوصہ القصوی پر بڑے شد و مد سے داخلِ شہر ہوئے ابوسفیان
آپ کی سامنے پکڑا آیا اور بشرط قبول اسلام جان بخشی پائی بعد ازان
آنحضرتؐ آگے بڑہے کہ اپنے ہاتہ سے کعبہ کے بتون کو توڑین اور اوسکا

مرتبہ طوافِ حرم کرکے یہ کلمۂ طیبہ زبان مبارک پر جاری کیا خدا ایک ہے اور
محمد اوسکے رسول ہین بعد ازان پانی پینے کو چاہ زمزم پر تشریف لی گئے
یہ وہی کنوان تہا جو فرشتہ نے ہاجرہ کو اوس صحرا مین دکہایا تہا بعد اوس کی
آپنے حضارِ مجلس کے سامنے قرآن کا اٹہائیسوان سورہ تلاوت کیا جب
آنحضرت صلعم نے پہلے پہل خانہ کعبہ مین مؤذن کی آواز سنی کہ لوگون کو نماز مین
طلب کرتا ہے اور جب آپ نے دیکہا کہ ٹوٹے ہوئے بتون کی ٹکڑے
پہینک دیئے گئے اور سب لوگ آپکی گرد اگرد کہڑے ہوئے اوسوقت آپنے حضار سے
خطاب کرکے فرمایا کہ مانگو کیا مانگتے ہو اون سب نے بکمالِ عجز و انکسار عرض
کی کہ ہم چاہتے ہین کہ آپ مثل والد کے ہمسے پیش آئین حضرت نے
فرمایا جاؤ خدا اپنی رحمت تمپر نازل کرے گا اس اثنا مین قبائلِ ہوازن
اور قریش جنکا سردار بالک تہا اپنے بتانِ متبرک کو شکستہ دیکہکر بڑے
طیش مین آئے اور مسلح ہوکر میدانِ غیبر مین جو مکہ سے تین میل کے
فاصلہ پر واقع تہا بقصد جنگ صف آرا ہوئے حضرت صلعم کی لشکر مین مع دو ہزار
اہلِ مکہ جو اونہین دنون مین اسلام سے مشرف ہوئے تہے بارہ ہزار آدمی
تہے اور بسبب کثرت کے ان لوگون کو یقین تہا کہ ان چند قبایل پر بآسانی
تمام فتحیاب ہونگے لیکن لشکرِ مخالف نے دفعۃً ایسا دہاوا کیا اور ایسی بوچہاڑ
تیرون کی کردی کہ فوجِ اسلام پر خوف چہا گیا اور قریب تہا کہ اون کے پاؤن
اوکہڑ جاوین پس ایسی ہنگام مین خدا سے دعا مانگنا یا فرشتون کی
مدد طلب کرنا کافی نہ تہا بلکہ اور تدبیرین بہی ضرور تہین اور دستِ چالاک و زیرکئ طبیعت

منتظم کا کام تھا لہذا حضرت ﷺ خود فوجون کے حل مین گھسگئے اور اپنی شجاعت
اور جرات سے اپنے لشکر کو فرار ہونے سے روک لیا اور آخر الامر فوج اعدا کو
شکست دی لشکر اسلام نے نہایت چالاکی سے بڑی دور تک کفار کا تعاقب
کیا یہانتک کہ بنی ہوازن نے اطاعت قبول کی اور ابالک نے مذہب اسلام
اختیار کیا اور اوسکے لوگون نے بھی اوسکی پیروی کی چھ ہزار قیدی چوبیس ہزار اونٹ
گھوڑے چار ہزار دینار اور اسی قدر درہم فتاح کے ہاتھ لگے اور یہ غنیمت
عظیم ہنوز تقسیم نہ ہوئی تھی کہ کفار کے وکیل آئے اور بکمال الحاح وزاری حضرت سے
عرض کی کہ اتنے گھرون کو نہ برباد کیجیے پس حضرت ﷺ نے اپنی اصحاب کو جمع
کر کے یہ چند کلمات اون سے ارشاد کیے اے مسلمانو تمھارے بھائی
توبہ اور ندامت کرنے کو تمھارے پاس آئے ہین اور مجھ سے عرض
کرتے ہین کہ ہمارے باپ و ماں اور لڑکون کو رہا کر دیجیے اور ہمارا
مال و اسباب ہمین دلا دیجیے پس مین اونکا سوال رد نہین کر سکتا اور اگر
تم بھی اون کی التجا قبول کروگے تو مین دل سے تمھارا ممنون و مشکور ہونگا
لیکن اگر تم مین سے کسی شخص کو اگر اپنی نقصان کا خیال ہو تو وہ نقصان
بیان کرے مین اقرار کرتا ہون کہ اوسکی مکافات اور کسی لڑائی مین کر دونگا
جسمین خدا ہمین اس سے بھی زیادہ غنیمت عنایت کریگا جبتک آپنے یہ
کلام تمام کیا کسی نے دم نہ مارا اور مال غنیمت کفار کو واپس دیا گیا اور
قیدی رہا کر دیے گئے اور ظلم و تعدی کی عوض مین عدالت اور انصاف
کیا گیا بعد اس لڑائی کے بہت سے شیوخ قبایل عرب حضرت ﷺ کی خدمت

مسلمان ہونیکو آئی اونہین سی مسیلمہ والی یمن بہی تہا عجب یہ شخص نامی طماع اور بلی ایمان اپنی ملک کو بازگشت کرنے لگا تو حضرت ؐ کو فتح کی خبر سنکر لالچ مین آیا اور یہ نہ خیال کیا کہ پیغمبری کیواسطے عقل سلیم اور ادراک کامل ... ہے اور نبوت کا دعوی کیا اور یہ خط آن حضرت ؐ کو لکہا از مسیلہ پیغمبر خدا بنام محمد ... خدا میری عرض آپ سی یہ ہے کہ نصف دنیا مجہے دیجیے اور نصف آپ لیجیے حضرت ؐ نے یہ جواب لکہا از محمد رسولخدا بنام مسیلمہ کذاب واضح ہو کہ زمین خدا کی ہی جسکو چاہتا ہے اوسکا وارث کردے سال دہم ہجری مین آنحضرت ؐ نے علیؑ کو ملک یمن مین بہیجا کہ وہان دین اسلام رواج دین منقول ہے کہ تمام قبیلہ ہمدان ایک دن مین مسلمان ہوگیا اور اون کی دیکہا دیکہی سب باشندون نے اوس صوبہ کے اسلام قبول کیا سوای قبیلہ نجران کہ جنہون نے بسبب عیسائی ہونے کے جزیہ دینا قبول کیا پس اسطرح سے اسلام حضرت ؐ کی حیات ہی مین تمام عرب مین قایم ہوگیا اور بت پرستی کی بیخ و بن نہ باقی رہی راقم کہتا ہی کہ ایسی کامیابی حضرت ؐ کو بسبب شجاعت اور قوت جنگ کے نہ حاصل ہوئی تہی بلکہ اس کی یہ وجہین تہین کہ آپنے مذاہب کو مہذب اور درست کیا ممالک کو مغلوب و مفتوح کیا اور وہ مذہب مروج کیا جو انبیاء سابقین یعنی ابراہیمؑ موسیٰؑ عیسیٰؑ کا مذہب تہا اور طریقہ آداب و اخلاق آنحضرت ؐ بہی بہت مستحسن اور ممدوح تہا اس زمانہ کے عیسائی اس طریقہ کو جو چاہین سو سمجہین لیکن حق تو یہ ہے کہ اون طریقون کی نسبت جو اوس زمانہ مین عرب مین جاری تہے یہ طریقہ بہت اعلی

اور پاک ملکہ حفوظ طہارت اور پاکیزگی ہی علاوہ ان سب باتون کی یہ امر قابل
غور ہے کہ چون کہ آنحضرتؐ کی اہلِ وطن یعنی عرب بڑی مدت سے مقاتلہ اور
مجادلہ کیا کرتے تھی لہذا اون لوگون مین غصہ اور حرارت ایسی بڑہ گئی تھی
دشمن سے بدانتقام لیے نہ رہتی تھی پس اس غرض پسندیدہ سے کہ اونکی
شہوت نفسانی حدِ اعتدال سے نہ تجاوز کر جائے آن حضرتؐ نے ایسی شریعت
جاری کی جسمین قبل تحقیقات اور منظوری حاکمِ شرع اور صدورِ فتوی یا القضاۃ
انتقام جرم ممنوع ہی پس اکثر عرب نے بصدقِ دل اسلام قبول کیا اور چون کہ
اب لوگون کو مذہب کا بڑا پاس و خیال رہنے لگا لہذا ہر بات اونکی طبیعت دشت
کی ایک طور پر ہوگئی اور ہر مسلمان سچے دل اس بات پر مستعد رہنی لگا
کہ بارادۂ خدا مین جہاد کر کے فتح حاصل کیجیے یا اوسکی توحید اور عظمت کے
اظہار مین جان دیدیجیے اور رتبۂ جہاد و ثمرات حرص نام آوری اور امید
بہشت نے اس حرارت مذہبی کو اور بھی زیادہ کیا سابق مین بیان ہو چکا ہے کہ
چون کہ تمام ملکِ عرب نجاستِ بت پرستی سے طاہر ہو گیا تھا اور سب نے کلمۂ
طیبۂ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ قبول کیا تھا لہذا اب اس فتاحِ مذہبی (یعنی
آن حضرتؐ) نے ملکِ شام کے فتح کرنیکی فکر کی تاکہ وہ سرزمین یونانیون کے
قبضہ سے نکل جائے اور وہان ملتِ اسلام رواج پائے اور سنہ ۶۳۹ع مین یہ ارادہ آپنی
سب سے بیان کیا اور حکم فرمایا کہ اسکی تعمیل مین دیر نہو اور بڑی مدت تک کا سامان
جنگ مہیا کیا جائے حالانکہ اوس زمانہ مین گرمی کی ایسی شدت تھی کہ پہل
درختون پر پک رہی تھی خریف تیار تھی اور ریگستان عرب شدت تمازت

آفتاب بھی زیادہ تر گرم ہو گیا تھا ایسی ہنگام مین آنحضرتؐ کی مرضی کو زیادہ تر
غلبہ ہوا اور صحابہ نی آپ کی ایسی اطاعت کی کہ کبھی نہ کی تھی اسواسطے کہ
اونہین یقین تھا کہ آپ کی رضا رضاے الٰہی ہی ہے بیس ہزار پیادی اور دس
ہزار سوار سب کی سب بخوبی مسلح و مکمل حضرتؐ کی رکاب ظفر انتساب مین مدینہ
سے روانہ ہوے لیکن اثناے راہ مین ایسی ایسی مصائب اور عوائق
پیش آئی جنکا اونہین وہم و گمان بھی نہ تھا بعد تحمل ایسی مصائب اور تکلیفات
کی جو اوسوقت تک سننی مین نہ آئی تھی لشکر اسلام شام مین پہونچا لیکن
کسینے اوسکا مقابلہ نہ کیا اسواسطیکہ سب چھوٹے چھوٹے حاکم جنمین وہ
ملک منقسم تھا پہلی تو تھوڑا بہت لڑے لیکن اونہون نے آنحضرتؐ کی
شجاعت کا ایسا شہرہ سنا تھا کہ اوسی سی اونکی پاؤن اوکھڑ گئی آور آخرالامر
لشکر اسلام مین آکی آنحضرتؐ کی قدمون پر گر پڑے اور آپنے بھی اون پر
جزیہ باندھا اور کسیقدر روپیہ لیکر اونہین چھوڑ دیا لیکن آپنی ہر بات مین
مفتوحین کے مذہب کا لحاظ رکھا اور اگرچہ یہ سچ ہے کہ اپنی مذہب کی
اونہین ترغیب کی لیکن اوسکی قبول کرنیکا جبر اون پر کبھی نہ کیا بس
آپنی قرآن کی حکم کی تعمیل کی وہ حکم یہہ ہے کہہ ای محمدؐ کور دلون سے کہ اسلام
قبول کرو تاکہ تمھارے دل روشن ہوجائین اگر وہ لوگ باغی ہین تو تم
اونہین فقط تعلیم کرنے کے ذمہ دار ہو خدا جانتا ہے کہ کیونکر اپنی
بندون مین امتیاز کرے واضح ہو کہ آنحضرتؐ اس لڑائی مین خاص کر کے
اسوجہ سے کامیاب ہوے کہ آپنی عیسائیون سے بہت حلم اور مروت

فرمائی اور فقط جزیہ قلیل اون سے طلب کیا چنانچہ جب آپ نے مدینہ کو مراجعت
کی تو اوس ملک مفتوح یعنی شام مین ہر شخص آپ کی شریعت کی نرمی پر
متعجب اور متحیر تھا اس زمانہ مین حضرتؐ کی تاریخ کے ایک ایسا سانحہ ہوا کہ
ہر صاف قلب اور منصف کے نزدیک آپ بار اتہامات مکر و فریب سے
سبکدوش ہین وہ حادثہ یہ تھا کہ آپؐ کی اکلوتی بیٹے ابراہیم ز جو ماریہ
جاریہ قبطیہ سے تھی سترہ برس کی سن مین انتقال کیا تھا یہ صاحبزادی آپکو
اکسٹھ ۶۱ برس کے سن مین پیدا ہوے تھی واقع مین اس حادثہ جانکاہ کا
صدمہ اوس باپ کی دل سے پوچھیے جسکی آنکھون کی سامنی ایسا چراغ
بجھہ گیا ہو کہ وہی آپکا نام روشن کرتا اور اوسی کی ذریعہ سے آپکا فیض
تمام نسل کو آپ کی پہونچتا ایسا اتفاق ہوا کہ جسوقت اوس صاحبزادی
نے انتقال کیا اوسی وقت آفتاب مین گہن لگا اور عوام الناس نے
اس امر عجیب سے یہ بات پیدا کی کہ یہ کسوف اسبات کی علامت قاطع ہے
کہ آسمان بہی اس صاحبزادہ مرحوم کے غم مین شریک ہوا لیکن آنحضرتؐ
اس سے ارفع تھی کہ ایسے ایسے اوہام باطلۂ اصحاب جہلا کے تصدیق و
تائید کرتے اور اون کی کلمات خوش آمد کو سماعت فرماتے پس آپنے
لوگون کو جمع کر کی فرمایا کہ ایہا الناس آگاہ ہو کہ آفتاب اور ستارے
حق تعالی کی دست قدرت کے صنعتین ہین لیکن ہم بندگان فانی کی
پیدائش یا مرگ کی خبر دینے کے لیئے نہ اون مین گہن لگتا ہے اور نہ انکی
روشنی جاتی رہتی ہے اس زمانہ سے آنحضرتؐ ان امور مین خاص کر کی

مشغول ہوتے تھے کہ جو لوگ قرآن کی تصدیق کے لیے مدینہ مین آتی تھی
اون کی اطاعت قبول کرتے تھے اور اوس سلطنت عظیم کے قوانین تالیف
ہوتے تھے جنکی تقدیر مین یہ تھا کہ نصف حصہ زمین پر پھیل جاسے اور
وہ حصہ بھی ایسا کہ اور سب حصہ ہای زمین پر اشرف اور اولی بعد ازان
حضرت نے ہر جگہ منادی کرائی کہ میرا ارادہ ہے کہ حج خانہ کعبہ کرون +
اس سے آپکی یہ غرض تھی کہ مجھے حج کرتے دیکھکر لوگون کو فرایض ظاہری
مذہبی کی پابندی اور خیال رہی اور گویا کہ آپ صلعم پیشتر ہی سے جانتے تھے
کہ یہ حج آخری ہی اسواسطے آپ نے چاہا کہ یہ حج ایسی شد و مد سی ہو
کہ اہل مکہ نے کبھی نہ دیکھا ہو یہ بیان مختصر اون رسوم کا جو آپ اوس وقت
بجالائے تھے اور جنکی پابندی حاجیان مکہ ابتک حج مین کرتی ہین اس
مقام پر لکھا جاتا ہے بعد بجالانے طہارت تہائی واجبہ اور حلق الراس کے
آنحضرت صلعم کعبہ کیطرف چلے حجر الاسود کو بوسہ دیا سات مرتبہ طواف حرم کیا
اور بعد ان سب باتون کے شہر سے باہر نکلکر بکمال تہذیب و متانت
آہستہ آہستہ کوہ صفا کو تشریف لے گئی اور وہان کعبہ کیطرف پھر کر باآواز
بلند فرمایا خدا ایک ہی اور اوسکا شریک نہین اوسی کی قدرت اور قوت
اور سلطنت ہی تعریف اوسکی اسم مقدس کی خدا ایک ہی جب آپ صفا سے
روانہ ہوئے تو مروہ اور اور مقامات مقدسہ پر بھی یہی کلمات فرمائے اور
بعد ازان ترسٹھ ۶۳ اونٹون کی قربانی کی اپنے سن کی ہر سال کی عوض مین
ایک اونٹ اور اوتنے ہی غلام آزاد کیئے بعد ازان آپنی مدینہ کو مراجعت

کی جہان موت آپکی منتظر تھی حالانکہ اوس طبیعتِ اولوالعزم مین ابھی تک
بڑے بڑے ارادے باقی تھے تھوڑے ہی دن بعد مدینہ مین داخل ہونے کے
آنحضرتؐ تپِ صفراوی مین مبتلا ہوے اور چونکہ آپ کو یقین تھا کہ اس
مرض مین تعب و مشقت بہت ہوگی اگرچہ ہلاکت نہ ہو لہذا آپنے چاہا کہ
جن لوگون کو ہم بہت عزیز رکھتے ہین وہ سب ہمارے پاس آئین اور اپنے
مقامِ موت کے لیے اپنی زوجۂ محبوبہ عایشہ کا کمرہ تجویز فرمایا چند مدت تک
آپ شدید سکراتِ موت مین مبتلا رہے اور جب آپکو مرض کی دوری
آتی تھی تو یہ آوازِ بلند فرماتی تھی یہ یہودیون کا زہر ہی جو مجھے مارے
ڈالتا ہے مجھے معلوم ہوتا ہی کہ ہر ایک رگ پھٹی جاتی ہے لیکن باوجود
اس درد و الم کے حضرتؐ کی حواس بالکل نہین زایل ہوے یہانتک
کہ آپنے ایک اور جنگِ شام کا بخوبی انتظام کیا اور علمِ اسلام کے
حق مین دعاے خیر کرکے اوسی عمر کی سرگرمی اور وفاداری اور جوانمردی
کے سپرد کیا اور اوسی لشکر کا سردار مقرر کیا اپنی وفات کی تین دن پیشتر
تک آنحضرتؐ نے برابر فرایضِ عبادتِ عام (یعنی نمازِ جماعت) ادا کیے لیکن
جب ایسے علیل ہوے کہ اپنے غلامون کے کاندھے پر تکیہ کرکے مسجد
تشریف لیگئے اسطرحسے کہ پاے مبارک زمین پر رگڑتے جاتے تھے تو آخر
اپنے دوستِ قدیم اور وفادار یعنی ابوبکر کو خطبہ پڑھنے کا حکم کیا جب آپ
آخری مرتبہ مسجد تشریف لے گئے اور نماز تمام ہولی تو آپنے جانماز
مجلس کے سامنے بکمال خشوع و خضوع توجہ کی اور اس کلام سے دعا کی

ایمان کو اور زیادہ کامل اور مستحکم کیا ای اخوانِ مومنین اگر مینی کسی شخص کو
تم مین سے ناحق کوڑے لگوائے ہون تو میری پشت حاضر ہی بسم اللہ
اسپر دُرّی لگاؤ اگر مجھ سے کسی مسلمان کو بہ بدی یاد کیا ہو پس وہ میری
قصور اس جماعت کے روبرو بیان کرے اگر مینی کسی شخص کا مال چھین لیا
ہو تو جو مالِ قلیل میرے پاس ہی اوسمین سی وہ اپنا اصل روپیہ مع منافع
لے لے ایک شخص نے حضار مین سی عرض کی کہ بڑا عرصہ ہوا کہ آپ نے
تین درہم مجھسے قرض لیئے تہی حضرت نے اوسیوقت اوس شخص کو زرِ قرضہ
دلوا دیا اور فرمایا کہ مجھے دنیا کی ذلت قبول ہے لیکن عاقبت کی ذلت قبول
نہین آپ کی دختر فاطمۃ الزہرا آپ کے بسترِ مرگ پر آکر بیٹھتی تہین اور آپ ویسی
فرماتے تہے کہ اے دختر کیون روتی ہی آیا تو اس بات سی خوش نہین کہ
تمام زمین و آسمان کی عورتون کی سردار ہے بعد ازان آن حضرت نے سب
غلامون کو آزاد کر دیا اور جو عزیز آنسوؤن سے تر آپ کی بستر کے گرد
کھڑے تہے اون سی فرمایا کہ اب مین تمہین وہ باتین تعلیم کرتا ہون جو
بعد میرے انتقال کے تمہین کرنی چاہیئین میری لاش کو غسل و کفن
کرکے اور صندوق مین رکھکے میری قبر کے کنارے پر رکھدینا اور میری قبر
وہین پر کھودنا جہانپر مین اب ہون اور جب یہ فرایض بجا لا چکوگے تو
تہوڑی دیر تامل کرکے فرمایا کہ پہلی جو شخص میرے
جنازے پر آئیگا وہ میرا دوست صادق جبرئیل ہے اور اوس کے بعد
میکائیل اور اوسکے بعد اسرافیل اور ان سب کے بعد ملک الموت مع اپنے

گروہ کی آئینگے جب یہہ فرشتے چلے جائین تو تم سب کی سب اندر چلے آنا
اور میرے واسطے دعا کرنا اور خدا سے رحمت طلب کرنا مین اپنے عیال
کو حکم کرتا ہون کہ میرا سوگ کہین تاکہ اس رسم مین سب مومنین اونکی
متابعت کرین اور میری بڑی خواہش اور مرضی یہ ہے کہ جزع اور فزع
میری آرام مین خلل نہ ڈالے بعد ازان چند ساعت تک حضرت بیہوش
رہی اور جب ہوش مین آئے تو فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ ایک کاغذ
لکہون تاکہ تم ہمیشہ گمراہی سے محفوظ رہو جب آپ نے یہہ فرمایا تو عمر نے
قرآن کو ہاتہہ مین لیکر کہا کہ وہ کاغذ تو لکہا ہوا ہے بعد اوس کی سوا
عایشہ کے اور سب لوگ اوس کمرے سے چلے گئے آپنی وفات کے
دن آپ صلعم نے دست مبارک پانی سے دہوکر بآواز بلند فرمایا یا خداوند میری
روح کو موت کی ہولون سے بچا اور تہوڑی دیر کی بعد آپ پر غش آگیا
عایشہ کہتی ہے کہ جب حضرت صلعم کی موت قریب ہوئی تو مین آپ کی پاس
بیٹہی تہی اور آپکا سر مبارک میرے آغوش مین تہا کہ دفعۃً آپنے چشم
مبارک کہولکر چہت کیطرف دیکہا اور اگرچہ آپکی زبان لکنت کرتی تہی تاہم
یہ کلمات آپ صلعم کی میری سمجہ مین آتی تہی کہ خداوندا میری گناہ بخشدے
آہ میری دوست صادق جبرئیل مین تمہارے ساتہہ آسمان پر چلتا ہون
یہ فرماکر فرش خواب پر جان بحق تسلیم کی مخفی نہ رہی کہ آنحضرت صلعم نے
تیرہوین ربیع الاول یعنی تاریخ اول سال یازدہم ہجرت مطابق اٹہوین
جون سنہ ۶۳۲ع تریسٹہہ ۶۳ برس کی سن مین وفات پائی اور ستائیس ۲۷ برس

ے عرصہ مین نبوت حاصل کی اور مدینہ مین دفن ہوئی نہ مکہ مین یہ جو
لوگ ازراہِ تمسخر کہتے ہین کہ حضرتؐ کا تابوت مقناطیس کے کشش سے ہوا
مین معلق ہے بالکل غلط ہی بلکہ آپؐ ابوبکر و عمر کی داہنی جانب دفن ہین
آپؐ کی انتقال سے لوگون مین تہلکہ پڑگیا اور ہر جگہ ایک دوسرے سے
کہتا تہا کہ آیا بعد وفاتِ حضرتؐ بہی یہ مذہب باقی رہیگا عمر کہتا تہا کہ ہماری
پیغمبر نہین مرسکتے بلکہ جیسا حضرت موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کے مقدمہ مین ہوا اوسی
طرح حضرتؐ کی روح بہی چند روز کے لیے غائب ہو گئی ہے اور بعد تہوڑی
عرصہ کے مومنین کی مجمع مین پہر عود کرے گی پس ابوبکر کو لازم ہوا کہ جس
قول کی تائید مین عمر تلوار لیئے مستعد تہا اوسی باطل کرے پس اوسنے
کہا کہ ای عمر آیا تو محمدؐ کا ذکر کرتا ہی یا خدا کا محمدؐ کا خدا باقی ہے لیکن وہ
حضرتؐ ایک بشر تہے ہمین مین سی اور وہ بہی اوسی طرح مر گئی جسطرح
ہم مرجائینگے جب اس تقریر سی بہی ابوبکر اوس ہنگامہ کو فرو نہ کرسکا
تو اوسنی وہ آیات پڑہی جنمین خود آنحضرتؐ اپنی فانی ہونیکا اقرار کرتی ہین
اور آخر الامر اوس جہگڑے سے کہ ٹے کر زمین کامیاب ہوا او واضح ہو کہ حضرتؐ کی
بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ ایک دوسری کی بعد خلیفہ ہوئے اور
ان سب نی بخطابِ خلیفہ سلطنت کی اِس مقام پر یہہ بات بیان کرنا مناسب
ہے کہ جب تک آنحضرتؐ زندہ رہی تلوار آپ کی ہاتہ مین رہی اور کوئی
اوسکی سنہ پر نہ چڑہ سکا لیکن آپکے بعد خلفاء نی بہی اوس تلوار کو نیام مین
نہ رکہا جبتک کہ اوس سے ایک سلطنتِ وسیع جسمین اقالیم ایشیا یورپ

اور افریقیہ شامل ہین قایم نہ کرلے اہل اسلام نی زیر سایہ رایات ظفر آیات
عمر اور خالد اور اور خلفاء آنحضرت نے فتح پر فتح حاصل کی اور فارس فلسطین شام
و مصر می کی بعد دیگرے حملہ آوران اسلام کی مطیع و منقاد ہوے بارہ
برس کی عرصہ مین ان لوگون نی چھتیس ۳۶ ہزار شہر اور قصبی اور قلعی اپنے
مطیع کر لیئے چار ہزار شیوالی اور گرجے برباد کر دیئے اور چودہ سو مسجدین
اپنی ہم مذہبون کیواسطے تعمیر کین اور ان ملکون پر بہی کفایت نہ کی
بلکہ جب تک کہ باشندگان حبش کو مغلوب نہ کر لیا اور تمام اقلیم افریقیہ
اسکندریہ سے ٹینجیرس تک مع ملک اسپانیہ اپنی سلطنت قاہرہ مین نہ
داخل کر لیے جبتک دم نہ لیا (پوشیدہ نہ رہے کہ مورخین عرب نے
آنحضرت کی فضایل اور کمالات نفسانی خلقی بڑے فخر و مباہات سے
بیان کیئے ہین آنحضرت ص غربا سی حلم فرماتے تھے امرا سی بخلق پیش
آتی تھی اور مغرورون سے تعلی کرتے تھے اور ان اخلاق حمیدہ کی
ذریعہ سے آپ نی مدح و ثنا عزت و احترام حاصل کیا تھا اور آپ کی طبیعت
مین تالیف قلوب اور حکومت دونون باتون کی لیاقت مساوی تھی
اور اگرچہ علوم رسمیہ سی بالکل واقف نہ تھی تاہم فنون طبعیہ سی بخوبی
ماہر تھی اور آپ مین یہ قدرت تھی کہ ہنگام مباحثہ خصوم اشد الذہن
سے اپنی طبیعت کہول دیتے تھی (یعنی دلایل و براہین قاطعہ پیدا
کرتی تھی) اور ذلیل ترین صحابہ سی اپنی دل کو بند کر لیتے تھے (یعنی
کلام مختصر شافی فرماتی تھی) تاکہ وہ آپ کی رعب مین نہ آجاوی اور گہبرا

نہ جاتی اور آپ کی فصاحت مین تکلف نہ تہا اور چون کہ روئی مبارک سے رعب وسطوت شاہی اور حلم وانکسار فقیری نمایان تہا اور یہہ دونون باتین ملکر ایک کیفیت اعتدال کی پیدا ہوگئی تہی لہذا آپکا کلام فصیح وبلیغ زیادہ تر موثر ہوتا تہا اور آپ کے طبیعت سی ایسی آثار حکومت اور عظمت عیان تھے کہ علمار متاثر اور متحیر ہوتی تہی اور جہلا مطیع و منقاد ہوجاتے تہی اور یہ صفت منجانب اللہ تہی دوستی اور شفقت پدری مین آپ ص ملوکون سی (یعنی عیسائیون سی) بہی زیادہ تر نرم دل تہی اور باوجودیکہ آپ کی دلمین محبت اور سخاوت کا جوش رہتا تہا اور فرائض ذاتی اور امور خلایق کے بجالانی مین مصروف رہتی تہے تاہم آپ ص نے ایسا کوئی فعل نہین کیا جو باعث تذلیل اور توہین خطاب رسالت ہوتا بسبب اوس سادگی اور صفائی کی جو ایسی نفوس عالیہ مین منجانب اللہ ہوتی ہی آپ وہ خدمات ادنی بہی بجالاتے تہے جنکی سادگی اور بی تکلفی کو تکلف سی مٹانا سفاہت ہی باوجودیکہ آپ سلطان عرب تہی اسپر بہی اپنی ہاتہ سے اپنی کفش اور موٹی ریشمی کپڑے دوخت فرماتی تہی اپنی ہاتہ سے بہیڑون کا دودہ دوہتی تہی اور خود ہی تنور صاف کرتی تہی اور اوسمین آگ روشن کرتی تہے خرما اور آب آپکی معمولی غذا تہی شیر و شہد تکلف کا کہانا ہنگام سفر مین آپ اپنی لقمہ مین اپنی غلام کو بہی شریک کرلیتے تہے آپکی صفائی نیت نسبت تاکید سخاوت کی بعد آپکی وفات کی ثابت ہوئی جب کہ آپکی

صندوق بالکل مال وزر سی خالی نکلی ٹامس کرلائیل صاحب نی اِس تمیز
اولوالعزم کا حال ایسی بی تکلفی اور انصاف اور لطافت سی بیان
کیا ہی کہ راقم کا جی نہین چاہتا کہ اوسی چھوڑ دی مورّخ موصوف کہتی ہین
کہ اوس عقیل باشندۂ صحرا (یعنی آنحضرت صلعم) کی جسکی چشم سیاہ اور پرنور
تھی اور دل کشادہ اور خلیق تھا حرص وطمع نہ تھی بلکہ اور اور خیالات
تھی وہ شخص متین اور اولوالعزم تھا اور اون لوگون مین سی تھا
جو ہمیشہ سرگرم اور مستعد رہتی ہین اور جنکو خود حق تعالی نی صداقت
کے لیئے پیدا کیا ہی اور لوگون کا تو یہ حال ہے کہ مصنوعات اور
مسموعات پر عمل کرتے ہین اور اونہین پر قناعت کرتی ہین لیکن
وہ شخص (یعنی آن حضرت صلعم) ہمیشہ خود تھا اور اوسکا نفس تھا اور
نفس الامر تھا وہ طرار ازہستی اوسی شخص کی ذات مین عیان تھا اور
وہی شخص اوس سرکون کی عزت وجلال کا مظہر تھا ایسا صدق وصفا
جیسا ہمنے بیان کیا کچھ نہ کچھ خدا سے علاقہ رکھتا ہی اور ایسی شخص کا
کلام ایک صدا ہے جو خود خدا کی دل سے نکلتی ہی لوگ توجہ سی
سنتی ہین اور اونھین واجب ہی کہ بہ گوش دل سنین اوس آواز کو
نہین تو اور کسی بات کو نہ سنین اسواسطیکہ اور جتنی باتین ہین اوس
آواز کی مقابلہ مین سب مثل ہوائی ہین ہمیشہ سے ہزارون خیال
ہنگام حج اور سیاحت مین اوس شخص کے دلمین خطور کرتی تھی وہ
خیالات یہ تھی کہ مین کیا ہون یہ شی غیر محدود جسمین مین رہتا ہون

اوجسی عالم کہتی ہین کیا ہی اور حیات اور موت کیا چیز ہی اور مجہی کیا
یقین کرنا چاہیے اور کیا کرنا چاہیے کوہ حرا اور کوہ سینا کی سیاہ
پتہرون نی اور وحشت ناک تنہائیون نی اوسکی سوالات کا جواب نہ دیا اور
نہ اوس شخص کو افلاک نی جواب دیا جو مع اپنی نیلگون اور نورانی ستارون
کی گردش کر رہی تہی کسی چیز نے اوسی جواب نہ دیا بلکہ اوس شخص کا
دل اور وحی الہی اوسی جواب دیتی تہی راقم کہتا ہی کہ محمد ایک شخص
خانہ نشین سے ایسا کیا کہ اوسکے خاندان نی اوسے پیغمبر جانا محمد ایک
غریب عرب نی اپنی ملک کی قبایل وحشی مفلس برہنہ اور گرسنہ کو ایک
گروہ معقول اور مضبوط کر دیا اور اونہین ساری دنیا سی علیحدہ افعال
واطوار تعلیم کیے تیس برس سے کمتر زمانہ مین اس مذہب کی لوگون نے
سلاطین روم کو شکست دی بادشاہان فارس کو مغلوب کیا شام و عراق
و مصر فتح کیا اور تمام بلاد بحر ظلمات سی بحر اخضر اور دریای جیہون تک
مقہور کیے اور بارہ سنی برس کی عرصہ مین اون کی سلطنت سواسے
ملک اسپانیہ کی اور کسی ملک سی ممالک مذکورہ مین سی نہین گئی بلکہ اونلوگونکا
مذہب شمال اقلیم ایشیا و وسط افریقیہ اور کنارہای بحر اخضر پر پہیلتا گیا
اور ابتک پہیلتا جاتا ہے محمد پیغمبر اولوالعزم ایسی تہے جیسا کہ بیان
کیا گیا اور اون کی عقل اور سرگرمی نی ایسا مذہب بنا کیا جس نی
پیروان زردشت کو ایسا مغلوب و مقہور کیا کہ فقط چند خاندان متفرق
اور منتشر زمین سے باقی رہ گئی اور ہندوستان پر حملہ کیا اور مذہب

قدیم براہمنوں کو اور نیز مذہب بدّہ کو جو اوستی بھی دور تک پھیلا تھا
مغلوب کیا اور دریای گنگ کی اوس پار کر دیا اور اس مذہب کے
لوگوں نی بہت قدیم اور معزز صوبہ جاتِ ہندوستان عیسائیو نکی
قبضہ سی نکال لیئے اوس ملک کی تمام بلادِ مشرق و اور افریقیہ رومی
مصر سی آب نا سی جبرالٹر تک فتح کر لیئی اقلیم یوروپ کی بلادِ مغربی پر
حملہ کیا اکثر بلادِ ملکِ سپانیہ لی لئی اور ساحل دریائی لوار تک بڑہ گئی
اور ان ملکون کی فتح کرنے سے خود روم پائی تخت مین زلزلہ
ڈالدیا اور آخر الامر بلادِ روم جدید یعنی قسطنطنیہ مین الفتح و فیروزی
اپنی حکومت و ملت قایم اور مروّج کی ✤

ترجمہ قصیدۂ عربی مسمّی قصیدۂ بردہ مصنفہ شرف الدین البصری در مدح حضرت محمدؐ

محمد بادشاہ ہین دونون جہان کی اور حاکم ہین جن و انسان کے
محمد بادشاہ ہین عرب کی اور وحشی قومون کے وہ ہمارے پیغمبر ہین
اور اونھون نی سکھائی ہی ہمین وہ چیز جو ہمین کرنی چاہیئی اور
وہ چیز جس سے ہمین پرہیز کرنا چاہیئے محمد سب آدمیون سے
زیادہ راست گو ہین خواہ وہ کسی بات کا اقرار کرین خواہ انکار
وہ حبیب ہین خدا کی اور اونہین کی شفاعت پر ہماری ہر ایک
امید موقوف ہی اور اونہین کی وسیلے سے ہمین پناہ ملنا

چاہیے شوکت ہای شدید سی اور اونہین نی دعوت کی ہی بنی آدم
کی طرف ایک خدای برحق کے پس جو شخص اون کا دامن ✤
پکڑ لیگا اوسنی گویا ایسی رسّی پکڑی جو ٹوٹ نہین سکتی محمد افضل
ہین سب پیغمبرون سی اوصاف حمیدہ ظاہرہ مین اور محاسن
اخلاق و صفات عقلیہ مین اور علم و فضل مین کوئی شخص اونکی
برابری نہین کرسکتا ہر شخص رسول خدا سے سوال کرتا ہی کہ اپنی
بحر علم سے ایک جام ہمین بہی عنایت کیجئی اور اپنی باران فضل
مین سے ایک قطرہ ہمین بہی مرحمت کیجئی محمد صلعم کے قریب ہر شخص
اپنی درجہ مناسب پر ہی اسواسطےکہ ہر شخص کا علم و فضل آنحضرت
کی علم و فضل کے نسبت ایسا ہی جیسا کہ ایک نقطہ یا مد حرف
کتب پر وہ کامل ہین اور لائق عزت ہین بسبب اپنی فضایل ✤
جسمانی اور کمالات نفسانی کی خلاف ارواح کی اونہین اپنا دوست
کیا کوئی پیغمبر دنیا مین دعوی نہین کرسکتی اون کی فضایل بے مثل
اور غیر محصور کا خود جوہر فضل و شرف اونہین حضرت کا حصہ ہے
اگر عیسائی اپنے پیغمبر کے بزرگی کے اظہار میں بادبی اور لاف
زنی کرتی ہین پس تو اون سی [illegible] لیوین تو اپنے پیغمبر کی
مدح بے قید کر اور بجز صفت الوہیت [illegible] صفات سی اونہین ✤
متصف کر اور سب تعریف کر اون کی جرأت اور شجاعت کی اور
مدح کر حق مدح اون کی [illegible] صفات حمیدہ کی بہ تحقیق کہ فضایل رسول خدا

کے غیر محصور ہین اور ان عاجز ہو اون کی بیان سے لوگ ناچار تشبیہ کو
کرتی ہین کہ اون حضرت کی فضایل نفسانی خلقی سمجھین اور [illegible] سیرت
مثل آفتاب کی ہین کہ اگر اوسی دور سی دیکھی تو اوسکا قدر عظیم
اچھی طرح نہین معلوم ہوتا لیکن اگر اوسی نزدیک سے دیکھیے تو
نگاہ خیرگی کرتی ہی پس کیونکر ہوسکتا ہی کہ انسان فانی غریق بحر
غفلت گرفتار ہوا وہوس اس امر کو بخوبی دریافت کرسکے کہ رسولخدا
کیسے ہین ہم فقط اتنا جانتے ہین کہ وہ حضرت صلعم بشر تھے اور تمام
مخلوقات خدا سے اشرف ہین کسقدر سزاوار تعریف ہی روی مبارک +
رسولخدا کا جسکا حسن بسبب اوصاف حمیدہ کے اور زیادہ ہوگیا تھا اور
اونھین کی ذات مین سب حسن دلربا جمع تھی اور اون کی روے
نورانی سے حلم وصفا عیان تھا اور ان اوصاف سی وہ حضرت ممتاز
تھی تحقیق کہ اون کے جسم شریف مین جمع تھی خوبصورتی اور نزاکت
اوس پہول کی جو فصل بہار مین ہوتا ہی اور عظمت وسطوت
ماہتاب کی اون کی سخاوت ایسی وسیع تھی جیسی دریا اور اون کی
ارادی مثل زمانہ کی وسیع اور عظیم تھے پیغمبر خدا صلعم کی روی مبارک
ایسا رعب اور سطوت شاہی نمایان تھا کہ اگرچہ وہ حضرت تنہا بھی ہوتی
تھے تو بہی دیکھنی والون کو معلوم ہوتا تھا کہ گویا ایک فوج جرار
اون حضرت صلعم کی ساتھ ہے اور مشغول کارزار ہین خوشبو اوس رخسار
مقدس کی جسمین وہ حضرت [illegible] تب [illegible] عمر تر ین

خوشبوئیون سے پس خوش قسمت ہین اور بڑے خوش قسمت
ہین وہ لوگ جو سونگھتی ہین اوس خوشبو کو اور جو تر کرتی ہین اوس
تربت کو اپنی بوسون سے اب مین چاہتا ہون کہ پیغمبر خدا کی کلام
مقدس کی مدح کرون پس جس طرح سے کہ کوئی شخص درمیان شب تیرہ و
تار مین کسی کوہ بلند پر چراغ روشن کرے تاکہ اوسکی روشنی سے
مسافر راہ پائی اوسطرح سے اون حضرت کی حدیثین نورانی روشن
کرتی ہین اپنی شعاع سے تاریکی اور ظلمت گناہ کو گناہگارون کے
وہ حدیثین خدای رحیم نے بھیجی تہین تحقیق کہ وہ کلام حادث
ہے لیکن چونکہ اوس شخص کا کلام ہے جو قدیم ہے لہذا وہ
کلام خود بھی قدیم ہے اور اوسے زوال نہین اور اوسی کلام سے
ہم دریافت کرتے ہین کہ اوس روز آخر ہولناک یعنی روز جزا کو
کیا ہوگا اور اوسی سے ہمین معلوم ہوا کہ عاد اور ارم کی زمانین
کیا ہوا تہا پس خوش قسمت ہے وہ شخص جسے یہ نعمت عظمی نصیب
ہے اس واسطے کہ اوسنی پکڑلی ہی وہ ریسمان جو سب سے قوی تر ہی
یعنی خود خدا پس ہوشیار رہے کہ مبادا وہ ریسمان اوس کی ہاتہہ
سے نکلجائے اور اگر تو اوس کلام کو پڑہے گا تو پاویگا اوسمین
وسیلہ نجات کا آتش جہنم سی اور آب سرد کتاب خدا کا ٹھنڈا کردیگا حرارت
کو قعر جہنم کے پل صراط سیدہا ہی اور وہ میزان عدل ہی جسمین تولی
جائینگی اعمال سب ذی روح چیزون کے فقط یہی کلام چشمہ ہے

راستی اور عدالت کا درمیان بنی آدم کے نہیں تعجب نہ کر اگر وہ جاہل لوگ تیرا
کلام کی قدر نہ سمجھیں جو اس دنیا میں مثل دیوانوں کی رہتی ہیں اگرچہ بہت علم اور
ادراک رکھتی ہیں آیا تو نہیں دیکھتا کہ جس شخص کی آنکھیں بسبب پیرانہ سالی
کی دھندلی ہوجاتی ہیں اوسے آفتاب کی روشنی نہیں دکھائی دیتی اور جو
شخص بیمار ہوتا ہی اوسے آب صاف اور شیرین کا مزا نہیں معلوم ہوتا اے
اشرف خلایق کس شخص سے سوا تیری مین پناہ لونگا اوس روز جو بقدر
ہولناک ہوگا ہر شخص کے لیے اے پیغمبر خدا ایکا مرتبہ کم نہ ہوجائیگا اگر آپ میری مدد کرینگی
اوس روز ہولناک کو جبکہ خدا خود انتقام لیگا بتحقیق کہ دنیا اور عقبی اوس خدا کریم کی
بخشش سے ہے اور ایک حکم جسکی قلم تقدیر فی الواح کبریا پر لکھا ہی تیری علم وسیع مین ہے

حصہ دوم خوبیہای قرآن

واضح ہو کہ لفظ قرآن قریہ لفظ عربی (بمعنی خواندن) سی مشتق ہی
اور اس لفظ کی معنی حقیقی پڑھنا ہی بلکہ وہ چیز جو پڑھنی چاہیئے اور
یہ کتاب الفاظ مرقومۂ ذیل سے بھی ملقب ہی یعنی الکتاب (و
کتاب) کتاب اللہ کتاب عزیز کلام شریف مصحف (یعنی کتاب مجید
شرایع) الفرقان (یعنی وہ چیز جو جدا کرتی ہی اوس چیز کو جو نیک
اور سچی ہے اوس چیز سی جو بد اور جھوٹی ہی) اور تنزیل (یعنی
نازل شدہ از آسمان) مسلمانوں کا عقیدہ قرآن کی بارہ میں یہ
ہے کہ یہ صرف منزل من اللہ نہیں ہی بلکہ قدیم اور غیر مخلوق بھی
اور بعض علماے اسلام کا یہ قول ہی کہ قرآن خدا کی ذات

قائم ہی اور یہی وجہ ہے کہ حق تعالی نے آن حضرت صلعم کا معجزہ یعنی
قران ایسی عبارت مین لکھا جو کسی بشر سے ممکن نہین جیسا کہ
قران مین بھی کہا ہے اور پہلا مسودہ اسکا ازل سے تختگاہ
جناب باری کے قریب ہی اور ایک تختہ نور پر جسے لوح محفوظ کہتے ہین
مکتوب ہی اور اسی لوح پر تقدیرات الٰہی بھی لکھی ہین یعنی ماضی
اور حال اور استقبال سب زمانون کا حال مندرج ہی اور یہ بھی اہل
اسلام کا اعتقاد ہے کہ حق تعالی نے اس لوح تقدیرات کو سب اشیا سے
پیشتر پیدا کیا تھا اور بعد اس کے قلم کو پیدا کیا یہ لوح ایک جواہر کی ہی
اور بہت بڑی ہے اور قلم ایک گوہر ہے جسکے شگافون سی نور ساطع
ہوتا ہی اور اسی نور سے حق تعالی روشنائی کا کام لیتا ہے بلکہ
حکم خدا سی ملائکہ بھی اوسی نور سے افعال اور اقوال عباد دفتر اعمال
مین لکھتے ہین اور خدا نے ایک نقل اس لوح کی ایک جلد مین کاغذ
پر لکھی ہوئی بواسطہ جبرئیل فرشتہ کے ماہ رمضان مین شب قدر کو
آسمان اول پر بھیجی اور وہان سے جبرئیل اوس کتاب کو آنحضرت صلعم
پاس بطور وحی لائے لیکن وہ کتاب تیئیس ۲۳ برس کی عرصہ مین باوقات
متفاوت اور حسب مقتضی حالات علیحدہ علیحدہ نازل ہوئے اس
طرح سے کہ کچھ مکہ مین نازل ہوئے اور کچھ مدینہ مین لیکن آنحضرت کی تسلی
کی خوشی کرنیکے لیے سال مین ایک بار یہ کتاب تمام و کمال جبرئیل
آپ کو دکھلا جاتے تھے اور اوس وقت اوسکی یہ شکل ہوتی تھی کہ

اور ہم لوگ

کہ اوسکا شیرازہ ریشم کا ہوتا تھا اور جواہرات بہشت سے مزین ہوتی
تھی اور آن حضرت کی سال آخری مین دو مرتبہ یہ کتاب بحیثیت کوائی
آپ پاس آئی روایات سے معلوم ہوتا ہی کہ اس کتاب کی چند ہی سیپاری
تمام و کمال نازل ہوئے ورنہ اکثر ٹکڑے ٹکڑے نازل ہوئے
اور اوسکی آیات کا بیان آنحضرت اوئی وقتاً فوقتاً سیپارہ ہائی مختلف
مین لکھو دیا کئے کہ حسب الحکم جبرئیل یہ آیات متفرقہ ایک کتاب کی جگہ
اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ پہلا حصہ قرآن کا جو آنحضرت پر وحی ہوا
وہ چھیانوے سورے کی پہلی پانچ آیتیں تھین وہ آیات یہ ہین
پڑھ تو ساتھ نام اوس خدا کی جسنے پیدا کیا انسان کو لطفہ خون سے
پڑھ تو ساتھ نام اوس خدا کی جو سب سے خبر رکھتی ہی اور جسنی سکھایا ہی
تجھے استعمال کرنا قلم کا (وحی لکھنے کے لیے) اور سکھائی انسان کو
وہ چیز جو نہین جانتا جو آیات آن حضرت پر نازل ہوتی تھی پہلی
آپ خود اپنی کاتب سے لکھوا لیتے تھے بعد ازآن وہ صحابہ مین مشہور
ہو جاتی تھی اور اونمین سی بعض اشخاص تو اونھی پڑھنے کی لیے نقلین
لے جاتی تھی لیکن اکثر حفظ کر لیتے تھے جب اصل آیات واپس آتی
تھی تو کسی صندوق مین رکھدی جاتی تھی اور چونکہ آیات مرتب نتھی
یعنی یہ بخوبی تحقیق نہ تھا کہ کون آیت کسوقت نازل ہوئی لہذا بعض
آیت کا وقت نزول تحقیق نہین قرآن اکثر جگہ بے ربط عبارتون پر منقسم
جنمین کوئی حصہ تو بہت بڑا ہے اور کوئی بہ نسبت اوسکی بہت چھوٹا

اور ہم لوگ (یعنی نصاریٰ) تو ان حصّون کو باب کہتے ہین اور عرب
سورہ بصیغہ واحد جس کی جمع سُوَر ہے واضح ہو کہ یہ ابواب یعنی سورے
قلمی نسخون مین ترتیب ابجد سے ممیّز نہین بلکہ ہر ایک باب کا ایک علیحدہ
لقب ہے کسی سورہ کا لقب کسی مضمون خاص سے نکلا ہے اور کسی کا
لقب کسی خاص شخص کے نام سے رکھا گیا ہے جسکا ذکر اوسمین ہے
لیکن اکثر یہ ہے کہ جو لفظ جس سورہ کی ابتدا مین ہے اوسی اوسکا نام
رکھا گیا ہے اور بعض ابواب یعنی سُوَر بسبب اختلاف نسخ کے دو یا
زیادہ القاب سے مشہور ہین اور بعضون کی نسبت کہتے ہین کہ مکہ مین
نازل ہوے تھے بعض مدینہ مین اور مقام نزول ہر سورہ کے
نام کا جز واقع ہوا ہے (یعنی بعضون مین مکیہ کی قید لگی ہے بعضون پر
مدنیہ کی تا کہ اون مین آپس مین فرق و امتیاز رہے) ہر سورہ اجزاے
صغیرہ غیر متساویہ پر منقسم ہے جو انگریزی مین ورسین اور عربی
مین آیات واحد آیت بمعنی علامت یا امر عجیب و غریب کہلاتے
ہین اور سواے نوین سورہ کی ہر سورے پر بعد اوسکے نام کی جملہ
مرقومہ ذیل جسے مسلمان بسم اللہ کہتے ہین لکھا ہے بنام خداے رحمن
و رحیم قرآن کی باب مین اہلِ اسلام کا ہمیشہ سے یہ عقیدہ ہے کہ
یہ کتاب اعظم معجزات ہے اور جس طرح احیاے اموات امر عظیم و عجیب ہے
اوسی طرح یہ بھی ہے اور یہ لوگ کہتے ہین کہ معجزات حضرت موسیٰ اور
عیسیٰ علیہما السلام آنی اور فانی تھے لیکن آن حضرت کا معجزہ دائمی اور باقی

ہے پس یہ معجزہ تمام معجزات انبیاء سابقین سے بمراتب افضل و اعلا
ہے راقم کہتا ہے کہ من حیث الفصاحت والبلاغت قران افضل و
اشرف کتب ممالک مشرقیہ ہے از انسکہ باشندگان ممالک مذکورہ کو
قدیم الایام سے شعر سے ایک مذاق خاص ہے لہذا موافق اون کی
مذاق طبیعت کی اکثر قران نثر مقفی مین لکھا گیا ہے اس بات کی سب
قائل ہین کہ یہ کتاب بکمال نفاست و لطافت عبارت محاورہ قبیلہ
قریش مین جو اعلی اور اشرف قبایل عرب تھا لکھی گئی ہے لیکن بعض
مقامات پر اور قبیلہ کی محاورات بھی لکھے ہین اگرچہ یہ امر بہت نادر
و نادر ہے لاریب یہ کتاب زبان عرب کی محک ہے اور مضامین اسکی
عالیہ اور استعارات لطیفہ سے مملو ہے اور اگرچہ بعض مقامات پر
اسکی عبارت مبہم ہے اور درجہ تعقل کو پہونچگئی ہے تاہم اکثر عبارات
و مضامین ایسے عالی اور موثر ہین کہ مصداق قول گوئتہ ہین مورخ
موصوف مشہور کہتا ہے کہ قران ایسی کتاب ہے کہ پہلے تو پڑھنیوالی
کو اسکی عبارت سست اور بے لطف معلوم ہوتی ہے لیکن بعد ازان
اوسکی خوبیون پر فریفتہ ہوجاتا ہے اور آخر الامر اوسکی خوبصورتیون
پر ایسا شیفتہ ہوجاتا ہے کہ تاب ضبط نہین باقی رہتی مخفی نرہے
کہ آنحضرت صلعم کی حیات مین قران جمع نہین ہوا بلکہ اوس کی اجزا
متفرق رہے پہلا اصحاب کی خلیفہ ابوبکر نے ان اجزاء متفرقہ کو جمع
کرکے ایک جلد کرلی اور یہ اجزاء صرف خرمی ڈنٹیال اور چمڑے

تو غیرہ سی نہین نقل لی گئی بلکہ حفاظِ قرآن سے نقل کیی گیی اور جب
یہ مسوّدہ تیار ہوا تو حفصہ بنت عمر احد از ازواج آن حضرت م کی سپرد
کیا گیا باین غرض کہ یہ مسوّدہ مثل اصل کتاب کی رہی اور اس سی
اور نسخون کی تصحیح کی جاسے لیکن چونکہ نسخ متعدّدہ اس کتاب
کی تمام صوبہ جات مین منتشر ہو گئی تہی اور اون سب مین اختلاف
کثیر تہا لہذا عثمان خلیفۂ ابوبکر نے سنہ ۳۰ ہجری مین اون نسخون کا
مقابلہ نسخۂ حفصہ سے کروایا پس جو اوسکے موافق تہا اوسے رائج رکہا
اور جو اوس کی مخالف تہی اوسے منسوخ کر دیا باین غرض کہ اوصاف
قرآن بخوبی ظاہر ہو جائین یہ بات ناظرین کی ذہن نشین رہی کہ
جس زمانہ مین آن حضرت م مبعوث ہوے تہے فصاحت لسان اور
صفائی بیان عرب مین بہت ترقی پر تہی اور شعر و سخن کی بہی بڑی
قدر تہی چنانچہ ایک مورّخ اہل اسلام کہتا ہی کہ اعجاز قرآن صفائی
بیان اور لطافت عبارت اور تناسب فقرات مین سے ہے پس جو شخص
اجنبی اسی تلاوت ہوتے سنتا ہی فوراً متنبہ ہو جاتا ہی کہ یہ عبارت
تمام عبارات عربیہ سی اشرف اور اولی ہے کوئی جملہ اسکا کسی عبارت
مین نقل ہو اگرچہ وہ عبارت کیسی ہی لطیف ہو مثل لعل درخشان
کے ہے اور ایسا چمکتا ہی جیسی وہ جواہر جسکی چہوٹ سی نظر خیرگی کرے
اور اوسکی عبارت ایسی ہے کہ کوئی شخص ویسی تحریر نہین کر سکتا
اور جیسی یہ کتاب مشہور ہوئی تمام علما و فضلا اوسپر متحیّر اور متعجب

ہوئی

٨٢

رہی واضح ہو کہ سب لوگ قران کو معجزۂ دائمی قرار دیتے ہین اور اوسی کو
آنحضرت صلعم اپنی رسالت کی اقوی دلائل گردانتے تھے اور افصح فصحائے عرب
سے جنہین شب و روز یہی دہن رہتی تھی کہ کسیطرح عبارت آرائی
مین کمال پیدا کیجئی علی رؤس الاشہاد دعوی کر کے فرماتے تھے کہ ایک
ہی سورہ اس کی مثل لاؤ روایت ہی کہ جب آنحضرت صلعم اپنی شریعت
علانیہ لوگونپر ظاہر کی تو وہانتک ایک شخص ابو ربیعہ نامی باشندہ مین
کافر تھا اور یہ شخص اون سات شاعرون مین سے تھا جنکی قصاید
معلقات تسبع کا اور تیمناً کعبہ مین معلق تھی اور اونمین سے ایک قصیدہ
کی ابتدا مین یہ شعر تھا کہ جو تعریفین خدا کیطرف منسوب نہین بیکار
ہین اور جو نیکی اوس سے نہین پیدا ہوئی ہے فقط سایہ ہے
تھوڑی عرصہ تک تو ایسا کوئی شاعر نہ نکلا کہ اس بیت کی مثل کوئی
شعر کہتا لیکن آخر الامر وہ سورۂ قران جسے سورۂ براۃ کہتے ہین +
کسی دروازہ پر کعبہ کے معلق کیا گیا لیکن ابو ربیعہ نی پہلے چند آیتین
اس سورہ کی دیکھین تو ایسا متحیر اور متاثر ہوا کہ کہنے لگا ایسی آیتین
سوائے وحی آلہی کوئی شخص نہین کہہ سکتا اور فوراً اسلام قبول کیا وہ
آیات قرآن جنکی سبب سے یہ شخص مسلمان ہوا تھا ذیل مین مرقوم
ہوتی ہین کچھ شک نہین اس کتاب مین یہ ہدایت ہی ایمانداروں کے
لیے جو ایمان لائی ہین اوس وحی کا جو دل مین خیال رکھتے ہین اور
مقررہ نماز کا جو دیتے ہین زکوۃ اوس چیز سے جو ہمنی (یعنی خدا نی)

دی ہی اونہین جو یقین لاتی ہین اوس وحی کا جو بھیجی گئی ہے
تجھپر اے محمدؐ اور نیز اوسکا جو دیا گیا تھا پیغمبرون کو پیشتر تیرے اور جو
یقین کامل رکھتی ہین عاقبت کا ایسی لوگ تحقیق کہ ہین رہنمائی مین
اپنی رب کی اور رستگار ہون گے لیکن کفار پس وہ ہین مثل اوس شخص
کے ہین جو روشن کرتا ہی اگ کو اور جب وہ روشن کرتی ہے ہر چیز
کو جو گرد اوسکے ہے تو بند کرلیتا ہی اپنی آنکھین خدا لی لیتا ہے اونکا نور اور
چھوڑ دیتا ہے اونہین اندھیرے مین پس وہ نہ دیکھینگی وہ بہری
اور گونگی اور اندھی ہین پس توبہ نکرینگے یا مثل اوس ابر کے جو اوترا
ہوا آسمان سے اور بھرا ہوا اندھیری گرج اور بجلی سے پس رکھتے ہین
اپنی انگلیان اپنی کانون مین بسبب گرج کی آواز کی موت کی خوف
سے خدا گھیرتا ہی کافرونکو اور نہ بجلی فقط فنا کردیتی ہی اونہین بسبب
نابینائی کی جب وہ روشنی دیتی ہی تو وہ چلتی ہین اوسمین لیکن
جب اندھیرا ہو جاتا ہی تو وہ حیران ہو جاتی ہین ✢

واضح ہو کہ عرب کو جو تلاوت قران سی تعجب و تحیر پیدا ہوتا ہی تو
اس کی وجہ یہ ہے کہ اوس کتاب کی عبارت ایسی عمدہ ہے کہ سحر
کہنا چاہیے اور یہ بھی سبب ہی کہ آنحضرت صلعم نے اپنی نثر شعر کی خوبیون
سے مزین کی ہے اسواسطے کہ آیات مین قافیہ بندی کی ہے
اور اسطرح لکھی ہین کہ کہین سلسلۂ عبارت منقطع نہین ہوتا اور اختلاف
طرز تحریر سے لطف عبارت اور بھی زیادہ ہو گیا ہے چنانچہ بعض

مقامات پر محاورہ و محل اور روزمرہ ... نہین لکہا ہی بلکہ عبارت ... رنگینی
اور قافیہ بندی کی ہی جیسا کہ ایک مقامہ ہی گویا ... [illegible] موجود
[illegible] بہشت ... [illegible] ہون [illegible]
احکام نافذ فرمائی ہین وہ آیات جنمین انعامات ابدی بہشت کا ذکر ہی [illegible]
فصیح اور شیرین ہین کہ اون کی سننی سے دل بیچین ہوجاتا ہی اور
جنمین شعلہای آتش جہنم کا بیان ہی اون سے ایسی دہشت اور خوف
معلوم ہوتا ہی کہ قلب ٹکڑے ہوا جاتا ہی اہل اسلام قران کا بہت
اکرام اور احترام کرتی ہین اور بعض لوگ اوسکو نہایت محتاط ہوکر
[illegible] طہارت [illegible] نہین کرتے اور یہ اپنی خیال [illegible]
[illegible] طہارت مس نہین بعض اوقات یہ آیت یا اوس کتاب پر
یا اوس کی جلد پر لکہدیتی ہین کوئی شخص نہ مس کرے اسے مگر وہ
لوگ جو طاہر ہون اور وہ لوگ اس کتاب کا بہت ادب کرتی ہین
اور کبھی اپنی کمر بند سے نیچی اوسی نہین لٹکاتے اور جب اوسی پہلی
مرتبہ کہولتی ہین تو چوم لیتی ہین اور لڑائیون مین اوسی ساتہ لیجاتی
ہین اور اوسکی آیتین علمون کے پھریرون پر لکہ لیتی ہین اور اوسکو
طلا اور جواہرات سی مزین کرتی ہین اور عمدا کسی کافر کی پاس
نہین رہنی دیتی اور اون لوگون نے اس کتاب کو بنا تعلیم قرار
دیا ہی اور سب مدرسون مین اپنی لڑکون کو یہ کتاب پڑہواتی ہین
اور حفظ کراتی ہین اور تمام بلاد اسلام مین رسوم و قوانین کا مدار

اسی کتاب پڑھی اور قاضی اور مفتی اسی کی قسم کھاتی ہین سب مسلمان
اسکی بڑی عزت اسواسطے واجب جانتی ہین کہ اسمین اپنی زندگی کا نور
پاتی ہین (یعنی اس کی وسیلہ سے ہدایت پاتی ہین) اکثر مساجد مین ہر روز
قران کا دورہ ہوا ہی اس طرح سے کہ تیس ۳۰ قاری باری باری پڑھتی
ہین [illegible] کہ قران ختم کرتی ہین اسی کثرت مزاولت کا یہ نتیجہ ہے کہ
بارہ سو برس کی عرصہ سے لاکھا بلکہ کروڑہا آدمیون کی دلون مین اور
کانون مین ہر وقت اسی کتاب کی صدا آتی ہے چنانچہ بعض علمای
اسلام [illegible] ہین کہ اونھون نی ستر مرتبہ قران ختم کیا ہے
[illegible] ذات و صفات لکھا ہے کہ وحدانیت خدا کا اعتقاد
[illegible] عفو رحم اور [illegible] عدل و احسان اور سکے
[illegible] خیرات دو اور حلم اور نرمی اختیار کرو اور لڑائیون
سے پرہیز کرو اور عفو و درگذر اپنا شیوہ کرو اور راہ خدا مین جہاد
کر کے سعادت شہادت حاصل کرو علاوہ اس علم کے کہ تشہیر و ترویج
اسلام ہر مسلمان پر فرض ہے پہلی جن اعمال واجبہ کا قران مین حکم
ہے وہ نمازہای پنجگانہ کا بجالانا ہی اس طرح سے کہ بوقت نماز مصلی
کو چاہیے کہ رو بقبلہ ہو اور پانچ ساعات مقررہ مین بجا لائی بعد
اوس کی ماہ رمضان مین روزے رکھنا اور اوسکی بعد زکوۃ دینا اسطرح
کہ ہر شخص چالیسوان حصہ اپنی مال کا زکوۃ کے لیے مخصوص کرے
اور اپنی دشمنون کو اور جہلا کو بھی زکوۃ دے سکتا ہی اولی صحیح ہو کہ

او

ان تینون اعمال مین آنحضرت نے نماز کو اسقدر ضروری اور فرض بتا دیا تھا
کہ اوسی رکنِ دین اور مفتاحِ جنت فرمایا کرتے تھے اور یہ بھی فرمایا
کہ جس مذہب مین نماز نہین اوسمین کوئی عمل نیک نہین نماز مین
طہارت اور وضو کا بھی حکم ہے اور یہ دونون فعل متمم صلوٰۃ قرار دیے گئے
ہین جیسا کہ سیل صاحب اپنی کتاب مسمی بہ پری لمنری صفحہ ۱۲۴
مین لکھتے ہین کہ مسلمانون پر واجب ہے کہ اس عمل (یعنی وضو طہارت)
کی زیادہ تر پابندی کرین اسواسطے کہ آنحضرت صلعم سے روایت ہے کہ
کل اعمال مذہبی طہارت پر مبنی ہین اور طہارت نصف ملتِ اسلام ہے
اور مفتاحِ صلوٰۃ ہے اور بغیر اسکے خدا نماز نہین قبول کرتا راقم کہتا ہے
کہ ان الفاظ کی تشریح کے لیئے قولِ غزالی نقل کرنا مناسب ہے
عالم موصوف طہارت کی چار درجے قرار دیتا ہے پہلا درجہ پاک کرنا
بدن کا نجاسات اور کثافات سے ہے دوسرا باز رکھنا اعضاء کا تمام افعال
قبیحہ سے تیسرا پاک کرنا دل کا تمام شہوات مذمومہ اور گناہان کبیرہ سے
چوتھا تزکیۂ نفس کرنا یعنی بری کرنا نفس کا اون تعلقات سے جو مانع
رجوع قلب الی اللہ ہون بعد اس کی عالم موصوف کہتا ہے کہ جسم
بہ نسبت قلب کی بمنزلہ چھلکہ کے ہے اور قلب مثل مغز کے چنانچہ
اسی وجہ سے یہ عالم اون لوگون پر بڑی لعن وطعن کرتا ہے جو
وسوسۂ شیطانی سے طہارت ظاہری مین سرگردان رہتے ہین
اور اعلیٰ لوگون کو نجس جانکر پرہیز کرتے ہین جو ظاہر مین وضع صاف

اور محتاط نہین جیسی وہ خود ہین حالانکہ ایسی ظاہر دار لوگون کی
قلوب عصیان اور غرور اور جہالت اور ریا سے مملو اور مغلوب ہوتی
ہین پس اس عالم کے کلام سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ بعض متعصبین
نے جو مسلمانون کی نسبت یہ تہمت کی ہے کہ ان لوگون کا یہہ
عقیدہ ہے کہ صرف طہارت ظاہری سے ہم گناہون سے پاک ہوجاتے
ہین یہ قول محض لغو اور بے اصل ہے مخفی نہ رہے کہ احکام قرآن فقط
فرائیض مذہبی اور مکارم اخلاق مین منحصر نہین ہین جیسا کہ صاحب
مؤرخ لکھتی ہین کہ بحر کابل سے دریائے گنگ تک سب لوگ اس
بات کی قائل ہین کہ قرآن تمام قوانین شرع محمدی کی اصل ہے اور
فقط فن کلام ہی اس سے مستنبط نہین بلکہ قوانین سیاست مدن
بھی اسی کتاب سے مستخرج ہین اور اس فرقۂ اسلام مین افعال اور
اموال عباد کا اہتمام اور انصرام حق تعالی کی مشیت اور رضا پر موقوف
ہے لہذا قرآن کو مجموعۂ احکام و قوانین شرع محمدی کہنا چاہیے
جسمین مذہب اخلاق سیاست مدن تجارت عدالت و انصاف جزا و
سزا ان سب امور کی تشریح و تفصیل ہے اور اس کتاب مین ہر چیز کے
احکام مندرج ہین از رسوم مذہبی تا رسوم روزمرہ از نجات روحانی
تا صحت جسمانی از حقوق جمیع ناس تا حقوق ہر فرد واحد از منافع
شخصی تا منافع نوعی از مکارم اخلاق تا محارم و سیئات از سزائے
دنیوی تا عقاب اخروی بعد ان سب امور کی یہ بات قابل لحاظ ہے

کہ قران اور توراۃ اور انجیل اور اور کتب سماویہ مین فرق بیّن ہے
جیسا کہ کومٹ صاحب کہتی ہین کہ کتبِ سماویہ مین کوئی طریقۂ
علمِ کلام اور علمِ فقہ منضبط نہین بلکہ یہ کتب فقط قصص اور حکایات
اور وقایع اور حالات اور ادعیۂ مناجاتِ عالی مضامین سی مملو ہو
ہوتی ہین اور طرفہ تر یہ ہے کہ یہ مضامین سب غیر مدلل اور نامربوط
ہین اور باہم کوئی علاقۂ منطقی اور عقلی نہین رکھتی نہ قران مثل
اناجیل اربعہ کی تصور ہو سکتا ہی اسواسطیکہ ان کتب مقدسہ مین
صرف عقایدِ مذہبی اور طریقۂ عبادات اور اعمال اتباعِ دین مسیحی
مذکور ہین برخلاف قران کی کہ اسمین علاوہ ان سب امور کے
سیاستِ مدن بہی مفصل اور مشرح ہے اور چونکہ اسی طریقۂ مذکورہ
قران پر حکومت اور سیاست مبنی ہے لہذا جملہ ضوابط اور قوانین
ملکی اسی کتاب سے ماخوذ ہین اور اسی کی روسے تمام مقدمات
جان و مال منفصل ہوتی ہین (واضح ہو کہ چونکہ آن حضرت صلعم بخوبی
آگاہ تھے کہ انتظامِ ملک مین منصبِ قضا و اجتہاد کی نسبت تغلب و
تصرف کا خوف ہے اور یہ احتمال جمیع ممالک کی نسبت ہو سکتا ہے
لہذا آپ نے ان مناصب کا تقرر مناسب نہ جانا اور انکی ممانعت
کر دی بلکہ ہر مسلمان کو حکم کیا کہ قران اپنی پاس رکھی اور جمیع
امور مین اوسے اپنا رہنما سمجھی واقع مین یہ حکم آن حضرت کا موافق
عقلِ سلیم ہے اور اسمین آپنی پیغمبر خدا حضرت عیسےٰ کا تتبع کیا ہے

[illegible] جس مذہب کی اودونوں نے بنا ڈالی ہے اوسمین فقط
[illegible] خالص کا حکم ہے اور قاضی اور مفتی اور رسوم و اعمال
[illegible] کچھ بحث نہیں بلکہ وہ دین صرف خلوص اور عدم خلوص
[illegible] پر مبنی ہے جیسا کہ [illegible] صاحب کہتے ہیں
[illegible] بدعت نہ تھی اور اون سے بڑھ کر
[illegible] اون رسوم و قواعد کا دشمن نہ تھا [illegible] حفاظت اور
حراست مذہب اوسی حنیف [illegible] ہین الغرض اس فرقہ
[illegible] یعنی اسلام مین منصب قضا و اجتہاد کسی زمانہ [illegible]
ہوا بلکہ سب اہل اسلام کو حکم ہے کہ آپس مین کچھ تکلف و امتیاز
نہ کرین اور ایک دوسرے کو بلقب برادر پکارے بیان مذکور
سے واضح ہوا کہ اسلام مین منصب قضا و اجتہاد نہین بلکہ جن علمائے
مجتہدین سے انصرام مقدمات دنیوی (مثل فصل قضایا وغیرہ) +
متعلق ہوتا ہی اونہین سے انتظام امور دین (مثل صوم و صلوٰۃ
وغیرہ) بہی متعلق ہوتا ہی اسواسطی کہ اس مذہب مین قوانین
سلطنت اور حکومت اور احکام دین و ملت مین کچھ فرق نہین بلکہ
دونون کی اصل قران ہی لکن جسطرح عیسائیون مین رسم ہی
کہ ہر شخص اپنی مال کا دسوان حصہ پادریون کی نذر کرتا ہے +
[illegible] اسطرح مجتہدین اسلام اپنی مقلدین سے منتفع نہین ہوتے
[illegible] علمائے عیسوی کی یہ لوگ اپنی خدمت اجتہاد کے

عوض مین کچھ نہین لیتی نہ [illegible] مساجد وغیرہ مین دست اندازی
کرتی ہین نہ لوگون سے اون کی مال [illegible] ہین اور نہ
بادشاہ سے پنشن لیتے ہین بلکہ ان لوگون کی لیے اوقات اسطرح ہوتی
ہے کہ مقدمات شرعیہ مین (جنہین متخاصمین کو کسی بات
شرعی کی نسبت نزاع ہوتا ہے) ایک مبلغ مناسب تحفتاً لیتے
ہاں لیتی ہین اور کچھ اون اراضی کی آمدنی مین سے باقی ہین اخراجات
مساجد کے لئے مخصوص ہوتی ہین یہ امر واقعی ہے کہ علماء اسلام
آپس مین سب متفق اور متحد ہوتے ہین اور مثل ایک فرقہ یا جماعت
کے رہتی ہین اور ان لوگون کو بھی وہی اختیارات ہوتے ہین
جو پادریان انگلستان کو حاصل ہین الا یہ فرق ہے کہ ان لوگونمین
آپس مین نا اتفاقی نہین ہوتی الغرض نہ رہے کہ آن حضرت کی شریعت
مین جہان اور خوبیان ہین وہان ایک خوبی یہ بھی ہے کہ شک و
شبہہ اور تخالف اور تشابہ سے منزہ اور مبرا ہے اور قرآن و حدیث وحدانیت
باری تعالیٰ کی دلیل کافی ووافی ہے آن حضرت صلعم نے عبادت اصنام
وانام و کواکب وسیارات باین دلیل معقول باطل کردے کہ جو شے فنا
ممکن ہے اوسکو فنا ضرور ہے اور جو چیز پیدا ہوتی ہے اوسے مرنا لابد
ہے اور جو چیز طلوع کرتی ہے اوسے غروب ہونا لازم ہے اور جو شے
متغیر اور حادث ہے اوسے فنا و زوال واجب ہے پس ان دلائل سے
آپ کی عقل سلیم اور دل حق بین نے ایک ذات واجب الوجود کا

اعتقاد کیا جو قدیم غیر محدود مبرا از جسم و مکان منزہ از اولاد و ازواج
مبرا از شبیہ و نظیر حاضر فی کل جہات ناظر مخفیات موجود بنفسہٖ
قایم بالذات متحد الصفات مع الذات ہی اور اوسی معبود برحق کی
عبادت اختیار کی یہ عقائد حقہ جو آن حضرتؐ نی اپنی زبان صدق
بنیان سے فرمائی (جو قران کی ۲-۷۵ اور ۸۵ سوردن مین مذکور
ہین) آپ کی صحابہ اور تابعین نے بصدق دل اور خلوص نیت قبول
کیئے اور مترجمین اور مفسرین قران نی بدلایل حکمیہ و براہین منطقیہ
مدلل اور مشرح کیئے واضح ہو کہ عقائد اہل اسلام اسقدر عقل پر
مبنی ہین) کہ ایک حکیم موحد (جو سوا ایک خدا کی اور کسی بات کا
قایل نہ ہو) کلمۂ (طیبہ) لا الہ الا اللہ بلا حجت و تکرار قبول کرلیگا
اب راقم کہتا ہے کہ خالق جہان نی اپنا وجود اپنی تمام مخلوقات پر
ظاہر کیا ہے اور اپنی شریعت انسان کی دل پر لکھی ہے چنانچہ ہر
زمانہ کی پیغمبرون کا یہی مقصود واقعی یا ظاہری رہا کہ حق تعالی کو
پہچنوائین اور اوسکی شریعت کو رواج دین پس آن حضرتؐ کی صداقت
نیت اور صفائی طینت کو دیکہنا چاہیئے کہ آپ نی انبیاء سابقین کی
نبوت کو مثل اپنی نبوت کی جانا اور اون کی رسالت کی بہی اوسی طرح
تصدیق و توثیق کی جس طرح اپنی نبوت کا اظہار و اثبات کیا بلکہ اپنے
بارہ مین تو یہ فرمایا کہ مین از آدم تا ایندم نبی ہون یا نئی دین مسیحی کے
بارے مین آن حضرتؐ نی مسلمانون سے یہ ارشاد کیا ہے کہ اون کا

۹۳

بہت پاس و ادب کرو اور اون کی باب مین بعض امور کا اعتقاد رکھو (جیسا کہ ۱۰ اور ۱۰ سورون مین لکہا ہے) علمای فرقۂ اباؤمن گیتہولک نے حسنِ ظن نسبت والدۂ حضرت عیسیٰ کی قرآن ہی سے نقل کرکے اپنی عقائد مین داخل کیا ہے چہ ہی برس کی عرصہ مین (یعنی زمانہ جاہلیت مین) اگرچہ طریقۂ حق بالکل مفقود ہوگیا تھا تاہم عیسائیون نے اپنے مقتدا کے (یعنی مسیح کی) ارشادات اور احکام بالکل فراموش کر دیے تھے راقم کہتا ہی کہ یہ بات قابل لحاظ ہی کہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ نے بمقتضی زہد و تقویِ نبوت بڑی خوشی سے یہ خبر دی ہے کہ زمانہ آخر مین ایک ایسا نبی مبعوث ہوگا جو مجھ سے بھی افضل اور اولی ہوگا اور شاگرد مسیح نے بھی وعدہ کیا ہی کہ فارقلیطا یعنی تسلی دہندہ آئی گا یہ دونون پیشین گویان بلاشائبہ و شبہ اشرف الانبیا اور خاتم النبیین (یعنی آن حضرت ص) کی بارے مین ہین اور آپ ہی کی ذاتِ پاک مین ان کی تکمیل ہوئی سابق مین بیان ہو چکا ہی کہ پہلا امر جسکی قران مین تاکید ہے اعتقاد وحدانیت خدا ہے اور بعد اوسکے تصدیق نبوت آن حضرت ص عیسائیون کے بارے مین آن حضرت ص یہ فرماتے تھے کہ یہ لوگ غلطی اور گمراہی مین پڑے ہین اور عقیدۂ حقۂ توحید کو مسئلہ مخترعہ تثلیث سے خراب کر دیا اور چونکہ حق تعالیٰ کی عادت ہی کہ امورِ ضروریہ واقعیہ کو بغیر ثابت کیے نہین چھوڑتا اور یہ امورِ ضروریہ قبل ہیری بعثت کی

بتروک ہوگئی تھی اونکا اوسنے مجھے پیغمبر کیا کہ ان فرائض مفروضہ کو
ثابت اور قائم کرون یہی بہی وجہ ہے کہ قرآن مین مسلمانونکو
بہ لقب موحدین خطاب کیا ہے اور یہ لقب مقابلہ عیسائیان کہا گیا ہے
جنہین لفظ مشرکین سے تعبیر کیا ہے نصاریٰ کو مشرکین کہنی کی
وجہ آپ سے یہہ فرماتی ہی کہ یہ لوگ اور چیزون کو خدا کا شریک
کرداننے ہین اور اونکی عبادت کرتے ہین جیسا کہ تیسرے سورے مین قرآن
کے لکھا ہی کہ اے اہل کتاب (یعنے یہود و نصاریٰ) اپنی عبادت حدود
مقررہ سے نہ بڑہاو نہ کہو وہ بات جو خلاف سچائی کے ہی جب تم خدا
کا ذکر کرتے ہو عیسیٰ مسیح بیٹا مریم صرف پیغمبر خدا ہین پس یقین
کرو خدا کا اور اوس کی نبیون کا اور نہ کرو ذکر تثلیث کا اور اپنے
باتون کو حد انصاف سے نہ گذرنے دو خدا
ایک اور لاشریک ہے سب تعریفین اوسی *
کے لیئے ثابت ہین خدا کوئی فرزند نہین رکھتا دوسرا
مطلب عظیم نزول قرآن سے یہ تہا کہ تین مختلف مذہبون کے
لوگ (جو مذہب اوس زمانہ مین مروج تھے) ایک ہی خدا کو مانین
اور اوسی کی پرستش کرین اور چند رسوم و قوانین مقرر کیئے جاوین
جنمین بعض قوانین سلف کے مطابق ہون اور بعض بالکل جدید
ہون اور ان قواعد و رسوم کی تعمیل اون لوگون سے اسطرح کرائی
جاوے کہ اونہین طمع ثواب اور خوف عقاب دنیوی و آخروی دلایا

جاوی

جاسے اور ان تینوں مذہبوں کی لوگ آن حضرت صلعم کو پیغمبر خدا جانکر
آپ کی اطاعت اختیار کریں اور یہ اعتقاد کریں کہ زمانۂ سابق میں
حق تعالیٰ نے اپنی بندوں کو بار بار ترغیب اور تہدید کی کہ اونکا ایمان
لائیں اور جب وہ راستی پر نہ آئی تو اوسنے آن حضرت کو باین غرض
مبعوث کیا کہ دینِ خدا کو زمین پر قایم کریں اور امورِ عاقبت میں مقتدی
اور مقتدیاتِ دنیا میں تمام عالم کے بادشاہ یقین کیئے جائیں پس
قرآن میں اوّل اور اشرف اعتقادات توحیدِ جناب باری ہے اور
اسی عقیدہ کو آنحضرت صلعم نے اپنی رسالت کا مقصودِ اصلی قرار
دیا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ ایک مذہب حق سے زیادہ نہ
کبھی ہوا اور نہ ہو سکتا ہے اور اگرچہ اوس مذہب کی رسوم و قواعد
مخصوصہ چند ہی عرصہ کے لیئے ہوں اور حسب مشیت الٰہی اون میں
اکثر تغیّر و تبدّل ہوتا ہو تاہم چونکہ وہ مذہب حق اور واقعی ہے لہٰذا
اوسکی اصل و ماہیت میں تغیّر نہیں ہو سکتا بلکہ ہمیشہ ایک ہی کیفیت پر
رہتا ہے پس جب اس دینِ حق کے اصول و قواعد سے بندوں نے
غفلت کی تو حقتعالیٰ نے اپنے پیغمبر بھیجے تاکہ اون غافلوں کو عقائدِ
حقہ تعلیم کریں اور اونہیں تنبیہ و تہدید کریں اور ان انبیاء میں سے
حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہ السلام نہایت جلیل القدر اور اولوالعزم تھے جبتک
کہ آن حضرت مبعوث ہوئے لیکن آن حضرت صلعم نے یہ کبھی نہیں فرمایا
کہ میں ایک مذہب جدید اور علیحدہ بنا کرتا ہوں بلکہ خلاف اسکے یہہ

ارشاد کیا (جیسا کہ قران کی ۱۶-۲۲ اور اور سورون مین لکھا ہے) کہ
میرا مذہب موافق ملتِ ابراہیمؑ ہے اور یہ دین جبرئیل فرشتہ بذریعہ
وحی کی مجہپر لائی ہین (جیسا کہ ۴۳- سورے مین لکھا ہی) خلاصہ
یہ کہ قران کا صرف یہ مآل ہے کہ کتب سماویہ کی تصحیح کرے اسواسطی کہ
آنحضرتؐ نی فرمایا ہے کہ یہود و نصاری نی ان صحف مقدسہ مین
تحریف کی ہے خصوصاً اون مقامات پر جہان میرا ذکر تہا (جیسا کہ
۳-۲-۶-۱۰-۱۱-۱۲-۱۶-۳۷- سورون مین لکھا ہی) ایک روایت
یہ ہے کہ جبرئیل فرشتہ قران آنحضرتؐ کی پاس اس کیفیت سے
لائی کہ اوس دنبہ کی کہال پر لکہا تہا جو حضرت ابراہیمؑ نی اپنی فرزند
اسحقؑ کی عوض قربانی مین دیا تہا اور طلا اور ریشم اور جواہرات
سے مزین تہا دوسری روایت یہ ہی کہ اور یہی قول عیسائیون
کے نزدیک بہی معتبر ہے کہ باعانت یہود فارسی مسمی بہ ربی ورقہ
ابن نوال اور راہب نصرانی جو سردار فرقہ نیسطورین باشندہ
اوالقیسی واقع بصرہ تہا آنحضرتؐ نی یہ کتاب تالیف کی اور یہ قول بہت
قدیم معلوم ہوتا ہے اسواسطیکہ خود آنحضرتؐ نی بڑی غصہ سی
اسکی رد کی ہے (جیسا کہ ۱۰-۱۱-۱۶-۲۵ سورون مین لکہا ہی
(واضح ہو کہ قران مین نہایت تاکید ہے کہ ایک ہی خدا کی وجود
کے قائل ہو (جیسا کہ ۲-۳-۴-۵-۶-۱۷-۱۸-۲۴-۳۷-۳۹
۴۰-۴۲-۴۳-۱۱۲ سورون مین لکہا ہے) اور اوسکی صفات

یہ لکھی ہین) کہ قدیم ہے اور کسی سے پیدا نہین ہوا اور نہ کوئی اوس سے
پیدا ہوا ہے (جیسا کہ ۱۱۲ مین لکھا ہی) اور سب چیزون کا خالق اور
صانع ہے (جیسا کہ ۱۶-۱۷ سورون مین ہی) اور رحمٰن و رحیم ہی
(جیسا کہ ۳-۵-۶-۱۰-۴۰ سورون مین لکھا ہے) اور حافظ ہی اون
لوگون کا جو اوسکی ناشکر گذاری نہین کرتے (جیسا کہ ۳-۹-۹۴-
سورون مین لکھا ہے) اور بخشنے والا ہی اون لوگون کا جو گناہ
کرتے ہین بشرطیکہ وہ توبہ کرین (جیسا کہ ۲۵-اور ۱۱۰-سورون مین
لکھا ہے) مالکِ روزِ جزا ہے (جیسا کہ ۲-۱۴-۱۹-۱۷-۱۸-۲۲ سورونمین
ہے) اور سلوک کرتا ہے ہر شخص سے موافق اوسکی اعمال کے (جیسا
کہ ۲-۳-۴-۱۰-۲۸-سورون مین ہے) یعنی نیکون کو اور اون کو
جو اوسکی راہ مین جہاد کرکے شہید ہوتے ہین عیش و آرام ابدی
دیگا اور یہہ نعماتِ عقبی بڑی نفاست و لطافت سی بیان کیگئی ہین
اور سب مضامین عالیہ اور استعاراتِ لطیفہ سی مملو ہین (جیسا کہ
۷-۱۳-۱۵-۱۸-۳۲-۳۵-سورون مین لکھا ہے) اور خاص کرکے
(۲۷-۳۹-۴۵-۵۲-۵۵-۵۶-۷۶-۸۸-سورون مین لکھا ہی)
اور گناہگارون اور شریرون کو عذابِ دائمی جہنم مین مبتلا کریگا
جسکی خوف و دہشت خارج از عقل ہے علاوہ وجود ایک خدا کی
یہ بھی لکھا ہے کہ وہ ربّ العالمین ہے (جیسا کہ ۱۵-۱۶-۲۳-۲۹
۴۲ سورون مین لکھا ہے) اور عالم الغیب اور مقتدرِ تقدیرات ہی

(جیساکہ ۱۴-۱۱۴ سورونمین ہے) قرآن مین یہ بھی حکم ہے کہ وجود
ملائکہ کا اعتقاد کرو (جیساکہ ۲-۹۷ سورونمین ہے) لیکن فرشتون کی
اور آنحضرتؐ کی عبادت کرنے کی ممانعت قطعی ہے (جیساکہ ۳-۱۲
سوری مین ہے) اور یہ بھی لکھا ہے کہ شیاطین خلقت سے بنی آدم
کے دشمن ہین (جیساکہ ۲۵-۳۶-۳۹ سورون مین لکھا ہے) او
ہر شخص پاس دو فرشتے ہین جو اوسکے افعال کو دیکھتے رہتے ہین (۳۵
سورہ) اور مسلمانون کو ان امور کے اعتقاد کا بھی حکم ہے کہ اجنہ
ہین اور اونمین سے بعض نیک ہین اور بعض بد اور ملائکہ و شیاطین
مدارج مین مختلف ہین (جیساکہ ۲۶-۵۵ سورون مین ہے) لیکن ان سب
امور سے زیادہ اسکی تاکید ہے کہ آنحضرتؐ کو پیغمبر خدا سمجھو لیکن آپکو
مرتبہ الوہیت اور بنی آدم سے برتر نہ تصور کرو (جیساکہ ۱۷-۲۹
سورونمین ہے) واضح ہو کہ جسطرح لوگون نے ناانصافی سے دفعات مین
اور احکام قرآن پر اعتراضات کیئے ہین اوسی طرح اون مکارم اخلاق
پر نقص کیئے ہین جو اوسمین مندرج ہین حالانکہ اوس کتاب مین
شرابخواری اور لہو ولعب کی بڑی مذمت ہے (۴-۱۷ سورہ ہے)
اور شہوت (۲-سورہ) حرص و غرور (۴-۱۰-۱۸ سوری) تم غیبت و
بدگوئی (۱۰۴ سورہ) طمع (۴-۳۳ سوری) ریاکاری (۴-۱-۲۳-
سورہ ہے) طمع منافع دنیوی (۱۰۰-۱۰۴ سورہ) ان سب افعال و عادات
قبیحہ کی ممانعت کلی ہے بلکہ برخلاف اسکے زکوٰۃ (۲-۳-۲۰-[illegible]-۵۰-۵۵

۹۰- سورے) حقوقِ والدین (۴-۱۷-۲۹-۲۰-۴۶ سورے) عہد و شکر گزاری نعمت
الٰہی (۵ سورہ) ایفائے عہود (۵-۱۶ سورے) صدق و صفائی قلب
(۶-۱۴۱-۳-۲۲-۴۲ سورے) عدل و انصاف (۵-۶ سورے) خصوصاً
نسبت ایتام کی (۱۳-۹۰ سورے) عصمت اور تہذیب کلام میں بھی
(۲۴-۲۵ سورے) رہائی اسیران (۱۳-۹۰ سورے) صبر و شکیبائی
(۴۶-۳-۴۷-۳ سورے) اطاعت (۴ سورے) سخاوت (۲۸ سورہ) عفو
جرایم (۳-۱۶-۴۲-۲۳ سورے) نیکی کی راہ چلنا نہ دنیا کی تعریف
کے لیے بلکہ خوشنودی و رضائے الٰہی کے واسطے (۲۳ سورہ) ان سب
امورِ نیک کی نہایت تاکید ہے سابق میں ذکر ہو چکا ہے کہ قرآن
میں صرف احکامِ ضروریہ مذہب ہی نہیں مندرج ہیں بلکہ قوانینِ ملکی
اہلِ اسلام بھی لکھی ہیں جسطرح توریت میں قواعدِ ملکی یہود مرقوم ہیں
اور عددِ ازواج چار میں منحصر ہے اور ان سے زیادہ عقد کرنا ممنوع
ہے (۴ سورہ) اور رسومِ نکاح بھی مندرج ہیں (۲-۴ سورہ) اور حقوق
زوجیت (جو شوہر و زوجہ دونوں کو لازم ہیں) بھی مقرر ہیں یہاں تک
کہ مدت رضاعت (۲ سورہ) زمانۂ عدہ بعد انتقالِ شوہر (۲ سورہ)
مہر اور نفقۂ زوجہ (۲-۴ سورے) اور احکام نسبت بہ زوج و زوجہ بعد
خلع یا طلاق (۲-۴-۶۵ سورے) یہ سب امور اس کتاب میں مذکور
ہیں وراثت وصیت تولیت معاملات و عہود ان میں سے کوئی چیز آنحضرت
نے نہیں چھوڑی اور سورۂ مذکورہ بالا میں ان سب باتوں کا ذکر ہے

تعہد از ان، شہادت کاذب (۵-۹ سوری) مکر و خدع قضا و اجتہاد میں
(۵ سورہ) فریب (۴ سوری) سرقہ (۵ سوری) قتل انسان (۲-۴-
۶-۵-۴ سوری) قتل رضیع (۶-۱۷ سوری) مناکحت از محرمات شرعیہ
(۴ سورہ) بیحیائی اور زنا (۴-۱۹-۲۴-۲۵ سورہ) ان سب افعال
بد کے عقوبت اور سزا لکھی ہے ان احکام و حدود سے معلوم ہوتا ہی
کہ آن حضرت صرف نبی نہ تھے بلکہ مقنن بھی تھے پس یہ بے تکلف
کہہ سکتے ہین کہ یہ احکام و حدود قبل ہجرت یا رواج شریعت اسلام
جاری نہ تھے بلکہ کہہ سکتے ہین کہ انمین سے بعض احکام تو فتح مکہ تک
نہ جاری ہوے تھے پس قران کی کیفیت ایسی ہے جیسی بیان
کی گئی اور مسلمان اس کتاب کا ایسا پاس و ادب کرتے ہین کہ
عیسائیون مین بہت کم لوگ ہین جو ایسا پاس و لحاظ کتب مقدسہ کا
کرتے ہین اور ان لوگون کے تمام عقاید مذہبی اور قوانین ملکی اور
اخلاق و عادات کا ماخذ یہی کتاب ہی (واضح ہو کہ جو عقیدہ اہل اسلام
نے قرآن سے اخذ کیا ہے اوسکے اصول یہ ہین پہلی اصل یہ ہے
کہ مذہب کی دو قسمین ہین ایمان اور دین خدا اور ملائکہ اور احکام
قرانی اور انبیاء و رسل اور رجعت و قیامت ان سب باتون کا اعتقاد
ایمان مین داخل ہے اور نماز ہای پنجگانہ مع طہارت و وضو اور
صوم زکوۃ حج یہ سب امور دین مین داخل ہین ملت اسلام اور
دین مسیحی مین فرق سمجھنے کے لیے یہ بات ناظرین کے ذہن نشین

ہی کہ مذہب عیسوی کا مدار صرف اصول [illegible] پر ہے اور عیسائی لوگ
انہین عقائد کے پابند ہین اور اون کی نزدیک عقائد مذہبی اور
اخلاق و اعمال ظاہری مین بڑا فرق ہی لکن برخلاف اس کے
اہل اسلام فقط اصول عقائد کی پابندی نہین کرتی بلکہ اون کے
نزدیک احکام و حدود شرع پر بہی عمل فرض ہی اور اون کے
عقیدہ مین اخلاق اور سیاستہ مدن شرع پر مبنی ہین اور ان سب
امور کی تعمیل حسب شرع واجب ہی پس ان لوگون کے نزدیک
محبت و مودت تشریع و توزیع حدیث و روایت انتظام و انصرام ملک
اور حق و دین یہ سب باتین ایک لفظ اسلام مین داخل ہین
منجملہ اور فضائل اور مناقب قران کے جنپر ادمی فخر و مباہات
کرے بجا ہی دو فضیلتین بہت بڑی ہین ایک فضیلت تو یہ ہی کہ
جس مقام پر حقتعالی کا ذکر ہے بڑی عزت و احترام اور عظمت و
ہیبت کی ساتھ ہے اور کسی جگہہ پر اوسکی ذات پاک کی طرف عیوب
اور شہوات انسانی نہین منسوب کیئے ہین دوسرا شرف یہ ہی کہ جملہ
خیالات باطل الفاظ رکیک اور حکایات لغو سے منزہ ہی لیکن افسوس
ہے کہ کتب مسیحیان عیوب و مناقص سے مملو ہین واقع مین قران
ان عیوب صریحہ سی ایسا مبرا ہی کہ ابتدا سے انتہا تک پڑہ جاتے
کہین کسی امر رکیک اور خلاف حیا کا شائبہ بہی نہ پائیگا پس جس مذہب
کی بنا قران پر ہے اوسکا مآل توحید محض و خالص ہے اور کوئی بات

اونمین ایسی نہین جیسی اوسکی اہم عقاید یعنی وحدانیت خدا مین کسی طرح
کا شک وشبہ ہوسکے بعض فرقون کا یہہ قول ہی کہ حق تعالی محض
ایک علتِ عقلی ہے جسکا وجود تمام ممکنات پر مقدم ہے اور اوسنی
چند قواعد مقرر کردیئے ہین کہ اونہین پر انتظام عالم کا مدار ہے
اور اوسی خود کو کچہہ دخل نہین بلکہ وہ تو ایسی مقام پر رہتا ہی کہ وہان
تک کسیکا گذر ممکن نہین لیکن مذہبِ اسلام مین حق تعالی کی ذات
ان نقصون سے بری ہے بلکہ وہ ہمیشہ حاضر و ناظر اور فاعلِ مختار
ہے ایک فضیلت اسلام کی یہ بہی ہے کہ اس مذہب مین حجت و
تکرار کو کچہہ دخل نہین اور چونکہ اسمین کوئی امر مخفی اور خلاف عقل
نہین بلکہ جملہ امور مدلل و مبرہن ہین لہذا لوگون کو کوئی حجت
وتکرار اس مذہب مین نہ رہی بلکہ بیچون وچرا ایک صاف اور ایکرنگ
طریقۂ عبادت اختیار کرلیا حالانکہ اون لوگون پر تعصب ہی اور شہوات
نفسانی کا اسقدر غلبہ تہا کہ از خود رفتہ ہوجاتی تہے اور حق و
باطل مین تمیز نہ کرتے تہے دوسرا شرف اسلام کا یہ ہے کہ اس
مذہب مین اولیا و فقرا و شہدا کی پرستش کرنا باقیاتِ بزرگان سلف
اور اون کی تصویرون کو پوجنا اور ایسی کشف وکرامات کا اعتقاد کرنا
جو انسان کی عقل سے خارج ہین یہ سب امور ممنوع ہین اور ترک
دنیا اور توجہ با مشقت شدید جسمانی یا روحانی بہی ممنوع ہے پس
ان امور سے ثابت ہوتا ہی کہ پہلی آن حضرت صلعم نے سب چیزون کی

حقیقت اور کیفیت بخوبی دریافت کرلی اور اوس زمانہ کی لوگون کے
حالات مین بہی خوب تفحص کرلیا اور یہ بہی بنظر تعمق دیکہ لیا کہ
امور مذہبی موافق عقل ہین یا نہ اور بعد طے کرنے ان سب مراحل کی
قواعد اور احکام شرع جاری کیئے پس کچہ تعجب نہین کہ ایسے
طریقہ معقول وممدوح نی سب سوم بت پرستی خانہ کعبہ سے موقوف
کردیئے قواعد صابئین اور ستارہ پرستان باطل کردیئے اور آتشکدہ ہای
زردشت خاموش کردیئے اب راقم چاہتا ہے کہ چند باتین نسبت
مذہب اسلام من حیث انہ مبنی علے القرآن بیان کرے پس واضح ہو
کہ اہل اسلام نے کسی مذہب وملت کی رسوم وقواعد مین کبہی
دست اندازی نہین کی نہ کبہی کسی مذہب کی لوگونپر ظلم وتعدی کی نہ کبہی
محکمہ انکوزیشن مقرر کیا (یہ محکمہ ملک سپانیہ مین اس واسطے مقرر
کیا گیا تہا کہ لوگون سے مذہب عیسائی بجبر قبول کرایا جاوے)
نہ لوگون سے اپنا مذہب بجبر قبول کرایا اور نہ اونہین اپنے دین
مین لانی کی کبہی کوشش اور جستجو کی البتہ اہل اسلام نے اور مذہب
کے لوگون کو اپنے دین کی طرف دعوت کی لکن کبہی اون سے
اپنا مذہب جبراً قبول نہین کرایا جیسا کہ قرآن مین لکہا ہی کہ مذہب کے
بارے مین جبر نہ کرو تحقیق کہ جو لوگ ایمان لائے ہین اور جو یہود
نصاری اور صابئین ہین اور جو شخص ایمان لایا ہی خدا اور روز
قیامت پر تو سب پائینگی اپنی جزا اپنے پروردگار سے نہ اونپر کوئی خوف

[illegible] دور [illegible] وہابیون سکے [illegible] ان سب امور کی
ہمیشہ مسلمانون کا یہ دستور رہا کہ جس شخص نے انکا مذہب بطیب خاطر
و رغبت قبول کیا اوسکو یہ لوگ مثل اپنے جانا کیے اور اوسکے حقوق کو
اپنے حقوق کی برابر سمجھا کیے اور جن ملکون کو فتح کیا اونہین ظلم و
بربادی اور ستم کی تعدیون سے محفوظ رکھا جاتا بلکہ ابتدائے
خلافت تا زمانۂ آنحضرت جس بادشاہ نے ملک غیر کو فتح کیا وہان کے
باشندون کی آسایش کا کوئی دقیقہ ظاہر وجوہ کا فروگذاشت نہین کیا ملک
[illegible] نے رسم قتل اطفال جو اوس زمانہ میں مروج اور [illegible] کی
[illegible] میں [illegible] موقوف کردیا اور [illegible] کی [illegible]
[illegible] میں سب لوگون کو [illegible]
[illegible] لوگون کو [illegible] شمشیر [illegible] اون کی [illegible]
[illegible] کیا [illegible] آپ [illegible] کرنے [illegible]
[illegible] اور [illegible] لیا اور
تجار کو [illegible] اور [illegible] اور [illegible]
اسی [illegible] سے [illegible] اسلام کو پایا اور مسلمانون
[illegible] معتقد [illegible] کیا جو لوگ اسلام
قبول کرنے پر راضی ہوتے فقط [illegible] یعنی کلمہ طیبہ [illegible] کی
[illegible] سے [illegible] اور فقط یہی ضمانت اون سی
طلب [illegible] اون سے [illegible] کرنے کا یہی اقرار کیا جاتا تھا

جیساکہ

جیسا کہ اکثر لوگ گمان کرتے ہین (۱۹) صحیح ہو کہ یہ امور باعث ترقی اسلام ہوئے اس زمانہ مین بہی بخوبی تفصیل سے دریافت نہین ہو سکتی ہان البتہ یہ ممکن ہی کہ چند باتین ضروری بیان کی جائین پہلی وجہ ترقی اسلام کی یہ ہی کہ عقائد اہل اسلام نسبت جناب باری کی بہت صحیح اور معقول ہین اور ان لوگون کے آداب و اخلاق بہی بہت درست ہین چنانچہ یہہ امور بہ قرآن مین جا بجا مذکور ہین اور چونکہ وہ لوگ جنہین اسلام نے بیشتر رواج پایا تہا بسبب مشارکت و مجانست یہود و نصاریٰ کے مہذب و معقول ہو گئے تہے لہذا عقائد حقہ اسلام کا مقتضی یہ تہا کہ ایسے لوگون کی دلونپر اثر کرین دوسری وجہ ترقی اسلام کی یہ ہے کہ اس مذہب کی قواعد و رسوم اور ملل و مذاہب سے جو اوس زمانہ مین عرب مین رایج تہے ماخوذ ہو کر بطرز معقول جمع کیے گئے تہے تیسرا سبب اس مذہب کی ترقی کا یہ تہا کہ جملہ مقدمات اور معاملات شرعی اور تمام کاروبار زندگی از روی احکام قران تعمیل کیئے جاتے ہین لیکن بعض مورخین نے علاوہ ان تین وجہون سے ایک وجہ ترقی اسلام کی یہ بہی لکہی ہے کہ آنحضرت نے عیاشی اور بدفعلی کی قدغن نہ کی تہی بلکہ ان امور سے چشم پوشی کرتے تہے لیکن جس شخص کے مزاج مین تعصب نہ ہوگا اس قول کو ہرگز نہ تسلیم کریگا اسواسطے کہ

تواریخ وغیرہ کے تتبع سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ آن حضرتؐ نے
اپنی مذہب کی اشتہار اور ترویج کے لیئے اس قسم کی ترغیب
اور تالیف قلوب پر کبھی تکیہ نہین کیا یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ
ان امور (یعنی (عیاشی وغیرہ) کا قیاس قواعد و رسوم نصاریٰ
اور اہل یورپ پر نہین ہو سکتا اسواسطیکہ بعض رسوم ان لوگونکی
نزدیک عیاشی اور بدفعلی مین داخل ہین لیکن وہی رسوم عرب
وغیرہ مین مروّج و ممدوح ہین پس راقم کہتا ہی کہ جس حالت مین
کہ تعدد ازدواج عرب مین رایج تہا تو آن حضرتؐ کی تابعین کو اس
فعل کی کوئی اجازت جدید نہین لی بلکہ معلوم ہوتا ہی کہ انلوگون
نے اس امر (یعنی تعدد ازدواج) مین بڑی احتیاط کی اسواسطے کہ
اوس زمانہ مین ممالک مشرقیہ مین عورت کی بارہ مین ایسی وسعت و
تہی کہ جتنی عقد چاہتے کرسکتی تہی لیکن باوجود اس رسم وسیع
کے آن حضرتؐ نے زنا اور عقد محرّمات شرعیہ کی ممانعت قطعی
کر دی حالانکہ یہ افعال بد جاہل اور وحشی قومون مین اکثر رایج
ہوتے ہین پس ان امور سے یہ نہین ثابت ہوتا کہ معاذ اللہ
ان حضرت بداخلاق یا مکار تہے جو مسلمان بہت
پابند مذہب ہوتے ہین وہ مثل اسٹوئکس کی (یہ ایک فرقہ حکمائی
یونان مین تہا جو مشقت و ریاضت نفس بہت پسند کرتا تہا)
شدید اور سخت ہوتے ہین نہ مانند اپیکیورینس کی (یہ ایک فرقہ

حکماء یونان مین تھا جو عیش و عشرت کو دوست رکھتی تھی) تمام
و عیاشی اور جو شخص قران کو سمجھکر پڑھے گا اوسی معلوم ہو جاویگا
کہ بندون کی نسبت کسقدر تشدد ہے اور کسقدر احتیاط کا حکم
ہے واقع مین یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جو شخص ایک مذہب نو
اور فرقہ جدید کا بانی ہو وہ لوگون کی عیاشی اور بدفعلی سے
چشم پوشی اختیار کرے اور کچھ اعتراض نہ کرے بھلا اس طرح
اوسی ہمیشہ کی لئیے کامیابی کیونکر حاصل ہو سکتی تھی اور اوسکی
مذہب کو ثبات و دوام کیونکر ہو سکتا تھا پس جہان اور اسباب ترقی
اسلام کی ہین وہان تشدد اور پابندی مذہب بھی ایک سبب
اوسکی نشو نما کا تصور کرنا چاہیئی چونکہ ہر مذہب مین قواعد و
رسوم ظاہری (مثل نماز و روزہ) کی صاف اور واضح ہوتی ہین
لہذا اگر لوگون نی ان رسوم کی پابندی اختیار کر لی ہو تو بہتیری
تغافل اور تساہل نہین کرتے بلکہ اکثر انہین بجا لاتی ہین برخلاف
اون احکام کے جو مکارم اخلاق کی بارہ مین ہون کہ اون کے
پابندی مین لوگ غفلت اور کاہلی کرتی ہین مثلاً مدت تک روزی
رکھنا حج کرنا نماز ہای پنجگانہ ہر روز بجا لانا طہارت اور وضو وغیرہ
کرنا ہمیشہ زکوۃ دینا اون نشون سی پرہیز کرنا جو حواس زائل
کر دیتے ہین یہ سب فرائض جنکو منہ قران اہل اسلام کی لئیے سند
اور حجت قاطع ہین اور ان کی مزاولت اور مواظبت سی وہ لوگ

اپنی مذہب کو نہ چھوڑے ایک سبب ترقی اسلام کا یہ بھی ہو سکتا ہی
کہ مسلمانون نی بذریعۂ تجارت قرآن کو اشتہار دیا اسواسطی کہ
جو مسلمان ممالک مشرقیہ مین آ کے بسے اونہون نی یہ کتاب اون
بادشاہون تک پہونچائی جو پیشتر کوئی مذہب خاص نہ رکہتی تہی
چنانچہ باشندگان ملایا اور جزائر ملاکا اون لوگون سی بعنایت
ومحبت پیش آئی بادشاہان ترنٹ و ٹاید ہالی اونکا دین قبول کیا اور
جب قندہار کبھی گجرات اور اور بہت ملکون مین سلاطین مغل کی
سلطنت ہوئی تو اونہون نے لاکھہ لوگ مسلمان کر لیئے جب پرتگیز
ہندوستان مین داخل ہوئے تو اونہون نی مذہب اسلام کو
ملک مین سر سبز پایا باوجودیکہ اوس زمانہ مین عقائد فاسدۂ ہنود
کو بڑا غلبہ تہا چنانچہ لکہا ہی کہ منجملہ راجگان ہندوستان ایک راجہ تہا
کہ اوسکا نام زموڈن تہا اور اوسکا پایۂ تخت کالیکٹ کہلاتا تہا
چہ سو برس قبل داخلۂ پرتگیز مسلمان اس راجہ کی ملک مین داخل
ہوسکتے تہے اور وہ اون لوگون سی بڑی عنایت ومحبت سی پیش
آیا اور اونہین اپنی ملک مین عہدہای جلیل دیئے اور آخر الامر
اونکا مذہب قبول کرلیا اور راجگان ملک مذکور مین آخری راجہ
مرہتا پیرمل نامی ایک عرب کی جہاز پر سوار ہو کر حج خانۂ کعبہ کو گیا
تاکہ باقی ایام زندگی وہان بسر کرے یہ بات قابل لحاظ ہی کہ آنحضرت
کی تشدد وظلم مین لوگون نی ایک غرض خاص سے مبالغہ کیا ہے واقع مین

[illegible]

واقع مین آپ نی بت پرستون اور لا مذہبون کو ان دونون باتون مین
سے ایک بات قبول کرنیکا اختیار دیا تھا یعنی یا مسلمان ہون یا قتل
ہونا قبول کرین باقی رہی یہ چار فرقے یعنی یہود و نصاری و مجوس و
صابئین جنہین قران مین بہ لفظ اہل کتاب تعبیر کیا ہی پس انلوگونکو
آنحضرت نی اپنی مذہب پر رہنے کی اجازت دی مگر اس شرط سے
کہ جزیہ دین اور امور ذلت و تحقیر گوارا کرین لیکن جو حد تشدد و نسبت
کفار کے آنحضرت نی مقرر کردی ہی اوس حد سے اہل اسلام نے
بہت کم تجاوز کیا جو عہد ان لوگون نی کفار سے کیا اکثر اوس کی
پابندی کی حالانکہ مجاہدین اسلام ظالم و جابر تھی لکن بہ نسبت
تابعین پادریان اشام و قسطنطنیہ بہت حلیم و رحیم تھے پس یہ بات
19 سچ ہی کہ اگر بعوض مسلمانون اور ترکون کی بادشاہان مغرب (یعنی
روم و قسطنطنیہ وغیرہ) اقلیم ایشیا مین حکمران ہوتی تو یہ بادشاہ
مسلمانون سے ایسی رعایت نہ کرتی جیسی مسلمانون نی عیسائیون سے
کی اسواسطے کہ اونہون نی (یعنی بادشاہان نصاری مغرب نی) تو اپنی
ہم مذہبون سے جس شخص کو اپنی مسلک کی مخالف جانا اوس پر بڑی بڑی
ظلم و ستم کیے جیسا کہ مسٹر جولڈ صاحب کہتے ہین کہ جیسا جور و ظلم
تابعین پوپ نے اور عیسائیون پر کیا ویسا ظلم و تعدی تو
مسلمانون نے بھی ان لوگون پر نہین کے راقم کہتا ہی کہ جسقدر خون
ریزی عیسائیون نے آپس مین فقط [illegible] اور بڑہانا [illegible]

[illegible]

لڑائیون مین صرف تعصب کی لیتے کی اوسقدر خونریزی تو مسلمانون نے
عیسائیون کی کل لڑائیون مین بہی نہین کی پس مناسب ہی کہ ایسی
متعصبین کی تعصب کا علاج کیا جائے جو کہتی ہین کہ فرقہ اسلام بڑا
بیرحم ہے اسواسطی کہ ان لوگون نے اپنا مذہب اس طرح رواج دیا
کہ عیسائیون کو اختیار دیا کہ یا قتل ہونا قبول کرین یا اپنا مذہب ترک
کردین یہہ قول کسیطرح صحیح نہین بلکہ مجاہدین اسلام عفو و رحم مین
نسبت تابعین پوپ کی ایسی تہی جیسی حواریین مسیح لیکن اتباع پوپ
کا ظلم اور جور اوشم غزوون سی بڑھ گیا تہا راقم کہتا ہی کہ بالفرض
آنحضرت کا مذہب روحانی نہین تاہم موافق عقل اور مفید خلائق
تو ہے اور واقع مین یہ مذہب اون عقائد باطلہ اور اوہام
فاسدہ مین جو اس زمانہ مین عیسائیون مین مروج تہی اور
جنکے سبب مین دین مسیحی کا نام خراب ہو گیا تہا اور لوگون کے
اخلاق بگڑ گئے تہی اسطرح بنا لیا گیا تہا جس طرح کہ ایک شاہراہ
مضبوط ایک دلدل مین سے نکالی جائے اور اسبات مین کسیطرح کا
مبالغہ نہین کہ جب سی مسلمانون نے نشوونما پایا جب فرقہ عیسائی
سے اونہین سابقہ پڑا اوس کی رسوم و عقاید و افعال ایسے
خراب اور لغو پائی کہ اونکی نظرون سے گر گئے یہ امر تو کسیقدر واضح ہی
کہ حضرت موسی فقط بنی اسرائیل کے ہدایت کی لیی مبعوث ہوئے تھے
اور اون کی عصر رسالت مین حق تعالی کو اسقدر اہتمام تہا کہ اسرا

رکہے

کے لیئے کہ کون لوگ اون کی اُمّت مین داخل ہوسکتے ہین ایک
قانون مقرر کیا تھا جسکی رو سے غیر شخصکو اولادِ یعقوب مین داخل ہونا
مشکل ہو گیا تھا اسواسطیکہ اونہین مین اُمّتِ موسی کا انحصار تھا
اور یہ بات بہی کتب منسوبہ بہ حواریّین جنابِ مسیح ؑ سے ظاہر ہوتی
ہے کہ شاگردان مسیح ؑ کو اس بات مین تامل تھا کہ سوا یہود کے
اور فرقون کے لوگ بہی اون کی زمرہ مین داخل ہون اور اون کے
وعظ و نصائح سے مستفید ہون اگرچہ بعد مشورہ کی یہ امر قرار
پایا تھا کہ سب مخالفین دینِ مسیحی کو انجیل سنائی جاوے اور یہ بات تو
خود مورخین عیسائی کی کلام سے مفہوم ہوتی ہے کہ ہنوز مذہب
عیسوی نے دربارِ شاہی مین جلوہ نہ پایا تھا کہ اوسمین وہ صفائی
نہ رہی جو انجیل مین لکہی ہے (یعنی بادشاہ اور اوس کی مصاحبین
نے ایسی حرکتین کین جو سراسر انجیل کے خلاف تہین) اور جو لوگ
یہ مذہب عوام الناس کو تعلیم کرتے تہے اونہین غرور حرص اور
نفسانیت دامنگیر تہی اور اونمین آپسمین نااتفاقی پڑگئی تہی اور
اون کی قلم ایک دوسرے کے مقابلہ مین ایسی روان ہوتی
کہ نہ مرتے جیساکہ مِلمَن کہتی ہین کہ بادشاہ قسطنطین کی عہد سے
بہت پہلے اکثر عیسائیون کی عقاید اور افعال مین ایسی پاکیزگی
اور صداقت نہ رہی تہی جیسی سابق مین تہی اور حالانکہ بادشاہ
مذکور پادریون کو مالا مال کرچکا تھا لیکن پہر بہی اون لوگون نے قناعت

نہ کی اور خطا سمجھے بادشاہی اور عہدہ ہای ملکی کے فراق مین پڑی
پس انجام یہ ہوا کہ دین مسیحی تباہ و برباد ہوگیا یہ حال قوانبیاء
بنی اسرائیل اور حواریئین اور تابعین مسیح ؑ کا تہا اب آنحضرت ؐ کا
حال سنیے کہ سنہ ۶۱۰ء مین آپؐ ممالک شرقیہ مین مبعوث ہوئے
اور وہان مذہب اسلام قایم کیا اور اکثر بلاد و اقالیم ایشیا اور افریقیہ
اور مصر ہی بت پرستی نیست و نابود کردی آور آپؐ ہی کی بدولت
ان سب ملکون مین اب تک ایک خدائی برحق کی عبادت باقی ہے
اور اُن رسولِ عربی نے نعمات دنیا اور عاقبت کی وعدون سے
لاکہا آدمیون کی تالیفِ قلوب کی اور اہل انصاف یقین کرینگے کہ اگر
تابعین آنحضرت ؐ کو آپؐ کی نبیِ صادق اور برحق ہونیکا یقین واثق
نہ ہوتا تو کیا ذکر بلکہ ضرور ہی کہ مشرکِ صاحبِ نظر کو
بہی آنحضرت ؐ کی شریعت موافقِ طبیعت انسانی و رحمتِ ربانی
معلوم ہو اور از بسکہ آپؐ کی شریعت مذہب زردشت سی اولے اور
ملت موسی سے افضل ہے لہذا جا ہی کہ یہ شریعت اسقدر خلاف
عقل نہ معلوم ہو جسقدر کہ وہ اسرار کاذبہ اور اوہام فاسدہ منافی
عقل ہین جو ساتوین صدی عیسوی مین عیسائیون کے اعتقادات
مین داخل تہے اور جنکی سبب سے انجیل کی صداقت پر حرف آگیا تہا
واقع مین قلوب اہل اسلام پر آنحضرت ؐ کی شریعت کا اثر قوی ہے
اور اسکی دلیل قاطع یہ ہی کہ حالانکہ اسلام کو اتنا زمانہ گذرا ہے کہ

بارہ سو

چاہیے تھا کہ مثل اور مذاہب کی اس مذہب مین بھی یہ نقص آجاتا یعنی
مخلوق کو خالق سمجھتا لیکن اس دین کی پیرو اپنی عقیدۂ توحید مین
مستحکم رہے اور اغوائی شیطانی مین نہ آئی اور اپنی معبود برحق کو حواس
ظاہری و باطنی انسانی سی مبرا سمجھے اور تعصب مذہبی اور وساوس
شیطانی سے محفوظ رہی اور معبود حقیقی کی صورت عقلی اور غیر محسوس
کو کسی جسم محسوس سے مشابہ کرکے ذلیل نہین کیا لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ بس یہی عقیدۂ ضامن اسلام کا ہمیشہ سی ہے بعض
لوگ گمان کرتے تھی کہ مذہب قران فقط بزور شمشیر رواج دیا گیا تھا
اور اکثر اشخاص کو اتبک یہی ظن فاسد ہے لیکن راقم کہتا ہی کہ
یہ غلطی عظیم ہے اسواسطی کہ اہل انصاف خالی عن التعصب والاعتساف
اس امر کو بلا حجت و تکرار تسلیم کرلین گی کہ آن حضرت صلعم کی شریعت
ممالک مشرقیہ کے لیئے نعمت عظمی تھی اسواسطی کہ اسی شریعت
کی بدولت اون ملکون مین مظلومون کی خونریزی موقوف ہوکر
اور اس ظلم کے بدلی نماز اور زکوۃ مقرر ہوئی اور اسی کی وسیلہ
سے ہمیشہ کی لڑائی جھگڑی موقوف ہوگئی اور اون کی عوض مین
سخاوت اور اور اخلاق حمیدہ جو ایک شخص کو دوسرے کی
نسبت لازم ہین مروج ہوگئے لہذا ضرور ہے کہ ایسی شریعت کو
لوگون کی تہذیب اور شائستگی پر بھی اثر قوی کیا ہو پس ایسی
شریعت کو کیا ضرورت تھی کہ ایسے قتال اور جدال اور خونریزی سے

رواج دی جاتی ہے۔ اگر حضرت موسیٰ نے بت پرستی دفع کرنے کے لیے
بلا وسوسہ قتل عام کیا پس کیا حماقت اور مضحکہ کی بات ہی کہ ایسی
شریعت کو بعوض تعریف و مدح کے لوگ یہ انعام دین کہ اوسی بدنام
کرین اور ازراہ جہالت و نافہمی اوسی ملزم و مطعون کرین حالانکہ
یہ شریعت منجملہ اون وسائل اور اسباب قویہ کی ہی جو جناب باری نے
اپنی دست قدرت سے درستی آرا و عقائد عباد کی لیے مہیا فرمائی ہین اب
راقم کہتا ہی کہ ممکن نہین کہ یہ سارا باب خواہ اس نظر سے دیکھیے کہ بانی
مذہب اسلام نے کسقدر ترقی کی اور کیا شہرت حاصل کی خواہ اس نظر
سے ملاحظہ کیجیے کہ خود شریعت اسلام نے کیا جلد رواج پایا کہ ان دونون
باتون مین عقل متحیر سے ولچسپ ہو اور ناظرین کی مطبوع خاطر ہو
اور اس بات مین کوئی شک نہین کہ جن لوگون نے مذہب اسلام اور
دین مسیحی کی تحقیق کی ہے اور ان دونون مذہبون کے اوصاف مین
مقابلہ اور محاکمہ کیا ہی اونمین سے ایسے کم ہون گے جو بعض مقامات
پر متعجب اور متحیر نہ ہو گئے ہین اور آخر مجبور ہو کر تسلیم کر لیا ہو کہ ضرور
ہے کہ حق تعالیٰ نے شریعت اسلام بہت سے منافع معقول اور مصالح
نیک کے لیے مقرر کی ہی بلکہ اس بات کا بھی اون لوگون کو وثوق بہم
پہونچا ہوگا کہ اگر اس شریعت سے اور کچھ فایدہ نہین ہوا تو یہ نفع تو ہوا
کہ اس کے وسیلہ سے لاکھا امور نیک ظاہر ہوئی فقط + باب دوم ترکیب

عوام

جو امر آخر باب سابق مین بیان کیا گیا ہی اوسکی صحت دلایل اور
کیفیات مرقومۂ ذیل سے زیادہ تر واضح اور لایح ہو جائیگی راقم گمان
کرتا ہی کہ کبھی کوئی قوم ایسی نہین گذری جسنے علم کو ایسا مستحسن اور ممدوح
سمجھا ہو اور اسقدر اوس کی تعظیم و توقیر کی ہو جسقدر عرب نے کی
چنانچہ ایک شخص شعرا اہل اسلام مین سے کہتا ہی کہ جب مین
کسی عالم کو دیکھتا ہون آرزو کرتا ہون کہ اوسکے قدمون پر گر پڑون
اور اوس کی خاک پا چوم لون مخفی نرہے کہ قران و حدیث دونون
مین اس امر ممدوح یعنی (تعظیم و توقیر علما کی) تاکید ہی چنانچہ آنحضرت
سے روایت ہی کہ مداد قلم عالم اور خون شہید دونون کی ایک قدر و
منزلت ہی دوسری حدیث مین فرماتے ہین کہ بہشت کھلا ہی اوس شخص
کے لیئے جو اپنے بعد اپنا قلم اور روشنائی چھوڑ جاتا ہی یعنی جو شخص خود
علم حاصل کرتا ہے اور اس فعل کے ذریعے سے اپنی اولاد و احفاد کو
تحصیل علم کی ترغیب دیتا ہے تیسری حدیث مین فرماتے ہین
کہ بناء عالم فقط چار چیزون پر ہی عقلا کا علم امرا کا انصاف صلحا کی دعا
اور بہادرون کی شجاعت لیکن علم کی قدر و منزلت کا زیادہ تر یہ سبب ہے
کہ خود جناب باری قران مین فرماتا ہی کہ مال بے قدر اور علم بے بہا ہی
اور خود آنحضرت نے بھی تعریف و ترغیب علم مین بہت مبالغہ
فرمایا ہے اور حضرت علی آپکی داماد فرماتی ہین کہ حق تعالی کا عین
عدل و انصاف ہے کہ ہمین دولت نہ دی اور علم عنایت کیا راقم

کہتا ہی کہ ہر قسم کی دلایل سی ثابت ہوتا ہی کہ جن لوگون نی پہلے
فلسفہ اور اور علوم و فنون کو (جنہین بعض علما نی علوم قدیم
اور علوم جدید مین علاقہ تعبیر کیا ہی) رواج دیا وہ مسلمانان اقلیم
ایشیا اور ملک اسپانیہ تہی اور اس امر مین خلفائی بنی عباس
اور بنی امیہ اون کی معین و متکفل ہوئے اور جو علوم کہ بیشتر
یورپ (یعنی فرنگستان) مین ممالک مشرقیہ سے آئی تہی دوبارہ
اونکا رواج اوس اقلیم مین طبایع عالیہ اہل اسلام کے ذریعہ سی ہوا اور
یہ بات تو بہت مشہور ہی کہ قریب نو سو برس کی عرصہ تک قوم
عرب مین علوم و فنون کی بہت ترقی رہی لیکن برخلاف اسکے ہم لوگون مین
جہالت محض کا غلبہ رہا اور گویا علم ہم مین سی بالکل مفقود ہو گیا
تہا جیسا کہ موسیو صاحب مورخ کہتی ہین کہ مورخین معتمدین علی الاتفاق
کہتے ہین کہ کوئی چیز اسقدر غم انگیز اور لایق افسوس نہین
جسقدر کہ وہ ظلمت جہالت ہی جو دسوین صدی عیسوی مین
تمام ممالک مغربیہ پر چہا گئی تہی اور ادنی ضرر اوس تاریکی کا یہ تہا کہ
علم ادب اور فلسفہ تو بالکل مفقود ہو گیا تہا لہذا اوس زمانہ کو زمانہ
آہنی رومیون کا کہنا چاہیے (زمانہ آہنی سی یہ کنایہ ہے کہ بسبب
جہالت کی خلق و حلم لوگون سے جاتا رہا تہا اور اون کی اخلاق
و عادات مین سختی اور درشتی بڑہ گئی تہی) اور فلسفہ روم فقط
منطق اور معقولات مین منحصر تہا اور انہین علوم کو اہل روم

اہلِ روم کل مایہ وبساطِ عقلِ انسانی سمجھتے تھے یہ امر یقینی ہے کہ حکماء
عرب نے بہت سے مدارس ملکِ اسپانیہ اور اطالیہ مین بنا کیے تھے اور
سینکڑون علمائے محققین اون ملکون مین گئے اور اصول اور قواعد
فلسفہ عربی اخذ کر کے مدارسِ نصاری مین مروج کیے اور اس بات کا
انکار بھی نہین ہو سکتا کہ تمام علومِ طبیعیات و نجوم و ریاضی جو وسطون
صدی سے اقلیم یورپ مین مروج ہوئے مدارسِ عربیہ سے ماخوذ
ہوئے تھے اور خاص کر کے مسلمانانِ اسپانیہ کو فلسفہ یورپ کے
آبا یعنی اصول سمجھنا چاہیئے اور اس زمانہ کے شعرائے یورپ نے
مضامین اور خیالاتِ شعر اہلِ عرب سے اخذ کیے ہین جو منافع
اور فوائد ان لوگون نے (یعنی عرب نے) اور ملکون کی فتح سے
حاصل کیے تھے اونہین ضایع نہین کیا بلکہ اون سے عمدہ نتائج
پیدا کیے اور تھوڑے ہی عرصے مین ایک علیحدہ زبان اور علم
ادب ایجاد کیا اور جب اس سے فارغ ہوئے تو علومِ عقلیہ مین
ایسی جلد ترقی کی کہ اون سے بیشتر کبھی کسی قوم نے نہ کی تھی
آٹھ سے برس کے عرصے مین علوم یونان نے رواج
پایا تھا اور اسیقدر قدر زمانہ مین علما و شعراء روم نے بھی نشو و نما
حاصل کیا تھا اور اسی قدر زمانہ مین اہلِ فرانس نے بھی علم ادب
مین ترقی کی تھی لیکن اعرب کی ذہانت کو دیکھنا چاہیئے کہ ہنوز ڈیڑھ سے
برس بھی ہجرت کو نہ گذرے تھے کہ یہ لوگ علوم مین اور قومون

پر کوئی سبقت لیگئی اور فلسفہ اور نجوم اور علوم و فنون متفرقہ مین کو شایع
اور رایج کیا رومیون اور گوتھہ نے قریب دوسو برس کی عرصہ
مین ملک اسپانیہ کو بالکل فتح کر لیا تہا لیکن عرب کی شجاعت کو
ملاحظہ کیجیے کہ ان لوگون نی فقط بیس برس کے زمانہ مین اوسی
جزیرہ نما (یعنی ملک اسپانیہ) کو مغلوب کر لیا اور کوہ پیرنیز کو
طی کر کے فرانس کے بیچ مین پہونچ گئے اور جسقدر علاقہ
ملک کو فتح کیا اوسی قدر وہان علم کو جلد رواج دیا بنی امیہ نی
کہ ابتدا مین حضرت علی آنحضرت کی چچا زاد بہائی اور خلیفہ
چہارم نے ترقی علوم مین اعانت اور کفالت کی اور عہد معویہ مین
جسکی نسل مین خلافت موروثی ہوگئی تہی عرب نے علوم و فنون
یونانیین جمع کیے اور بعد معویہ کی ابو جعفر منصور جو خاندان
بنی عباس مین سے دوسرا خلیفہ تہا ترقی علوم مین معین اور
متکفل ہوا اور باوجودیکہ خلیفہ مذکور کو دفع غدر و فساد اور فتح
ممالک و بلاد سے مہلت نہ تہی تاہم اوسی ترقی علوم کا شوق
رہا اور اس امر مین صرف اوقات اور مال سے دریغ نہ کیے اور
بغداد کہ علو و رفعت اور کثرت آبادی مین مثل نہین رکھتا اپنا
دار الخلافت قرار دیا جو پانچ سے برس سے زیادہ تک اوس کی
اولاد و احفاد کا پائی تخت رہا ہارون الرشید جسکی شجاعت اور تدبیر
جنگ سی یونانی بہت خائف رہتے تھے اپنے آبا و اجداد سی زیادہ

یورپ مین مشهور رہتا اور خاص کر کے صلاح و سداد خلائق
شوق علوم اور ترقی فنون مین خلیفه موصوف نے اوس ملک مین
بڑا نام پیدا کیا تہا اور یه خلیفه اور شارلمین بادشاہ یورپ مین
بڑی محبت اور تپاک اور نامه و پیام رہتا تہا بادشاہ موصوف بہی
بڑا محقق مدقق اور شائق اور معین علم تہا اور اون جاہل اور
وحشی قومون مین جو اوس کے ملک کی قریب رہتی تہین اپنی نئی نئی
علوم و فنون رواج دیئے تہے لکن ماموں الرشید پسر خلیفه موصوف
نے کتب خانه عربی کی بنا ڈالی اور اس امر کی تعریف کا وہی مستحق ہوا
سیکڑون اونٹ کتابون سے لدے ہوئے اوسکی دار الخلافت مین
ہمیشه آتے دکہائی دیتے تہے اور عرصه قلیل مین سوہیل سے اصفہان
تک دولت علم پہیلگئی اور بغداد کوفه بصره قاہره فیض مراکو کارڈو
گرانا ڈا والینشیا اور سویل ان سب بلاد مین فصاحت علمی اور طلا
لسانی عام ہوگئی اور بلاد مغربی مین فلسفه بہی بہت جلد رائج ہو گیا
تہا خاص کر کے فلسفه ارسطو جسے عرب مثل خدا کی مانتے تہے الغرض
ان سب خلفا کی عہد مین علم نے بڑی ترقی کی اور خوب رواج پایا اور کتب خانه
عربی مین علوم یونان اور روم گویا از سر نو زنده ہوگئے اور
شعر و سخن کا بہی بہت چرچا ہوا اور اگرچه اشعار فقط نصیحت آمیز
اور عاشقانه ہوتے تہے تاہم بہت خوبصورتی کے ساته نظم
کیئے جاتے تہے اور نثر مقفی بہی مستعمل تہی لیکن اسطرح سے نوین صدی

چودھوین صدی عیسوی تک نور علم مدارس عربی سے ساطع و
لامع رہا بعد خلفاے عباسیہ کی عبد الرحمن والیان ملک
اسپانیہ ترقی علوم مین شہرہ آفاق ہوئے احکام مذکورین ایک شخص
عبد الرحمن نامی کی نسل سے تھے جس نی سنہ ۷۴۹ء مین سلطنت
بنی امیہ ملک مذکور مین قایم کی تھی اُن مین سے تیسرا اور آخری
حاکم عبد الرحمن سب سے زیادہ ترذی اقتدار تھا اور آٹھوان
خلیفہ تھا اور بیشتر اسی نی خطاب امیر المومنین حاصل کیا تھا اُس
خلیفہ کے عہد مین بعض بلاد نے ایسی قوت پکڑلی کہ غدر وفساد
کا خوف ہوا اور آخر عرصہ قلیل مین خاندان خلفاے بنی امیہ کو غارت
کردیا اُس غدر کے دفع کرنے کی لیئے خلیفہ موصوف کو عقل آزمائی
اور جرات نمائی کرنی پڑی لکن حتے الامکان ترقی علوم مین
ہر وقت مستعد رہا اُس خلیفہ نے دسوین صدی عیسوی مین
پچاس برس سے زیادہ خلافت کی اور اوس زمانہ مین اہل یورپ
اپنی علوم سے تو بے بھرہ ہو گئی تھی لکن اوس خلیفہ کی زبان
مین بڑی ترقی کی تھی اور اسی خلیفہ کے عہد مین ہم لوگون کی
ظلمت جہالت پر شعاع نور علم پڑی مدارس بخارا و بغداد وغیرہ
اگرچہ بہت مشہور تھے لکن اسقدر دور تھے کہ سیاحان اور طالبعلمان
یورپ کو وہان تک جانے کی دسترس نہ پڑتی تھی اور اگر خلیفہ مذکور
کی اعانت وکفالت سے ملک اسپانیہ مین مدارس نہ جاری ہوتی تو

نہ علوم عربیہ اچھی طرح نہ محسوس ہوتی ملکہ بالکل مفقود ہو جاتے
واقع مین عبد الرحمن بڑا مرقع علم تھا اور شان و شوکت محکمہ جات
شاہی اور حسن عمارات مکانات سلطانی اور عمدگی باغات مین اگر
اور بادشاہان ممالک مغربیہ سے بڑھ کر نہ تھا تو کم بھی نہ تھا اور
اس خلیفہ نے ایک شہر مسمی بہ زہرہ جسمین ایک باغ کاخ سلطانی
بھی تھی شہر کارڈووا سے تین میل کے فاصلہ پر پچیس برس کے
عرصے مین چھ لاکھ روپیہ لگا کر بنایا تھا اور اوس کی محلسرا مین
چھ ہزار سے زیادہ خواصین اور کنیزین اور غلام وغیرہ تھی اور اوس
کے ہمراہیان شکار ایک فوج تھا بارہ ہزار سوار کی تھی اب اس
مقام پر راقم اصل مطلب چھوڑ کر ایک اعتراض نسبت خلیفہ عمر کے
بیان کرتا ہے اور اوسکا جواب بھی عرض کرتا ہی وہ اعتراض یہ ہے
کہ سنہ ۶۴۱ء مین خلیفہ مذکور نے اپنی نایب عمرو کو حکم کیا کہ کتب خانہ
اسکندریہ تباہ کر دیے اور اوس کی کتابون کو بعوض ہیزم غسل
اوس شہر کے حمامون مین جلوا دیے راقم معارضہ کرتا ہی کہ
یہ کوئی اعتراض معقول نہین اسواسطیکہ یہ بات طشت از بام افتادہ
ہے کہ جولیس قیصر روم کی لڑائی مین کتب خانہ بطلیموس جسمین
چار یا سات لاکھ جلد تھی جلا دیا گیا تھا علاوہ اس جواب کی اور بہت
سے جوابات اس بہتان کے متعلق ہین جسکو مورخین انگریز نے کئی
مرات بیان کیا ہے اور ان جوابات سے ثابت ہو چکا کہ بالکل تہمت

المطلع ہے اصل سے یہ ہے پہلا جواب یہ ہی کہ واقع مین ایسی فعل کے ارتکاب
ہی ممانعت شریعت آن حضرتؐ لازم آتی تہی اسواسطے کہ بلکہ آپؐ نے حکم
قطعی فرمایا ہے کہ کتب مذہبی یہود و نصاری جو بذریعہ فتح کے ہاتھ
مین ہرگز برباد نہ کیجایئن ہان البتہ کتب علوم باطلہ مثلاً مثل تاریخ شعر
حکمت وغیرہ کی بابت مین مومنین کو اختیار رہے جب لچ لچ اپنا فایدہ
دیکھین واسطے اونکے استعمال مین لائین دوسرا جواب یہ ہے کہ ابو الفرج جسکی
کتاب مسمی بہ تاریخ المختصر الخلفاء سے یہ اعتراض نقل کیا گیا ہے چھ سو برس
بعد اس واقعہ کے گذرا تہا لیکن اگر یہ امر واقع ہوا ہوتا تو مؤرخین
عیسائی اور اہل مصر جو ابو الفرج سے کہین پیشتر تھے
کیون اس امر مین ساکت رہتے تیسرا جواب یہ ہی کہ گرانٹ ایکس جسنی
کتب خانہ اسکندریہ کی بابت مین بڑی تحقیق و تفتیش کی کی تہی اس
قصہ کو فقط کہانی یعنی دروغ ٹھہراتا ہے اسواسطے کہ جو کنز کتب خانہ اسکندریہ
کے پرانی تدبیر الی اور بڑے سی بڑے تہے وہ بہی تو جو تہی ہی صدی عیسوی
سے پیشتر نہ تہی تعجب کا مقام تو یہ ہے کہ مؤرخین حال بہی ہی ابہی تک اسے
قصہ کو بار بار بیان کرتے ہین اسواسطے کہ گبن صاحب مؤرخ اس واقعہ
مین شک رکہتے ہین بدینوجہ کہ اولاً تو یہ ماجرا خود یقینی نہین ثانیاً
اوس زمانہ کی کسی مؤرخ عیسائی یا مسلمان کی کلام سے اس کی سند
نہین ملتی مؤرخ موصوف کہتے ہین کہ فرض کیجیے کہ کہ ایک بڑا انبار
دلائین اور مباحث مذہبیہ کا واقعی ان حماموں مین جلا ڈالا گیا تہا تاہم

امید ہی کہ حکیم منصف کہی کہ خیر کیا مضایقہ آخر یہ کتب خانہ آدمی ہی
کے کام آیا راقم کہتا ہی کہ فرض کیجئی کہ یہ بات صحیح ہے کہ مسلمانون
نے کتب خانہ اسکندریہ جلا ڈالا لیکن یہ الزام اون کی نسبت وہ لوگ
کیونکر کر سکتے ہین جنکی روبرو فرنمانس پادری نی تمام کتب عرب قواریخ
وطب وزراعت باین حیلہ جلوا دیں کہ یہ سب قران ہین اور اونلوگون
نے اس فعل ناشایستہ کی کچہ مزاحمت نہ کی اور اسیطرحسی بارگاہ سلطانی
منتمے بسمر پیلیس (یعنی گرمی کا مکان) اور اور عمارات اور اور تواریخ
چین بہی عیسائیون نے جلوا دیے اب راقم پہر اصل مطلب
عرض کرتا ہی تاکہ واضح ہو کہ جسقدر احسانات بیان ہوئے اونسی
بہی زیادہ تر اہل اسلام کے احسانات یورپ پر ہین اسواسطے کہ
قطع نظر اسکے کہ مسلمانون سی جہاد کرنے مین ایک فایدہ ہملوگون کو
یہ ہوا کہ آپس کے لڑائی جھگڑے مٹ گئی اور وہ غدر و دنگا اور
بدانتظامی جاتی رہی جسکے دفع ہونے سے ہملوگ بادشاہون اور
امیرون کی ظلم و تعدی سے بچ گئی اور ہماری آزادی کی بنا مستحکم
قایم ہوئی ہملوگون کو یہ احسانات بہی اہل اسلام کے فراموش نہ کرنی
چاہیئن کہ انہین لوگون نے اکثر حکمائے یونان کی کتب کے
اوس زمانہ مین حفاظت و حراست کی جبکہ ظلمت جہالت نی ہمارے
ملک کو احاطہ کرلیا تہا اور انہین لوگون نے علوم قدیم اور علوم جدید
مین ربط اور علاقہ پیدا کیا اور انہین نے بڑے جد و جہد سی بعض

عمدہ ترین علوم و فنون مثلِ ریاضی و طب وغیرہ رواج دیئے ملک آسیانہ
سسیلیہ اور کینیفوا اوس زمانہ مین جہانِ علم تہے اور مصنفاتِ ابو علی سینا
اور حکماے اسلام کے مطالعہ سی سرگشتگان وادی جہالت نی علم کی راہ
پائی اہلِ اسلام کو علمِ جغرافیہ سے ایسا شوق تہا اور ایسی مہارت بہم پہونچائی
تہی کہ افریقیہ کی صحراؤن مین سلطنتین بنا کی تہین اور ان لوگون نے
ہمیشہ علم کی قدر و منزلت کی اور یہ امر فقط اوسی زمانہ مین نہ تہا جب کہ
انہون نے علوم مین ترقی کی تہی بلکہ ابتداء اسلام سے یہی کیفیت رہی
چنانچہ خود آنحضرت صلعم فرماتے ہین کہ دل بغیر علم کے ایسا ہی جیسا جسم
بغیر روح کے اور یہ بہی ارشاد کرتے ہین کہ عزت دولت مین نہین
بلکہ علم مین ہے اور آپ نے اپنی امت سے فرمایا ہے کہ تلاش علم
بعید ترین طبقات زمین مین کرو واضح ہو کہ بڑی مدت تک خلافتِ
آنحضرت ایک خاندانِ شاہی مین رہی اور اوس خاندان کے خلفا اون
سلاطین کے ہم مرتبہ تہے جو بڑے ذیعلم اور بڑی لیاقت ہوتے ہین
اور اونہون نے اختلافاتِ مذہبی کا لحاظ نہین کیا چنانچہ خلیفہ مامون
نے ایک شخصِ عیسائی مسیحی بہ موسل کے بارہ مین کہا کہ مین اس مرد
عالم کو دوست رکہتا ہون نہ اسواسطے کہ امور مذہبی مین میرا ہادی ہو
بلکہ اس لیئے کہ علوم و فنون مین میرا معلّم ہو حالانکہ لوگون نے
خلیفہ موصوف پر یہ الزام کیا کہ نصرانی مذکور کو مدرسہ دمشق کا مدرس
اعلی مقرر کیا ہے راقم کہتا ہے کہ کون شخص ایسا ہے کہ جسنے اوس جنگ

آخری پتا تک اوراقِ شعو میں نہیں کیا جس زوال سے سلطنتِ اسلام
ملکِ اسپانیہ سے جاتی رہی اور کون شخص ایسا ہی جسکا دل اوس قوم
شجاع اور سخی (یعنی اہل اسلام) کی جوشِ مدح و تعریف سے امنڈ نہ آیا ہو
جس قوم کے بارے میں مورخینِ مخالفین بھی اعتراف کرتے ہیں کہ
آٹھ سو برس سلطنت کی لیکن اس عرصۂ دراز میں کبھی کسی پر ظلم نہیں
کیا اور ایک قطرۂ خونِ ناحق بھی نہیں بہایا اور کون شخص عیسائیوں
میں سے اس امر کی دیکھنے سے شرمندہ نہیں ہوا کہ پادری لوگ
اور امراکو اشتعالتے تھے کہ اہل اسلام سے ایسی تعصب اور بیرحمی
سے پیش آئیں کہ کبھی کوئی شخص کسی سے نہ پیش آیا ہو حالانکہ
مسلمانوں نے عیسائیوں سے انسانیت کی تھی اور اون کی حفاظت
اور حراست کی تھی اور کون شخص پادریِ زمنیس کی اس حرکتِ ناشایستہ
اور تعصبانہ سے سرور گریبانِ خجالت نہیں ہوا کہ اوسنے کتبِ
حکماء و شعراء و ریاضیین شہر کا ڈوا جلوا دیں حالانکہ یہ کتب
بادشاہانِ جلیل الشانِ اسلام نے سات سو برس کی عرصے میں جمع
کی تھیں اور یہی کتابیں اون کی علوم کی مایہ و انبساط تھیں تاریخ
سے ہو کہ ملوگوں کو اسقدر آگاہی کتبِ عربیہ سے بوسیلہ کتب و
تحریرات ابراہیم بن کین صاحب بہم پہونچی مصنف موصوف سنہ ۱۲۱۴ع
میں پیدا ہوے تھے اور ممالکِ مشرقیہ کی زبانوں سے واقف تھے
چنانچہ اونھوں نے ثابت بن ابو القرہ اور اور شعراء و مصنفین عرب کے

عبارت اپنی تصنیفات مین نقل کیئے ہین اور مصنفین موصوف
مصنفین عرب سے بہی اوسیقدر واقف تہی جسقدر کہ مولفین یونان
اور روم سے آگاہ تہی اور خاص کر کے ابو علی سینا کو بخوبی جانتی تہی
جسکی وہ رئیس اور سلطان فلسفہ کہتے ہین یہ سب جانتی ہین کہ ہمارے
افضل الحکما ربیکن صاحب نے اصول اولیہ اپنے فلسفہ عملی کے اپنے
ہمنام راجر بیکن صاحب سی اخذ کیئی پس یہ بات بلانزاع ثابت ہوتی
ہے کہ طریقہ فلسفہ بیکن صاحب اولاد اسمعیل یعنی عرب اور اتباع
محمد صلعم سے ماخوذ ہوا ہے بعض اشخاص ازراہ نادانی کہتے ہین کہ
اسی زمانہ مین دین اسلام علوم و فنون کا دشمن ہے اس قول
باطل کے جواب مین بعض اشخاص کہتی ہین کہ اہل اسلام نی تو ہم لوگون
سے بھی زیادہ علوم مین ترقی کی ہے اور تحصیل علم کو فرائض
ضروریہ مذہب مین داخل کیا ہے اور انلوگون کے نزدیک واجب
ہے کہ اطفال پانچ برس کی سن مین مدرسہ بھیجے جائین اور
بادشاہ کو فرض ہی کہ اپنی رعایا کو تعلیم دے تاکہ وہ احکام ضروریہ
دین سمجھہ سکین اور والدین پر فرض ہے کہ اپنی اولاد کو وہ باتین
سکہائین جنسے وہ اپنی معاش حاصل کر سکین اور ہر طالب علم کو
کوئی ہنر دستی بھی سکہایا جاتا ہے چنانچہ بعض طلبہ اسی طرح اپنی معاش
حاصل کرتے ہین لکن بادشاہان اسلام کو امر تعلیم مین کچھ فکر و
تردد نہین کرنا پڑتا تہا اسواسطے کہ ہر قبیلہ اور ہر خاندان کے لوگ اپنے

لڑکون کو

لڑکوں کو اپنے صرف سے پڑھواتی ہیں چنانچہ قسطنطنیہ میں اکثر ایسا
ہوتا ہے کہ بعض محلوں میں آگ لگجاتی ہے اور مکانات جل جاتے
ہیں تو رعایا کو اپنی طرف سے از سر نو مدرسہ کی تعمیر کرنی پڑتی تھی لیکن
مسجد از سر نو نہیں تعمیر کی جاتی جبتک کہ پاسرکار نے جو اوقاف مسجد کا
خرچ مقرر کیا ہے اوسمیں سے کچھ نہ ملے یا کوئی شخص خاص اپنے پاس سے
بنوادے ۔ بعض اشخاص کہتے ہیں کہ آجکل ترکستان (یعنی مملکت سلطان
روم) ملک بے قانون ہے لیکن اگر غور کیجیے تو یہ قول بھی بالکل
غلط ہے اسواسطے کہ ساری دنیا میں فقط ترکستان ہی ایسا ملک ہے
جسکا بادشاہ غصب و حقوق رعایا کا درپے نہیں رہتا بلکہ برخلاف اسکی
اون کی حقوق رسانی میں مصروف رہتا ہے اور سلطان روم کو
یہ اختیار نہیں کہ رعایا پر ٹکٹ باندھے یا قانون بنالے یا اور کسی
بادشاہ سے لڑنیکا قصد کرے یا کسی شخص سے کچھ قرض لے راقم کہتا ہے
کہ اگر قوانین شریعت اسلام یورپ کے کسی ملک میں جاری کیے جائیں
تو وہاں کے لوگ اونہیں بہت مستحسن سمجھیں اسواسطیکہ ان قوانین
سے اون کی آزادی اور رفاہ متصور ہے لیکن ان قواعد کی تعمیل
اون ملکوں میں غیر ممکن ہے اگر اہل اسلام کی معرکہای جنگ کو پوچھیے
تو اسمیں شک نہیں کہ ان کی شجاعت اور مردانگی سے زیادہ کسی قوم
کی بہادری اور کارنمائی درج تاریخ نہیں بھلا اس سے عجیبتر کیا بات
ہوگی کہ مسلمانوں کی سلطنت آب نائی جبرالٹر سے ہندوستان تک

(کہ برسون کی راہ ہے) قایم ہوگئی سبحان اللہ کیا شجاعت اور جرأت آزمایان ہی کہ ایک طرف ترک اور ایک طرف تاتاری اپنے پیغمبر کی شان و شوکت اور نام آوری مین بجان و دل مصروف ہین اگر ممکن ہو تو سلاطین نصاریٰ مین سے بہی کسی بادشاہ کا نام لیجیے جو صلاح الدین تیمور لنگ اموورت بجازت محمد ثانی اور سلیمان کے ہمپایہ ہو سکی کیا یہ غلط ہے کہ مسلمانون نے دین مسیحی کو کوہ پرینز سے آگے نہ بڑہنے دیا اون لوگون نے ملک اطالیہ پر حملہ نہین کیا اور ملک فرانسیس کی بیچون بیچ مین نہین پہونچ گئے کیا یہ بہی جہوٹ ہے کہ ترکون نے حدود ملک جرمن اور خلیج وینس تک فتح کر لیا تہا کیا یہ بہی جہوٹ ہے کہ تمام بادشاہان نصاریٰ نے ایکا کیا اور مسلمانون سے جہاد کرنے پر مستعد ہوئے اور پادریان روم نے اس مہم کے سر کرنے کے لیئے اسقدر فوج اور روپیہ دیا کہ جہادیان اور خزانی خالی ہوگئے اور یہ افواج قاہرہ مثل اوس بحر مواج کے تہین جسکی موجین مغرب سی مشرق تک جاتی ہین لیکن جب یہ فوج قہار لشکر جرار اسلام کے مقابلہ مین آئی تو اسطرح شکست ہوگئی کہ جس طرح کوئی جہاز بڑے سخت پتہر سے ٹکرا کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائی اس فرقہ جرار کی فتوحات بحری فتوحات بری سے بہی زیادہ تر حیرت افزا ہین آنحضرت ص کے زمانہ مین سمندر مین عرب کا ایسا خوف تہا کہ آپ نے فرمایا کہ اس بحر عظیم کا سم حایل ہونا مسلمانون کے لیئے

حج نہ کر سکا مذہبی قوت سے ایک قرن بھی نہ گذرا تھا کہ رایت ظفر آیت
اہل اسلام بحیرۂ روم مین لہراتا نظر آیا اور آخر الامر ان لوگون نے
جزیرۂ کریٹ اور اور جزائر یونان فتح کر لیئے جزیرۂ سسلی مسلمانان
افریقیہ شمالی کا شکار ہوا اور انہین لوگون نے جزائر کارسکا اور
سارڈینیا مین بستیان بسائین اور ان پر اونکا قبضہ ہمیشہ رہا مدت
مدید تک ان لوگون کا قبضہ بحیرۂ روم پر رہا اور خواہ بغرض تجارت
خواہ بغرض جنگ بحیرۂ مذکورہ کو اپنی قبضہ سے نہ نکلنے دیا
اور ان لوگون کی بعض جہاز بھی بہت بڑے تیار کیئے تھے چنانچہ قریب
۹۵۰ء کی عبد الرحمن نے جو مسلمانون کیطرف سے اکثر بلاد اسپانیہ
کا حاکم تھا اتنا بڑا جہاز تیار کیا تھا کہ ویسا جہاز اون اطراف مین
کبھی نہ دیکھا گیا تھا اور بہت سا اسباب تجارت اوس جہاز پر بار
کرا کے بلاد مشرقیہ مین بھیجنے کے لیئے بھیجا تھا اتفاقاً راہ مین اس
جہاز کو ایک اور جہاز ملا جسپر امیر جزیرہ سسلی نے تحفے
والی بعض بلاد افریقیہ کو کچھ چیزین بھیجی تھین عبد الرحمن کے
لوگون نے اوس جہاز کو گرفتار کر لیا اور لوٹ لیا اس حرکت پر
مُعز والی جزیرہ سسلی نے ایک بڑا بیڑا جہازونکا تیار کیا اور اس
بیڑے کے لوگون نے ایک جہاز اسپانیہ کا گرفتار کر لیا جسپر بہت
اسباب قیمتی اسکندریہ سے خاص عبد الرحمن کی لیئے بھیجا گیا تھا
اکثر مسلمانون نے بڑے بڑے جہاز تیار کیئے ہین چنانچہ بعض

مورخین کہتے ہین کہ گمان غالب ہے کہ انہین جہازون کی دیکھا دیکھی
نصاریٰ اسپانیہ نے بھی بڑے بڑے جہاز تیار کیے اور انہین استعمال
مین لائے اور فلپ ثانی کے عہد مین اہل اسپانیہ انھین جہازون
کے لیے مشہور تھے اور اس بادشاہ نے ایک بڑا بیڑا جہازون کا
انگریزون کے مقابلہ کو بھیجا تھا اور اوسکا نام فوج منصور رکھا
تھا اور اوس کے جہاز انگریزون کے جہازون سے بھی بہت بڑے تھے راقم کہتا ہے کہ
جن مورخین عیسائی نے ہندوستان کی تاریخ لکھی ہے اون سے
زیادہ کسی نے مسلمانون کے بارے مین بے انصافی نہین کی ہے
چنانچہ یہ مورخین متعصبین کہتے ہین کہ جسقدر اٹھارھوین صدی مین
انگریزون نے بعد فتح ہندوستان وہان کے لوگون سے ظلم و ستم کیا
اوسی قدر چودھوین صدی عیسوی مین سلاطین مغلیہ نے اونپر ظلم و تعدی
کی راقم کہتا ہے کہ اگر ان مورخین کی نیت اچھی ہوتی (اپنے
آپ تعصب نکرتے) تو اون کو لازم تھا کہ امور مرقومۂ ذیل مین
اہل اسلام اور عیسائیون مین مقابلہ کرتے تاکہ معلوم ہو جاتا کہ کسنے
رحم کیا اور کسنے ظلم امر اول مسلمانون کا حملہ ہندوستان پر اور
نارمن کا حملہ انگلستان پر امر دوم سلاطین اسلام کے افعال و عادات
اور اون کے معاصرین بادشاہان ممالک مغربیہ یعنی یورپ کی افعال
و عادات امر سوم بادشاہان اسلام کی جنگ چودھوین صدی مین
اور ہماری (یعنی انگریزون کی) لڑائیان اہل فرانس سے اور ہمارے

جہاد

جہاد مسلمانوں سے امر چہارم مسلمانوں کی فتح سے ہندوؤں کی چال چلن پر
کیا اثر پیدا ہوا اور نارمن کی فتح سے انگریزوں کے اوضاع و اطوار
پر کیا اثر ہوا کہ اوس زمانہ میں (جب نارمن نے انگلستان کو فتح کیا
تھا) یہ حال تھا کہ اگر کسی شخص کو لفظ انگریز سے خطاب کریں تو برا آتا
تھا اور اسے اپنی ذلت سمجھتا تھا اور جو لوگ عدل و انصاف کے لیے مقرر
کیے گئے تھے وہی معدن ظلم و جور تھے اور جن حکام کا یہ کام تھا کہ انصاف
سے فیصلہ کریں وہی بڑے ظالم اور طماع تھے اور امرا کے دلوں میں
آتش طمع زر ایسی مشتعل تھی کہ اونہیں صرف اس سے غرض تھی کہ
کسی طرح روپیہ ملے چاہے کسی پر کیسا ہی جبر ہو اور عیاشی ایسی +
بڑھ گئی تھی کہ ایک شاہزادی اسکاٹلنڈ نے مجبور ہوکر لباس راہبانہ اختیار
کیا تاکہ ہتک آبرو سے بچ جائے حالی کہتے ہیں کہ تاریخ سلاطین ہندوستان
ایسے ظلم و ستم سے مملو ہے جنکو سنکے سخت افسوس ہوتا ہے لیکن راقم کہتا ہے
کہ ان سلاطین نے تو ایسے ظلم نہیں کیے جیسے کہ اونکے معاصرین بادشاہان
نصاریٰ نے کیے اسواسطے کہ جب آخر صدی یازدہم عیسوی میں مجاہدین
نصاریٰ نے بسرداری گاڈفری بولن بیت المقدس پر حملہ کیا تو مسلمان
بجمعیت چالیس ہزار قلعہ بند ہوئے اور جب عیسائی قلعہ میں در آئے
تو سب مسلمانوں کو بلا تخصیص تہ تیغ کیا اور نہ ہتھیار بہادروں کو بچا سکے
نہ اطاعت نامردوں کو پناہ دے سکی اور صغیر و کبیر عورت و مرد کسی پر
رحم نہ کیا اور اونہیں تلوار سے شیر خواروں کو بھی مارا بلکہ اونکی

ماؤن کو قتل کیا تہا کہ جہان بیت المقدس مین لاشون کی انبار لگی تہی
اور ہر گہر سے آواز دریغ والم اور صدای حسرت و حیرت بلند تہی لیکن جب دوسری
لڑائی مین سلطان صلاح الدین بادشاہ شام و مصر نے بیت المقدس
پہر لیا اور محصورین قلعہ نے اوسکی اطاعت قبول کر لی تو اوسنے
اونہین قتل نہ کیا اور ساتہ ہر ان نصاری پر بڑی مہربانی کی اور اونمین
سے جو لوگ غریب تہی اونہین بے کچہ لیے رہا کر دیا آس سلطان نیکنام
کے نام کو آگے بہلا فلپ بادشاہ فرانس کے حیلون کو اور خود بادشاہ
رچارڈ کے نام کو کب رونق ہو سکتی ہے یہ بادشاہ علم ادب سے
تو کم ماہر تہا لیکن علوم عقلیہ سے بخوبی واقف تہا اور اسنے ہمیشہ یہانتک
کہ زمانہ جنگ مین بہی علما و فضلا کی تعظیم و تکریم کی اور خود تو ایسا
پرہیزگار تہا جیسی فقیر ہوتی ہین لیکن لوگون سے رعایت اور سخاوت
کی انتہا نہ تہی اور حلم اور اور اوصاف حمیدہ اوسمین جمع تہے اور اوسکے
افعال و عادات ایسے نیک تہے کہ اگر اوسکے رقیب ونکا تتبع کرتے تو
اون کے حق مین اولی و انسب ہوتا بلکہ اوس شخصکو بہی اوسکی عادات اختیار
کرنے مین کچہ عیب نہین جو زہد و تقوی عیسوی کی ہوس رکہتا ہو
واقع مین سلطان موصوف بڑا سخی اور عقیل تہا اور تہوڑے ہی
دن بعد مصالحہ اہل اسلام اور نصاری کے دمشق مین مر گیا اور
وصیت کر گیا کہ میری مال مین سے غربا کو خیرات دینا اور اسمین یہود و نصاری اور
مسلمان مین امتیاز نہ کرنا بس راقم کہتا ہے کہ کون شخص ایسا ہے جسنے اوس جنگ +

[illegible]

اس بادشاہِ اسلام اور رچارڈ بادشاہ عیسائی مین فرق ملاحظہ کیجئے
یہ مرد عیسائی (یعنی رچارڈ اول) ایسا بادشاہ تہا کہ جسنے اپنی شان و
شوکت اسطرح بناہی تہی کہ لاکہا روپیہ رعایا سے جبر سے لیتا تہا
اور حریص ایسا تہا کہ کسیطرح تسکین نہ ہوتی تہی اور ایسا مغلوب الشہوۃ
تہا کہ ضبط نہ کرسکتا تہا اور اپنی شاہزادی حسینہ برینگیریا دختر
سینیکو شاہِ نوبرا کو چہوڑ دیا تہا اور ایسی فعل شنیع کا مرتکب ہوا تہا
کہ زبان پر نہین آسکتا پس ایک راہب نصرانی نے بادشاہِ مذکور
پر اس فعل شنیع کی ملامت کی اور اوسکو خدا کی قسم دی کہ بربادی
سدوم کا (قریہ حضرت لوطؑ) خیال کر اور اس فعل قبیح سے باز آ
پس حق تو یہ ہے کہ اکثر سلاطین اسلام نیک اور متصف باوصاف
حمیدہ تھے اور سلطان محمود غزنوی کے دانائی اور چالاکی بہادری
اور ترقی علوم شہرۂ آفاق ہے اور اس بادشاہ نے اشخاص ذی علم
اور ذی لیاقت سے ایسے سلوک کیے کہ جسقدر اوسکی دار السلطنت
مین علما و فضلا کا اجتماع تہا اوسقدر کسی بادشاہِ ایشیا کی پایہ تخت
مین کبہی نہین ہوا اور اگرچہ یہ بادشاہ تحصیل مال مین بے قید تہا تاہم
جیسا سمجہا اوسنے روپیہ صرف کیا ویسا کسی بادشاہ نے نہین کیا
محمود کی چار جانشین ایک دوسرے کے بعد ہوئے اور یہ چارون
بادشاہ ترقی علوم مین بہت سرگرم رہے اور رعایا بہی ان سے
بہت راضی رہی پس اب راقم پوچہتا ہے کہ جو باتین محمود کی نسبت

بیان کی گئین وہ امور اوسکی معاصرین یعنی ولیم نارمن اور اوسکے
جانشینون کی بارے مین بہی کہہ سکتی ہین اب راقم اور سلاطین
اسلام اور بادشاہان نصاری مین مقابلہ اور محاکمہ کرتا ہے اسپین
واضح ہو کہ جب سنہ [illegible] ع مین لوئی ہفتم شاہ فرانس نے شہر
وٹری فتح کیا تو اوسمین آگ لگادینی کا حکم کیا اور اس ظلم سے
تیرہ ہزار آدمی جلکر مرگئے اور بادشاہ اسٹیفن کے عہد مین انگلستان مین
ایسی شدید لڑائی ہوئی کہ لوگون نے زراعت کرنی چھوڑدی اور
آلات زراعت یا غارت ہوگئے یا اونکا استعمال ترک ہوگیا اور موجودہ
[illegible] لڑائیون کا شاہ فرانس سے یہ نتیجہ ہوا کہ جملہ
امور مین ایسی خرابی ہوئی کہ کبھی کسی ملک مین یہ کیفیت نہین
ہوئی بعض اشخاص کا قول ہے کہ سلاطین اسلام بڑے ظالم اور
جابر تھے اور اس بات کی سند ایسی معتبر ہے کہ اوسکا انکار نہین ہوسکتا
رہی یہ بات کہ بادشاہان موصوف نیک بہی ایسے تہے کہ حد سے زیادہ
اسکی سند ایسی موثق نہین کہ اوسکا انکار نہ ہوسکے راقم کہتا ہے
کہ صدہا دلیلون سے ثابت ہوتا ہے کہ بادشاہان نصاری جو سلاطین
مذکورین اسلام کے معاصر تھے بڑے ظالم اور جابر تھے لیکن ہم
پوچھتے ہین کہ اون کی نیک اور عادل ہونیکی بہی کوئی دلیل ہے
اب سلاطین اسلام کی کیفیت سنیئے کہ فیروز شاہ سوم نے سنہ ۱۳۵۱ع
مین جلوس کیا اور اکثر خیرین رفاہ خلایق کے لیئے ایسی بنوائین کہ

مشہور آفاق

شہرۂ آفاق ہو گیا چنانچہ پچاس باندھ دریا مین بند ہوائی تاکہ کھیتون
مین پانی بسہولت پہنچا جائے اور چالیس مسجدین پچاس مدرسے
اور کاروان سرائین تیس تالاب ستو شفاخانے ستو حمام اور ایکسو
پچاس پل بنوائے اور علاوہ ان کے اور بہت سی عمارات تفریح
طبع اور نمائش و آرایش کے لیے تعمیر کرائین اور ان سب سے بہتر یہ
کام کیا کہ جمنا سے تا ہانسی و حصار ایک نہر جاری کی بابر بادشاہ
اول خاندان مغل بڑا نیک تھا اور اشرف سلاطین سلف تھا
اور اس سے بہتر کوئی بادشاہ ہندوستان مین نہین آیا اور جس قدر
اس بادشاہ مین رعب و سطوت تھی اسیقدر سادگی اور فروتنی
بھی تھی اور اس نے جوانی مین بعض حرکتین ایسی بُری کی تھین
کہ لوگون کی نظرون مین ذلیل ہو گیا تھا لیکن بعد ازان اپنی نفس
امارہ کو ایسا روکا اور ایسا ضبط کیا کہ اون حرکات شیطانی پر
غالب آیا اور پاک طینت مشہور ہو گیا یہ بادشاہ مطیع والدین محب
پسر و برادر و دوست صادق و وفادار اور دشمن رحم دل تھا اور رعب
سطوت شاہی کے ساتھ حلم و مروت بھی رکھتا تھا اور معتدل الغذا
اور قلیل النوم تھا اور سنگ تراشی اور توپ ڈھالنی مین اور دوسرے
ہنرون مین بھی دخل رکھتا تھا اور شجاع و سخی اور عالی ہمت تھا
اور اپنی قوم کی مکر و دغا کو اپنے لیے عار سمجھتا تھا اور عالم کامل اور
فاضل متبحر تھا اور علوم و فنون سے بہت مذاق رکھتا تھا اور اکثر

اوسکے آبا و اجداد پر اور اوسکی تحصیل علم پر نظر کیجئے تو واقع مین
اوس شخص نے بذات خود ایسی لیاقت حاصل کی تہی کہ بقول شاعر
قیامت تک اوسکا نام رہیگا شعر یہ بادشاہ مثل اون دریاؤن
سکے تہا جو درخت زارون کو شاداب کرتے ہین اور اگرچہ سایون سے
تاریک ہوجاتی ہین تاہم آسمان کی شکل اونمین منعکس ہوتی ہے
ہمایون سیر باہر شہوات نفسانی سے بری اور افعال بد سے پاک تہا
شیر شاہ بادشاہ افغان نے شاہ موصوف کو شکست دی اور اوسے
ہندوستان سے نکال دیا اور پانچ برس تخت سلطنت ہند پر جلوہ
افروز رہا بعد شیر شاہ کے اوسکی بیٹے عادل شاہ نے تخت و تاج
پایا لیکن اوسکی سلطنت کو فقط سولہ برس گذرے تہے کہ ہمایون نے
اپنا حق مسترد کرنے مین کامیاب ہوا (یعنی ہندوستان پہر لے لیا)
شیر شاہ غاصب سلطنت ہمایون بڑا لائق اور عقیل تہا اور اگرچہ
اسنے عہد قلیل مین ہمیشہ میدان کارزار مین مصروف جنگ رہا
تاہم اپنے ملک کا انتظام و انصرام خوب کیا اور انتظام مملکت مین
بڑی ترقیان کین اور اس بادشاہ نے چار مہینے کی راہ تک ایک
سڑک بنوائی جو بنگالہ سے دریای سندہ کی قریب تک ہے اور اس
شاہراہ مین ہر منزل پر کاروانسرائین اور ہر ڈیڑہ میل پر کوئین بنے ہین
اور ہر مسجد مین ایک پیش نماز اور ایک موذن مقرر تہا اور کچہ لوگ
مسلمان اور ہندو مسافرون کی خدمت کی لیے تعینات تہے اور اس

ملک پر مسافرون کے لیے درختون کی قطارین لگا گئی ہین چنانچہ
بیاسی برس کی عرصے تک مسافرون نے اکثر مقامات پر اس شاہراہ کی یہی
کیفیت پائی جو سابق مین بیان کی گئی بادشاہ جاہ اکبر ایسا مشہور
ومعروف ہے کہ اوسکا حال بیان کرنا فضول ہے یہ بادشاہ انتظام
ملک اور اہتمام جنگ دونون باتون مین اچھا تھا اور علم وفضل
عدل وانصاف فیض وسخاوت جرأت وہمت حلم ورحم اعتدال واحتیاط
محنت وشفقت عالی ہمتی اور بلند پروازی مین شہرہ آفاق ہوا
اور اپنی ملک کا ایسا اچھا انتظام کیا کہ اون بادشاہون کے زمرہ مین
ہوگیا جنکی سلطنت بنی آدم کے لیے نعمت تھی اور اس بادشاہ نے
آگ اور پانی سے آزمایش کرنا (کہ یہ رسم ہنود مین تھا) موقوف
کرادیا اور حکم کیا کہ قبل بلوغ ناکح ومنکوح عقد نہ واقع ہو اور
نہ قربانی کے لیے حیوانات ذبح کیے جائین اور عورتون کو اجازت
دی کہ بعد انتقال شوہر دوسرا نکاح کرلین حالانکہ یہ امر خلاف شرع
ہنود تھا اور ان سب امور سے معتبر یہ کیا کہ ممانعت کردی کہ عورات
ہنود اپنے شوہرون کی ساتھ جبراً نہ جلائی جائین اور رعایا سے
ہنود اور اہل اسلام کو برابر خدمتین اور عہدے عنایت کیے اور
کفار سے جزیہ لینا اور توجیرون سے ٹکٹ لینا موقوف کردیا اور
ممانعت قطعی کردی کہ جو لوگ لڑائی مین گرفتار ہون لونڈی اور
غلام نہ بنائی جائین جو بندوبست خراج اور آمدنی ملک کی شیرشاہ نے

مقرر ہے کچھ تو اون سب کی تکمیل اکبر نے کی اور جو اراضی ارمیں لگے
اکثر مین زراعت کی قابل نہین اون کی پیمایش از سر نو کرائی اور ہر
بیگہ کی پیداوار کی دریافت کرائی اور سب پہلے یہ دریافت کیا کہ رعایا سے
کسقدر خراج لینی چاہیے اور بعد اوسکے اوپر زردگان مقرر کیا اور زمینداروں کو
اختیار دیا کہ اگر یکمشت روپیہ نہ دے سکین تو بطور قسط کے دیا کرین اور
علاوہ ان سب امور کے بہت سی محصول اور ٹکٹ وغیرہ جنمین رعایا
پر ظلم ہوتا تہا موقوف کر دی پس ان سب انتظامات کا یہ نتیجہ ہوا کہ آمدنی
بہت کم ہو گئی جو احکام اور ہدایتین بادشاہ موصوف نے افسران
ملکی پر جاری کی تہین اب تک موجود ہین اور اون سے معلوم ہوتا
ہے کہ اوسی انتظام ملک مین عدل و انصاف کا بہت لحاظ تہا اور جو
ہدایتین اوسنے حکام عدالت کو کین تہین اون سے بہی اوسکا انصاف
اور نیکی ظاہر ہوتی ہے چنانچہ منجملہ اون ہدایات کی ایک ہدایت یہہ
تہی کہ سزائی سخت (مثل قتل و حبس دوام کے) کم دیجائے اور
سوا اون مفسدون کی جنکی مفسدہ پردازی سے ضرر خلائق ہوا ہو کسی
شخص کو تعذیر نہ دیجائے جبتک کہ بادشاہ کی منظوری نہ حاصل ہو اور
یہ بہی ممانعت کر دی کہ سزاہای سنگین کے ساتھ قطع اعضا اور اور
شکلیین مجرمون کو نہ دی جائین اور انتظام فوج از سر نو اور بوجہ احسن
کیا اسوقت تک کہ اپنی فوج کی لوگون کو نقد تنخواہ دیتا تہا نہ یہہ کہ
محاصل ملکی پر اون کو دلائے کرتا اور علاوہ قلعون کی اور اوپر جن

اوکی جنسے رفاہِ خلایق ہوتی ہے [illegible] عالیشان تعمیر
جنکی تعریف وتوصیف پادری ہیبر صاحب نے بہت کی ہے اور بادشاہ
موصوف نے جملہ خدمات اور عہدونکا ایک قاعدہ خاص مقرر کردیا تھا
اور اوسکی تمام کارخانجات اور محکمجات سے ایسی شان وشوکت اور انتظام
وبندوبست ظاہر ہوتا ہے کہ تعجب ہوتا ہے اور جن چیزون کا بندوبست
ممکن نہین اونکا انتظام ایسی عقلمندی سے کیا کہ اونمین کچھ خلل نہ
پڑا اور اس بادشاہ کی سرکار مین ہر چیز کی افراط تھی لیکن کسی بات
مین اسراف نہ تھا سنہ ۱۶۲۳ء مین جہانگیر پسر اکبر کے عہد مین ایک
سیاح مشہور مسمی بہ پیٹرو ڈل ویل باشندۂ ملکِ اطالیہ
واردِ ہندوستان ہوا اور کچھ حال یہی وہان کا لکھا چنانچہ سیاح موصوف
بادشاہِ مذکور اور اوسکی رعایا کا یہ حال لکھتا ہے کہ سب لوگ اس
ملک کی راحت سے گذران کرتے ہین بلکہ بشان وشوکت بیخوف و
خطر بسر کرتے ہین اسواسطے کہ چونکہ بادشاہ جانتا ہے کہ ہماری
رعایا کو ایسی ایسی واہیات باتونکا شوق ہے لہذا جھوٹی تہمتون
سے اونہین آزار نہین دیتا بلکہ اونہین غنی اور خوشحال دیکھکر
خود بھی خوش ہوتا ہے لیکن جیسی بہبودی اور سرسبزی شاہجہان
نبیرۂ اکبر کے عہد مین ہندوستان کو حاصل ہوئی ایسی کسی
بادشاہ کے وقت مین نہ ہوئی تھی اوراوسکے عہدمین
ہمیشہ امن وامان رہے ۔ خوب بندوبست وانتظام رہا اور اگرچہ اوس

ٹامس رو صاحب سفیر انگلستان نے ۱۶۱۵ء مین بوقت ملازمت بادشاہ
موصوف دیکھا کہ کمپو شاہی اتلق مراتب دو جریب کے دورہ مین ہے
اور تمام کمپو مین فرش ریشمی اور طلائی بچھا ہے اور اوسپر بہت بہاری
کارچوبی مخمل کی قالین بچھی ہے اور اوس قالین مین جواہرات
نصب ہیں اس قدر کثرت مال و زر دیکھکے صاحب موصوف بہت
متحیر ہوے تاہم ٹونیر صاحب سیاح کے بیان سے معلوم ہوتا ہے
کہ جس شخص نے (یعنی شاہجہان) تخت بیبہا مسمی تخت طاؤس
تیار کروایا تہا اور بوقت جلوس بڑی دہوم دہام سے جشن کیا تہا اور
اپنی تلین روپیہ اور جواہرات مین تولکر وہ سب مال و زر حضار محفل
مین لٹا دیا تہا اوسی شخص کا یہ حال تہا کہ اپنی رعایا پر مثل بادشاہ
کے نہ حکومت کرتا تہا بلکہ مثل پدر مہربان کی اون سے پیش آتا تہا
یہ بادشاہ ہمیشہ اپنی ملک سی ہوشیار رہتا تہا اور اوسسے بہتر کسی
بادشاہ ہندوستان نے بندوبست ملک اور انتظام کارخانجات نہین
کیا اور اوسی بادشاہ جمجاہ کی عہد مین شہر دلی مین نہر مشہور باہتمام
علیمردانخان معمار شاہی تیار کی گئی تہی یہ نہر عالیشان کہیتون اور
زراعتون مین سے ہوکر صدہا میل تک چلی گئی ہی اور جہان جہان
گئی ہے وہان کسانون کو اوسکی پانی سینچنے کا اور اور باتون کا بڑا
فایدہ ہی یہان تک کہ شہر پناہ مین داخل ہوئی ہے اور وہان
خود بادشاہ اور روساء اور اراکین شہر اسکا تماشا کیا کرتے تہی اب

آ۔ راقم کہتا ہی کہ اگرچہ لوگ کہتے ہین لیکن ثابت نہین کیا کہ ہندستان
کے بادشاہان اسلام نے بہی اوسی قدر وہان کی لوگون سی لیا تہا
جسقدر کہ حکام انگریزی لیتی ہین تاہم طرفداران سلاطین اسلام ایسی دلائل لاسکتے
ہین کہ جانبداران حکام انگریزی ویسی دلائل نہین پیش کرسکتے
وہ دلیلین یہ ہین کہ اول تو سلاطین اسلام نی جو رعایای ہندستان
سے لیا اوسکی مکافاۃ کامل اون سی کی دوم یہ کہ اونہون نے
امیر اور غریب کو عدل وانصاف مین برابر جانا سوم یہ کہ اونکا انتظام
ایسا تہا کہ تجار سب اوقات مین اپنا مال واسباب صدہا میل تک بحفاظت
تمام لی جاتے تہے اور اگر اونکا اسباب راہ مین تلف ہوجاتا تہا
تو سرکار شاہی سے اوسکی مکافاۃ کامل ہوتی تہی چہارم یہ کہ فرض
کیجئے کہ یہ انتظام اچہا نہ تہا تاہم اکثر رعایا اوس زمانہ مین آجکل رعایا کی
بہ نسبت کہین زیادہ متمول اور خوشحال تہی اور سکہ خرد و ... خشک سالی
اور اس بات کی کہ اوس زمانہ مین رعایا زیادہ تر متمول اور خوشحال
تہی ہم کو دلیل قاطع یہ ہے کہ بہار کی پہاڑ سنگ مرمر کے جنکا لی
جنگلی ہے اور بڑے بڑے نالے اور جہریان اور عمارات عالیشان
اور شیوالی جنمین بسبب کہنگی کے جنہونے آشیانی بنائی ہین اوسی
زمانہ کے بنے ہوئے ہین ہان البتہ یہ کہہ سکتی ہین کہ ہر ایک شخص کی
بادشاہان مذکورین مین سے بعض بعض لوگ بیعقل اور ظالم کہتی ہین ؤ
اسقدر روپیہ شہروات اور اسپار مفید خلایق مین صرف کیا تہا

کہ اوسقدر روپیہ اس زمانہ مین (یعنی عہد انگریزی مین) فوج پر
خرچ ہے لیکن اس بات سے اون کی عدالت اور عقلمندی مین
نہین فرق آتا یہ امر بہی ناظرین کو کچہ نہ کچہ فایدہ بخشیگا کہ ان سلاطین
مشرقی (یعنی بادشاہان اسلام ہند وغیرہ) کے مفید اور مستحکم
کامون مین (مثل عمارات وغیرہ) اور ہمارے ملک (انگلستان)
بلکہ کل اقلیم یورپ کی باتون مین مقابلہ اور محاکمہ کیا جائے لیکن
بڑی مشکل تو یہ ہے کہ ان دونون ملکون کی حالات مین ایسی
منافات ہے کہ باہمدیگر مشابہت ممکن نہین یہ سب جانتے ہین کہ ہمارے
ملک مین اوس زمانہ مین (جب ہندوستان مین مسلمانون کے
سلطنت تھی) ایک نہر بہی نہ تھی اور سوا چند شہرون کے سب
راستے خراب تھی اور ایسی تنگ تہی کہ فقط چارپائی اون مین سے
گذر کر سکتی تہی اور اس ملک (یعنی انگلستان) کے بڑے بڑے شہر
مین پانی نہ میسر آتا تھا اور نہ تہانے اور چوکیان تہین حالانکہ سلطنت
دہلی کی ادنی ادنی دیہات مین بہی تہانے اور چوکیان تہین
اور اوس زمانہ مین ہمارے ملک مین راہ کا یہ حال تہا کہ اگر لندن سے
ہائی گیٹ کو (یہ دونون شہر بہت قریب ہین) تک بہی کوئی انگریز
مسافر جاتا تہا تو اوسی منزل مقصود تک بحفاظت پہونچنے کا اسقدر
یقین نہوتا تہا جسقدر کہ بادشاہ شاہجہان کے رعایا مین سے ادنی ادنی
کو پنجاب سے دہلی تک اور وہان سے الہ آباد تک بحفاظت

پہونچ جانیکا

پہونچ جانیکا یقین ہوتا تہا چنانچہ ہالول صاحب بیان کرتے ہین کہ
اس کیفیت سی باشندگان بنگالہ حکام اہل اسلام کی وقت مین بسر
کرتے تہی اور چونکہ یہ حال اوس شخص نی بیان کیا ہے جو مدت مدید
تک ملک مذکور مین رہا اور وہان کے لوگون سی بہی واقفیت تمام
رکھتا تہا لہذا اسمین دروغ کا گمان نہین ہو سکتا صاحب موصوف کہتی ہین
کہ واقع مین اس ملک کی لوگ بہت خوشحال ہین اور ان کو ستانا
بڑی بیرحمی اور نا انصافی ہی اسواسطیکہ حسن صفائی زہد وتقوے
پابندی وضع اور انصاف جو باتین کہ اگلی بادشاہون کی وقت میں
ہندوستان مین تہین وہ باتین اب فقط اس صوبہ مین پائی جاتی ہیں
اور اس صوبہ مین لوگون کی مال واسباب اور آزادی مین کوئی
دست اندازی نہین کرتا اور چوری اور ڈاکہ زنی کا کہین ذکر بہی
مین نہین آتا اور سرکار ہر مسافر کی نگہبانی کرتی ہے خواہ اوسکی پاس
اسباب ہو خواہ نہو اور مفت پہرے مقرر کردیتی ہے کہ اوسی منزل
بمنزل پہونچائین اور یہ لوگ اوسکی راحت رسانی اور جان ومال کے
ذمہ دار ہوتے ہین اور جب مسافر پہلی منزل طے کرتا ہی تو پہرہ والے
کچہ انعام لیکر اوسے دوسری منزل کے پہرے کے سپرد کردیتی
ہین اور یہ پہرے والی پہلو تو مسافر سے پوچہتے ہین کہ اس منزل مین
پہرے والے سے کیونکر پیش آئے بعد اوسکے جو وہ کہتا ہی اوسکو
قلمبند کرلیتے ہین اور ایک سند اون کی نیک چلنی یا بدچلنی کی مع

رسید مسافر و اسباب پہلی پہرے والون کو دیکر اونہین رخصت کرتی ہین اور رسیدین اور رسید پہلی منزل کی افسر کلان پاس بہیجی جاتی ہے اور اون کی نقل داخل دفتر کرکے حسب ضابطہ راجہ کی خدمت مین بہیجتا ہے پس اس کیفیت سی مسافر اس ملک مین سفر کرتا ہے اور اگر اوسکا قیام کا قصد ہو تو کہانی اور جگہ اور سواری کا صرف بہی دینا نہین کرنا پڑتا لیکن اگر اوسے تین دن سی زیادہ کسی مقام پر ٹہرنیکی اجازت سرکار سے ملتی ہے تو یہ سب اخراجات اوسی کے ذمہ ہوتے ہین لیکن اسمین بہی یہ شرط ہے کہ بسبب بیماری یا اور کسی آفت ناگہانی کے نہ ٹہر گیا ہو اور اگر اس صوبہ مین کوئی چیز کہوئی جاتی ہے مثلا روپیہ کی تہیلی یا اور کوئی قیمتی چیز تو جو شخص وہ اسباب گمشدہ کو پاتا ہے تو اوسی درخت مین لٹکا دیتا ہے اور وہ اطلاع قریب کی چوکی کو دیتا ہے اور اوس چوکی کا افسر اوس اسباب گمشدہ کے بارے مین ڈہنڈہورا پٹواتا ہے لیکن حال تو سلاطین اسلام کا تہا اب راقم بسبیل مقابلہ اون بادشاہان انگلستان کا حال بیان کرتا ہے جو سلاطین مذکورین اسلام کے معاصر تہے اور یہ بہی عرض کرتا ہے کہ اون کے عہد مین عیسائیون کی اور ترقی علوم کی کیا کیفیت تہی پس مخفی نرہے کہ سنہ ١٣٨١ع مین واٹ ٹیلر نے انگلستان مین بلوا کیا اور جب یہ غدر بتریش یعنی روسا کی دفع کیا تو قریب پندرہ سو باغیون کے بلا تحقیقات پہانسی دیدیئے

[illegible]

سنہ

گئے اور سنہ ۱۳۹۴ع مین تابعین وِکلِف ہمراہا قتل کیے گئے اور سنہ ۱۳۹۸ع
مین بادشاہ رچارڈ دوم نے ظلم وجبر کیا اور آیرلنڈ مین بسبب
قوانینِ مسمّی بہ کِلکنی مصدورہ سنہ ۱۳۶۷ع کی غدر ہوا ان قوانین مین
یہ جرم نسبت رعایا کی قایم کیا گیا تھا کہ جن انگریزون نے آیرلنڈ مین
بود و باش اختیار کی تھی اوس ملک کی لوگون سے بذریعۂ مناکحت
تعلق کیا تھا اور آیرلنڈ کا لباس اور رسوم اختیار کرلی سی انگریزون کو
یہ سزا دی گئی کہ یا اونکا اسباب قرق کرلیا گیا اور یا قید کیے گئے اور
پابندی قوانین ملکِ مذکور بھی اون کی نسبت ایک جرم قرار دیا گیا
اور اہلِ آیرلنڈ کو اراضی مسمّیٰ بہ پیل پر چارپائی چرائی دینا اور
اون سے سلوک و مراعات کرنا اور اونہین پادریون مین داخل کرنا
اور اون کی شعرا سے لطف پیش آنا اور حرکات اس قبیل کی
انگریزون کی نسبت جرم قرار دیے گئے تھے اور کسی انگریز کو بلٹ باندھنا
بھی جرم عظیم قرار دیا گیا تھا اور سنہ ۱۳۹۹ع مین بالنگبروک نے شاہ
رچارڈ دوم کو زبردستی نکال دیا اور اوسکا تختِ سلطنت غصب کرکے
خطاب ہنری پنجم حاصل کیا اور بر دو وارثان بادشاہ موصوف کو اونکی
حق سے محروم کیا اور اونہین وِنڈسر قلعہ مین محبوس کیا اور سنہ ۱۴۱۰ع
مین جان بڈبی (پرنس آف ویلز جو بعد ازان بلقب ہنری پنجم مشہور
ہوا) کی روبرو بوجہ تہمتِ کفر سمتھ فیلڈ مین جلا دیا گیا اور قریب عہد
شاہ ہنری ہشتم یہ ظلم و جور شدید رعایا پر ہوئی یعنی مجرم یا مجرمہ

جہلخانہ بہیجی جاتی تہی اور وہان کسی تنگ اور تاریک مکان زیر زمین قید کیجاتی تہی اور با جسم برہنہ زمین بے فرش پر لٹلائی جاتی تہی اور اون کو سونے کے لیے کوئی چارپائی یا پیال وغیرہ بہی ندی جاتی تہی اور نہ پہننے اور اوڑہنے کو کوئی کپڑا دیا جاتا تہا اور حکم تہا کہ وہ قیدی اوندہی اور برہنہ سوئین اور اون کے پاؤن اور ایک ہاتہ رسی سے ایک طرف اوس مکان کے کہینچے جائین اور دوسرا ہاتہ دوسری طرف کہینچا جاوے اور اسی طرح اون کی پنڈلیان بہی رسی سے جکڑی جائین اور اسقدر لوہا اور پتہر اون پر رکہوائی جائین جسقدر وہ اوس سے اوٹہہ سکین بلکہ اوس سے بہی زیادہ اور تیسرے دن دو لقمے نان جو کے اونہین دیے جائین اور پانی نہ دیا جاوے اور جسدن پانی دیا جاوے اوس دن روٹی نہ دیجاوے اور تیسرے دن اوس پانی مین سے پیئین جو محبس کے قریب ہے (سوا نہر کے) وغیرہ کے پانی کے) اور اس طرح سے اونہین خوراک دیجاوے جبتک کہ مر جائین اور بادشاہ جارج سوم کی زمانہ تک یہ عقوبات قانوناً معاف کیے گئے اور اگرچہ ان عقوبات کی تاریخ تحقیق سے نہین معلوم تاہم یہ امر یقینی ہے کہ یہی طریقہ تعذیر اوس زمانہ مین جاری تہا اور جو قیدی کسی جرم عظیم سے متہم ہوتے تہے اس طریقہ کی رو سے سزا پاتے تہے خواہ وہ اپنے جرم کا عذر کرتے تہے خواہ نہ کرتے تہے چنانچہ بارنگٹن صاحب اپنی کتاب بستمیہ میں

انسٹانشیچولیٹس صفحہ ۱۶ مین لکہتے ہین کہ عہدِ جارج دوم سنہ ۱۷۴۱ء
مین دو مرتبہ اسی طرحکی تعذیر مجرمون کو دیے گئے تہے *
سنہ ۱۷۴۶ء سے اوس زمانہ تک جبکہ سلطنتِ انگلستان لغو ہی ہوگئی
یہ عقوباتِ شدیدہ اکثر عمل مین آئی اور بہت سی نظیرین اون کی
دفترِ شاہی مین مندرج ہین اور اکثر اطلاعنامجات سزا ابتک موجود
ہین چنانچہ آخری نظیر جو مندرج تاریخ ہے سنہ ۱۷۹۴ء مین واقع
ہوئی تہی جبکہ ایک شخص مسمی بہ آرچیبالڈ دستانہ فروش متہمسن ناولڈ
مین قید کیا گیا تہا باین تہمت کہ یہ شخص اون بلوائیون مین شریک
تہا جنہون نے پادریِ کلان لاڈ کی مکان واقع لمبتھہ پر نرغہ کیا تہا
لیکن ایک چہٹی مین جو اوسی زمانہ کے لکہی ہوئی ہے یہ وجہ اوسکی
معتبت ہونے کی مرقوم ہے کہ اپنے ساتہ کے باغیون کی نشاندہی
کرے چنانچہ ایک نقل اوس وارنٹ کی جسکی ذریعہ سے اس مقدمہ
مین سزا کا حکم ہوا تہا بہ ستخط و مہرِ پیوی کونسل دفترِ شاہی مین موجود
ہے اور یہ عقوبتِ شدید مجرمِ مذکور پر اسکاٹ لنڈ مین شاہ جیمس دوم
کے روبرو کی گئی تہی اور سنہ ۱۷۰۸ء مین کفر کے دفع کرنے کے لیے
قانون جاری کیے گیے اور سنہ ۱۷۱۵ء مین جان گلیڈن اور جارڈ
رمون اہنتہم فیلڈ مین بہ تہمتِ کفر جلا دیے گئے اور سنہ ۱۷۴۵ء مین
ایلیس گوبہم رنمیس زادے گلوسٹر اور نجومی مشہور راجر بالنگ برک
اور کیپتن سوتہول اور مارجری جورڈن اور جان ہم بجہ سحر متہم

اوران مجرمون کو یہ سزائین دی گئین کہ رئیس زادہ مذکورہ (ف)
ملک سے نکالدیے گئے اور بالنگ بروک نے پہانسی پائی اور
اوسکی لاش تشہیر کی گئی آرچبی جوردن جلادیا گیا سوتہول محبس
مین مرگیا اور جان ہم معفو ہوا اور سنہ ۱۴۵۵ع مین جنگ خانگی جو
مشہور بہ جنگ رزونیز شروع ہوئی یہ لڑائی اہل لنکسٹر (جنہون
نے اپنی قوم کی علامت سرخ گلاب کا پہول رکہا تہا) اور باشندگان
یارک مین (جنہون نے اپنی لشکر کی علامت سفید گلاب کا پہول رکہا
تہا) ہوئی تہی اور یہ جنگ سنہ ۱۴۸۵ع مین ختم ہوئی اور بارہ شاہزادے
نسل پادشاہان انگلستان سے اور دوسے رؤسا و امرا لاکہہ
شرفا اور اشخاص اس لڑائی مین مارے گئے اور قریب تمام ملک
کے خراب و ویران ہوگیا اور اہل مقدرت اور ارباب عزت تباہ ہوگئے
اور سنہ ۱۴۷۱ع مین جادوگر گرفتار کیے گئے اور قتل کیے گئے اور
سنہ ۱۴۸۳ع مین شاہ رچارڈ سوم کا تخت سلطنت غصب کرلیا گیا اور
اوسکی دو جوان بتیجے یعنی بادشاہ اڈورڈ پنجم اور ڈیوک آف یارک
محبس شاہی لنڈن مین قتل کیے گئے اور لارڈ رورس اور اور سردار
پاہنورٹ کیسل مین مارڈالے گئے اور سنہ ۱۴۸۵ع ہنری ہفتم تخت نشین
ہوا اور لاکہا روپیہ رعایا سے بجبر لیا اور اونکی جایدادین قرق کرلین
اور شاہی حقوق کی انہی ظلم و جور سے بدون استعانت و اختیار
پارلیمنٹ سلطنت کی اور رعایا پر از سر نو ٹکٹ باندہی چنانچہ اون

لگون و

انگلستان کو از راہِ طعن قفیضِ سلطانی کہتے ہین اور سنہ ۱۵۰۹ء مین ہنری
ہشتم تخت نشین ہوا یہ بادشاہ بڑا ظالم تھا اور یہ کہتا تھا کہ مین غصہ
کی وقت مرد کی جان نہین چھوڑتا اور شہوت کی وقت عورت کو نہین
چھوڑتا اور اسکی عہد مین اختیاراتِ شاہی حد سی تجاوز کر گئی تھے اور
ایسے ایسے غضب و فساد ہوے کہ کسی بادشاہ کی وقت
مین سننی مین نہین آئی اور سنہ ۱۵۱۴ء مین ایک شخص بہ تہمت زہر دہی
اسقف اعظم میون کی گرفتار کیا گیا اور دیگ مین ابال کی مار ڈالا گیا اور
سنہ ۱۵۱۹ء مین ایک زنِ ضعیفہ باشندہ کینٹ قتل کیے گئی اور دو شخص
بہ تہمتِ کفر سمتھ فیلڈ مین جلا دی گئی سنہ ۱۵۳۴ء مین نو پادری
جنہون نے مداخلتِ شاہ ہنری مقدماتِ مذہبی مین قبول نہ کی تھی
ٹائی برن مین پھانسی دی گئی اور ان کی لاشے تشہیر کی گئی
اور اسی وجہ سے پادری کلان فشر اور سر ٹامس مور خزانچی بھی +
قتل کیے گئے پس اس ظلمِ شدید کا یہ نتیجہ ہوا کہ تمام اہل یورپ کو +
انگریزون سے نفرت ہو گئی اور سنہ ۱۵۳۶ء مین شاہزادی این بولین
قتل کی گئے اور شاہ ہنری نے جین سیمور سے عقد کر لیا اور سنہ ۱۵۳۷ء
مین ۱۹۳ مونیسٹریز (یعنی راہبون) کے محاصل تخمیناً دو کرور پینسٹھ
لاکھ تیس ہزار روپیہ بادشاہ نے ضبط کر لیا اور جو اراضی پادریانِ
مذکور کو سرکار سے مرحمت ہوئی تھین شاہِ ہنری نے اپنے
مصاحبین مین تقسیم کر دین اور سنہ ۱۵۳۷ء مین دو شخص جو اطباع

دیا کرتے تھے جلا دی گئی اور سنہ ۱۵۳۹ع مین سرداران پادریان ۶
رِڈِنگ گلیسٹن بری اور کالچسٹر بجرم عدم قبول مداخلت شاہ ہنری
ورامو برنہ ہبی پہانسی دی گئی اور اون کی لاشی تشہیر کیی گئی اور
اوسی سنہ مین قانون ملقب بہ قانون خونی جاری ہوا جس مین چہ مسئلے
موٹیہ عقاید ٹرنیس بسٹ مین شیشن (یہ عقاید نصاری قدیم یعنی
رومن کیتھولک مین مروج ہین اور انکا خلاصہ یہ ہی کہ پادری لوگ
ازراہ کرامت و اعجاز خود مسیح بنجاتی ہین) مندرج تھی اور چند اشخاص
جنھون نی دین مسیحی مین کچہ دخل دیا تہا اسکاٹ لنڈ مین مظلوم و
مقہور ہوسے اور اونمین سے سات شخص بہ تہمت کفر جلا دیے گئے
اور اسی سنہ مین اشتہارات مجریہ پادشاہ کی بمشورہ پارلیمنٹ اقتدار
قانونی حاصل کیا اور انگلنڈ اور ویلس مین مکانات مذہبی بالکل برباد
کیے گئی چنانچہ ان مکانات مین ۶۴۳ صوامع راہبین ۹۰ مدرسے
۲۳۷۴ گرجے اور ادر معابد اور ۱۰۰ اشفاخانی تھے اور اس فعل بد کا
نتیجہ یہہ ہوا کہ بہت سی سکنہ مقامات مذکورہ ننگلگئی اور خراب و در
بدر ہوگئے اور علی ہذا القیاس جو غربا ان کارخانون مین ملازم
تھے انسے پرورش پاتی تھی وہ بھی حیران و سرگردان ہوئے اور
سنہ ۱۵۴۰ع مین روسا ملقب بہ ہاسپٹلرس موقوف کردی گئی اور انکا
مال و اسباب بادشاہ نی قرق کرلیا اور اسی سال شاہ ہنری نے بعد
انتقال شاہزادے جین سیمور آین شاہزادی گلیوس سے عقد کرلیا

لیکن تین مہینہ کے بعد شاہزادی موصوفہ کو چھوڑ کر کتھراین ہاورڈ
سے نکاح کر لیا اور سنہ ۱۵۴۱ء مین رئیس زادی معززہ صوبہ سالسبری
یعنی مارگرٹ دختر جارج رئیس کلارنس ۲۷ مئی کو قتل کی گئی اور
چونکہ رئیس زادی موصوفہ جانتی تھی کہ بیجرم قتل ہوتی ہون لہذا
اونسے تختۂ قتل پر سر رکھنے مین تامل کیا آخر الامر جلاد نے ساری
قتل گاہ مین اوسکا تعاقب کیا اور اوس پیرزن کی سر پر تاک کے
ایسی ضرب ماری کہ تن سے جدا ہو گیا اور بعد اوسکے اوسکی گردن
اور شانون کو بڑی بیرحمی سے کچل ڈالا اور سنہ ۱۵۴۲ء مین شاہزادی
کتھراین ہاورڈ قتل کی گئی اور سنہ ۱۵۴۳ء مین شاہ ہنری نے چھٹا
عقد کتھراین پارسی کیا اور اوسکی حیات مین بادشاہ موصوف نے
انتقال کیا اور سنہ ۱۵۴۶ء مین این اسکیوبہ بتہمت کفر عقوبات شدیدہ
سے قتل کی گئی اور تین شخص بجرم انکار عقیدۂ ٹرینس سبسٹن
شیشن زن مذکورہ کے ساتھ جلا دیے گئے اور سنہ ۱۵۴۷ء مین شاہ
ہنری ہشتم ۲۸ جنوری کو ۵۶ برس کی عمر مین مر گیا اور اس بادشاہ سے
زیادہ ترکسی بادشاہ انگلستان نے رعایا پر ظلم نہین کیا اور اسی سنہ
مین اڈورڈ ششم تخت نشین ہوا اور سنہ ۱۵۴۹ء مین ساری ملک کے
لوگ تنگ ہوگئے اور گدائی کرنے لگے اور بہت سخت قانون جاری ہوئے
اور منصفون کو بادشاہ نے حکم کیا کہ حرف وی (جو ابتداء لفظ
ویگیبانڈ یعنی شہدی ہے) ہر شخص آوارہ کی سینہ پر داغ دیا جاوے

اور اوسی حکم کیا جاوے کہ دو برس تک اوس شخص کا غلام رہے ہی
اوسکی اطلاع سرکار مین دی ہی اور اسی سنہ مین صوبہ نارفوک مین
بلوائے عظیم ہوا اور ۱۵۵۳ء مین شاہزادی میری نے جلوس کیا
جسنے مذہب رومن کیتھولک انگلستان مین ازسرنو مروج کیا اور ۱۵۵۴ء
مین لیڈی جین گری اور لارڈ گلڈ فورڈ ڈڈلی ۱۲ فروری کو قتل کیے
گئے اور ۱۵۵۵ء مین فرقہ پروٹسٹنٹ پر ظلم و تعدی ہوئی اور پادری
کلان رڈلی اور لاٹیمر [illegible] اکسفورڈ مین جلادیے گئے اور کتبخانے
انکا [illegible] سے بھر گئے اور شاہزادی امیری نے
اراضی [illegible] معافی [illegible] اور حقوق عشر وہم پادریون کو باین نظر
بخشدیے کہ یہ عطیات اوسکی نجات آخرت کی باعث +
اور اسی زمانہ مین گناہون کی بڑی شدت ہوئی اور قزاقی اور زد و دولت
اور ہتک آبروی خلایق افراط سے ہوئی اور پچاس مجرم بعد تحقیقات
سرسری اکسفورڈ مین پھانسی دیدیے گئے اور اشخاص ذی مرتبہ
نے چوری کرنا اختیار کیا اور ۱۵۵۸ء مین شاہزادی میری نے
۱۷ نومبر کو ۴۲ برس کی عمر مین انتقال کیا اور پانچ برس اس +
شاہزادی نے سلطنت کی اور اس عہد قلیل مین ۲۸۵ آدمی جلوادیے
جنمین پانچ بڑے پادری اور اکیس چھوٹے پادری اور ۵۶ عورتین
اور چار لڑکے تھے اور ہزارہا آدمیون نے بمقتضائے ایمانداری اپنی
جان و مال کا تلف ہونا قبول کیا اور اسی سنہ مین شاہزادی الیزبتھ

تخت نشین

تخت نشین ہوئی جسکے عہد مین فرقہ رومن کیتہولک کے لوگ بانواع ۲۷
عقوبات تکلیف دئی گئی اور جلا وطن کئے گئے باینہمہ کہ ان
لوگون نے حکم پوپ مشعر بے تختی شاہزادی موصوفہ قبول کر لیا
تہا اور سنہ ۱۵۸۶ء مین میری شاہزادی اسکاٹلنڈ کی نسبت یہہ
تہمت کی گئی کہ شاہزادی الیزبیتہہ کی قتل کرنیکے لیئے بابنگٹن
سربراہ کار مفسدین کی شریک ہوئے اور شاہزادی موصوفہ پر
اٹہارہ برس کی میعاد ہوئی اور اسکا حسن جوانی محبس ہی مین
زائل ہوگیا اور علیل و نحیف ہوگئی اور سنہ ۱۵۸۷ء مین شاہزادی
موصوفہ یعنی میری ۸ فروری کو ۴۴ برس کی عمر مین قتل کی گئی
اور سنہ ۱۵۸۸ء مین رومن کیتہولک باشندگان ایرلنڈ پر ظلم شدید
ہوا اور سنہ ۱۶۰۳ء مین شاہزادی الیزبیتہہ ۲۴ مارچ کو ستر برس
کی عمر مین مرگئی اور جیمس اول (بادشاہ ششم اسکاٹلنڈ اور
پسر میری شاہزادی ملک مذکور) تخت نشین ہوا اور اشتہار دیا
گیا کہ امور مذہبی مین مروت اور رعایت موقوف ہوجائے اور
فرقہ پیورٹن کی لوگ خوف ظلم سے امریکا کو چلی گئی اور سنہ ۱۶۰۴ء
مین جیمس بادشاہ انگلستان نے کوشش کی کہ مذہب پریسبٹیرین
اسکاٹلنڈ سے رہی اور دس شخص پیشوایان مذہب مذکور سے
قید کر لیے گئی اور تین سو پادری نکالدیے گئے اور بدعت سے
ظلم ہوئے اور جادوگرون کی سزا کے لیئے قانون جاری ہوئے

اورشاہ جیمس نے اپنی کتاب درباب فنِ سحر تین مرتبہ مطبوع و مشہور
کرائی اوس کتاب مین شاہ موصوف نے عملیات اور فریب اگتہ و شیاطین
بہت تفصیل سے بیان کیے ہین اور معاملات جادوگران اونکی رسوم و عملیات اور اون کے
مکر کے دریافت کرنیکا طریقہ اور اونکو سزا دینا یہ سب امور بھی لکھے
ہین اور پارلیمنٹ نے ایک قانون جاری کیا جسکا ہر دفعہ کتاب مذکور
کے مضمون کی موافق ہے اور ممبران محکمۂ مذکورہ اس بادشاہ جاہ
کی ایسی اطاعت کرتی تہی کہ اوسکی کتاب کی تعمیل زبردستی لوگونسے
کرائی اور اوسکی بڑی نگہداشت کے اور بادشاہ موصوف کے
سنہ جلوس سے تا آخر سنہ ۱۶۲۲ء ۳۱۹۲ آدمی فقط انگلستان مین
بہ تہمتِ سحر اور دعا تعویذ ملزم و معذب ہوے اور اگرچہ
یہ ظلم خلافِ قیاس معلوم ہوتا ہے لیکن واقع مین صحیح ہے
اِن مقتولین مظلومین مین سے دو بیوہ عورتین بہی تہین جنہین منصفِ
اعلیٰ ہیل صاحب نے بربنائے شہادت اون کی دشمنون کی اس
جرم پر پہانسی کا حکم کیا کہ اونہون نے دو لڑکون پر سحر کیا ہے اور یہ بہی
اظہار کیا گیا کہ وہ لڑکے اس سحر کے سبب سے ایسے علیل ہوگئے
ہین کہ عدالت مین نہین حاضر ہوسکتے حالانکہ دوسرے روز وہی
لڑکے تندرست کچہری مین حاضر ہوئے گویا کہ جسوقت اون عورتون
کے قتل کا حکم دیا گیا اوسی وقت وے تندرست ہوگئے اور سنہ ۱۶۲۵ء
مین شاہ جیمس اول نے ۶۹ برس کی عمر مین انتقال کیا اور اوسکا

بٹیا چارلس اوّل اوسکا جانشین ہوا اِس بادشاہ نی بجبر لوگونسی
قرضے لیے اور ناحق اونپر ٹکٹ باندہی اور بجرم اونہین قید کیا
پس ان ظلمون کا یہ نتیجہ ہوا کہ رعایا اوس سی بہت ناراض ہوئی اور سنہ ۱۶۲۹ع
مین احکام کونسل اِسٹار چیمبر سی نافذ کرائے گئے چار نظیرین
ذیل مین مرقوم ہوتی ہین جنسی اس عدالت سراپا ضلالت کی ظلم و
جور کی کیفیت معلوم ہو جاویگی ایک نظیر یہ ہے کہ پیراین صاحب
وکیل عدالت نی ایک کتاب تصنیف کی تہی جو مضر اور مخالف
کونسل مذکور تہی پس اس بات پر وکیل موصوف کی نسبت حکم
کیا گیا کہ عدالت سی نکالدیا جاسے اور اوس کی کان کاٹ ڈالے
جائین اور پچاس ہزار روپیہ جرمانہ داخل کرسے اور تمام عمر قید
رہے دوسری نظیر یہ ہے کہ کرنیل للبرن پر یہ تہمت کی گئی کہ
یہ شخص بہ نیت مفسدہ پردازی کتابین تصنیف کرکے
لوگون کو تقسیم کرتا ہی اور اس جرم پر کرنیل موصوف کی تحقیقات
کا حکم ہوا لیکن اوسنی اوس قسم کی حلف کرنیکا انکار کیا جو عدالت
اسٹار چیمبر مین مروج تہی وہ حلف یہ تہی کہ مجرم عدالت کے
سوالات کی جواب دے اگرچہ اپنے جوابات سی وہ خود ہی ملزم ٹہرتا
ہو منصفون نے اس انکار کو تحقیر عدالت قرار دیکر شخص مذکور
پر کوڑے لگانیکا اور قید کا حکم دیا اور جب اوسپر کوڑی پڑنے لگی
تو اوسنے بآوازِ بلند ظالم سرکار کی شکایت کی پس اس حرکت پر منصفان

(ثانیاً) جیمس نے حکم کیا کہ اسکا منہہ بند کر دیا جاوے تیسری نظیر یہہ
ہے کہ ولیمس پادری کلانِ صوبۂ النکن جو بڑا عالم تہا وعظ کہا
کرتا تہا اور لوگون کو اوسکا وعظ بہت پسند تہا پس لاڈ پادری کلان
کینٹربری اوسپر غصہ ہوا اور فقط اوسکی غصہ ہونے سے ولیمس
پر لاکہہ روپیہ جرمانہ کیا گیا اور قید بہی کیا گیا اور خدماتِ اجتہادی
بہی معزول کیا گیا لیکن اسپر بہی اکتفا نہ کی بلکہ جب اوسکا مال و اسباب
اور کتابین قرق ہوکر عدالت مین داخل کی گیئین تو چند خطوط اوسکی
بنام اوس بالڈسٹون مدرس اوسی اسباب مین نکلی اسی بات پر
اسی ہزار روپیہ اوسپر اور جرمانہ کیا گیا اور اوس مدرس کے نسبت حکم ہوا کہ اسی کی
مدرسی کی سامنے اوسکے کان لوہی کی کیلون سے ایک لکڑی مین
بچسپیدہ کردیئے جائین اور سنہ ۱۶۴۱ع مین آیرلنڈ مین بلوا ہوا
اور چالیس ہزار آدمی فرقۂ پراٹسٹنٹ مین سے قتل کیئے گئے اور
سنہ ۱۶۴۲ع مین جنگِ خانگی شروع ہوا اور سنہ ۱۶۴۹ع مین پادشاہ چارلس
پر یہہ تہمتین کی گیئین کہ ظالم اور دغاباز اور خونی و دشمن رعایا ہے
اور ۲۷ جنوری کو شاہِ موصوف کی نسبت جرائیم مذکورہ قایم کیئے گئے
اور ۳۰ ماہ مذکور کو وایٹ ہال مین قتل کیا گیا اور اوسی زمانہ مین
سلطنتِ انگلستان نوسے ہو گئے اور سنہ ۱۶۵۶ع مین کرامول
۲۶ جون کو ویسٹ منسٹر ہال مین لارڈ پروٹکٹر (یعنی حافظِ رعایا
انگلستان) مقرر کیا گیا اور اس شخص نے بہی بڑا ظلم کیا اور بغیر

[illegible]

تحقیقات قانونی لوگون کو قتل کر ڈالا اور بہت سی اسیران جنگ کو اور
بیچاس شرفا کو جو اوسکی حکومت سے ناراض تھی قید کرکے جزایر بربیڈا کو
بھجوا دیا جہان وہ لوگ مثل غلامون کے بیچ ڈالے گیے اور اسی حاکم کے
عہد مین ملک انگلستان فوج پر تقسیم کر دیا گیا اور ہر صوبہ کی انتظام کی لیے
ایک میجر جنرل مقرر کیا گیا اور اوسی اجازت دی گئی کہ جس شخص پر
شبہ ہو یا خوف مفسدہ پردازی ہو اوسی قید کر لے اب راقم زمانہ قدیم
کے حالات چھوڑ کر یہ امر بیان کرتا ہی کہ بعد فتح ہندوستان سرکار انگریزی
نی اوس ملک مین کیا کیا پس واضح ہو کہ جو واقعات کہ بعد معزولی
قاسم علی خان صوبہ دار بنگالہ واقع ہولی اون کی بارے مین کلایو صاحب
کہتے ہین کہ جو کیفیت بد انتظامی اور رشوت ستانی اور ظلم کی بنگالہ
مین ہی کسی ملک مین نہ دیکھی نہ سنی جسوقت سی کہ میر جعفر دوبارہ صوبہ دار
ہوے اوسوقت تک یہ تینون صوبی یعنی بنگالہ بہار اور اوڑیسہ جنکی
آمدنی دس کرور روپیہ سکہ تہے ملازمان کمپنی کی بند و بست مین ہین
اور اور کسی شخص کو انکی انتظام مین دخل نہین اور ان افسران ملکی
اور جنگی دونون نے ہر شخص ذی مقدرت اور آبرو دار سی از نواب تا
ادنی زمیندار ہزارہا روپیہ بجبر لیا ہے اور تجارت کا یہ حال ہے کہ
سوداگرون کو محصول معاف کر دیا گیا ہے اور ملازمان کمپنی کیطرح
مثل گماشتون کے تجارت کرتے ہین اور افسران مذکورین کمپنی
کے نام سے ایسی ایسی حرکتین کرتے ہین کہ سرکار انگریزی

کے نام سے ہر ہندو اور مسلمان کو نفرت ہو گئی ہے اور ملازمان
کمپنی صاحب عالی نواب بنگالہ مین دست اندازی کرتے ہین اور جس
افسر سرکاری کو چاہتے ہین نکالدیتے ہین اور جسے چاہتے ہین اوسکو
جگہ پر مقرر کر دیتے ہین اور جسے بعہدۂ افسری مقرر کرتے ہین اس
تقرری کے عوض مین اوس سے کچھ لیتے بھی ہین پس اس بدانتظامی
کا یہ نتیجہ ہوا کہ صوبۂ مذکور مین قحط شدید ہوا اور اس بات مین کچھ تعجب
نہین کہ بیس برس کی بعد اوسی صوبۂ بنگالہ کی بارے مین لارڈ کارنوالس
صاحب گورنر جنرل نی فرمایا کہ یہ ملک روز بروز تباہ و ویران ہوتا جاتا
ہے ملاحظہ صاحب موصوف کی یہ عبارت ہی کہ ہمین بڑا افسوس ہے
کہ کئی سال سے زراعت اور تجارت مین روز بروز تنزل ہوتا جاتا ہے
اور آجکل تو یہ کیفیت ہی کہ سوا بنیون وغیرہ کی جو اکثر بڑی بڑی
قصبون مین رہتے ہین ان صوبون کی لوگ روز بروز فقر و فلاکت مین
مبتلا ہوتے جاتے ہین اور ہم دیکھتی ہین کہ اسی حالتِ مفلسی مین اکثر
زمینداران کمپنی بھی مبتلا ہین پس کیا عجب ہے کہ یہ کیفیتِ افلاس
اونہین کی بد ذاتی اور فضول خرچی سے پیدا ہوئی ہو لیکن ہمین
یہ گمان غالب ہی کہ خاص کر کے اس افلاس کا سبب وہ خرابیان ہین
جو ہماری سابق کی بدانتظامی سے پیدا ہوئی تھین راقم کہتا ہی کہ یہ بلائے بدانتظامی
فقط اونھین بلاد مین نہ تھی جہان انگریزی عملداری تھی بلکہ یہی حال
سب ہندوستانی سرکار انگریز کے ملکون مین بھی ہو گئی تھی جب سی ہملوگون

سے اور نواب اودہ سے راہ و رسم شروع ہوئی اوسکا ھو بہو سرکار انگریزی کا اشکار رہا چنانچہ ہیسٹنگس صاحب جو اوس زمانہ میں حاکم اعلی ہندوستان تھی اون باتون کی کیفیت بیان کرتے ہین جنمین وہ خود بھی شریک تھی صاحب موصوف فرماتے ہین کہ ہم گمان غالب کرتے ہین کہ تمام حکام ہندوستان جسقدر بسبب ہماری فوج کی ہماری مشارکت سے خائف ہین اوسی قدر ہماری خواہش ملک افزائی اور شرارت سے بھی ہملوگون کی شرکت سے ڈرتے ہین ہملوگ ہمیشہ اسی تدبیر مین رہتے ہین کہ کسی طرح اور ونکا ملک لیجیے اور ہماری نفس ہمارے قابو مین نہین رہتی اگرچہ ہم چاہتے ہین کہ افعال بد سے محفوظ رہین لیکن جسقدر ان حرکتون سے ہماری قوم بدنام اور بے اعتبار ہو گئی ہے اوسقدر بسبب ہماری فوج اور قوت کی ہمارا وقار نہین بڑھا اور ہر شخص ہندوستانیون سے ہماری مشارکت سے ڈرتا ہے اسواسطے کہ یہ لوگ دیکھتے ہین کہ جن اشخاص نے ہم سے رسم و راہ پیدا کی ہے سوا ذلت اور خواری کی او نہین اور کچھ نہین حاصل ہوا اسکے بعد صاحب موصوف وہ معاملات بیان کرتے ہین جو ہملوگون مین اور نواب اودہ مین ہوئی تھی تاکہ تنفر اہل ہند نسبت ہمارے اور جو باتین اس تنفر کا باعث ہوئین بخوبی واضح ہو جائین مِل صاحب مورخ کہتے ہین کہ قبل اس کی کہ یہہ معاملات انگریزون اور نواب اودہ مین شروع ہوئے وہ صوبہ بہت آباد اور سر سبز تھا

تہا اور اوسکی آمدنی بلا خرچ اور بدون ظلم نسبت رعایا کے تیس ۳۰ لاکہہ
روپیہ تہی لیکن ہملوگون نے نواب اودہ پر فوج مقرر کی اور
اوسپر طرہ یہ کیا کہ بہت سے افسران ملکی بہی اوسپر معین کیے لہذا
ہمین صوبہ دار موصوف کی مصیبت اور افلاس عظیم کی باعث ہوئی
چند سال تک نواب موصوف نے اس بار کو اوٹہایا لیکن بعد وسکے
دیکہا کہ جو آمدنی ملک بیشتر تہی اب اوسکی آدہی رہ گئی ہے اور
نو برس کے عرصہ مین قریب چونتیس لاکہہ روپیہ کی اوس صوبہ
متعلقہ سرکار انگریزی سے بجبر و نا انصافی لی گئی چنانچہ لارڈ
ہیسٹنگس صاحب کہتے ہین کہ وزیر اودہ کی سرکار مین ملازمین
انگریزی کی اسقدر کثرت ہے اور اون کی اختیارات اور تنخواہین
اسقدر زیادہ ہین اور افسران کمپنی ملکی و جنگی دونون کی پنشنین
اور اور مداخلتہائی بیجا ایسی بڑہی ہوئی ہین کہ اب نواب موصوف
سے نہ تو اونکی اخراجات کا بار اوٹہہ سکتا ہے اور نہ اون کی حکومت کا
تحمل ہو سکتا ہے اور ان ملازمین کمپنی نے تمام ملک کو ہم لوگون
کا دشمن اور عدو کر دیا ہے اسواسطے کہ انہون نے نواب موصوف
کی رفقا اور اور ملازمین ہندوستانی کو اون کی عہدون اور خدمتون
سے بالکل خارج کر دیا ہے پس اب اگر ہم کسی سے پوچہین کہ کس
استحقاق سے اور کس قانون سے سرکار انگریزی نے اپنی ملازمین
کی نفع کے لیئے وزیر اودہ پر سکٹ باندہا تہا تو کوئی اس سوال کو

استحقاق سی اور کس قانون سی سرکار انگریزی نے نواب موصوف کی حفاظت
کے واسطے فوج مقرر کی تھی حالانکہ نہ تو اوسی اوس فوج کے نوکر
رکھنیکا مقدور تھا اور نہ اوسکی احتیاج تھی تو اس سوال کو بھی کوئی
صاحب نہ سمجھین گے پھر لارڈ صاحب موصوف فرماتے ہین کہ بھلا ہم
کس منہہ سے نواب اودہ سے کہین کہ تم ہماری فوج کی احتیاج
تو نہین رکھتے لیکن اوسکی تنخواہ تمہین دینی پڑیگی لیکن لارڈ
ہیسٹنگس صاحب نے اون حالات کی مذمت پر کفایت نہ کی جو
اون شخصین کے عہد وزارت مین واقع ہوئی تھی بلکہ ایک حصہ
فوج کا اودہ سے برخواست کردیا جسکے بارے مین اونہون نے
خود فرمایا تھا کہ نواب اودہ کو اس فوجکی احتیاج تو نہین لیکن
اسکی تنخواہ دینے پر مجبور ہی لیکن یہہ بار نواب موصوف پر لارڈ
کارنوالس جانشین لارڈ ہیسٹنگس صاحب نے بجبر رکھدیا اور زیادہ دیا
نہی کہین اور اگرچہ اونسے بہت کچھ عرض معروض اس بارے مین
کی لیکن لارڈ صاحب موصوف نے ایک بھی نہ سنی پیشتر تو سرکار
انگریزی پچیس لاکھ روپیہ سالانہ بطریق خراج کے وزیر اودہ سے
لیتی تھی لیکن یہہ مبلغ رفتہ رفتہ بڑھکر ستر لاکھ روپیہ سالانہ ہوگیا
اور لارڈ ٹین موتھہ صاحب (جنہین سر جان شور بھی کہتے ہین)
نے اس مبلغ خراج کو اور بڑھایا اور لارڈ ویلزلی صاحب نے ۱۸۰۱ع
مین نواب اودہ کو دھمکایا کہ سارا ملک تمہارا چھین لیا جائیگا

اوراس دہمکی سے بعوض شہر لا لہہ روپیہ کے جو لاٹھہ صاحب موصوف نے سابق مین طلب کیا تہا نصف ملک اوسکا جسکی آمدنی تیرہ کرور روپیہ سالانہ تہی لیلیا لیکن ہملوگون نے اسیقدر نواب موصوف سے نہین لیا بلکہ ۱۸۱۵ء سی ۱۸۲۵ء تک اور تیس کرور روپیہ اوسی قرض کے نام سے لیا چنانچہ اس قرضہ کی بارہ مین لارڈ بنٹنکش صاحب فرماتے ہین کہ واقع مین یہ مبالغ نواب اودہ سے دہمکی سے بدون اوسکی مرضی کر لیے گئے اوراس کی عوض مین ہمنے فقط برائے نام اوسے خطاب شاہ اودہ عنایت کیا اورایسا ملک دیا جسمین پیداوار ی مطلق نہین اور مثل جنگل کے ہے اس مقام پر راقم کو ضرور ہے کہ کچہ توقف کرے اور حال ظلم و ناانصافی سرکار انگریزی لنسبت شاہ اودہ کے تمام کرے پس واضح ہو کہ سرکار انگریزی نے نسبت شاہ اودہ کی اون ظلمون اور بے انصافیون پر بہی اکتفا نہ کی جو سابق مین بیان ہوئی بلکہ لارڈ ڈلہوسی صاحب گورنر جنرل نے صریحاً اوس عہد کی مخالفت کی جو سرکار انگریزی اور شاہ اودہ مین ۱۸۳۷ء مین منعقد ہوا تہا اور صوبۂ اودہ اوس سے منتزع کر لیا اور عہد مذکور کی نسبت لاٹھہ صاحب موصوف نے یہ تکلف فرمایا کہ یہ عہد کسی طرح معتبر نہین ہو سکتا اسواسطے کہ ممبران کورٹ آف دایرکٹرز نے بمجرد اطلاع اسے نامنظور کیا تہا حالانکہ صاحب موصوف ان امور واقعی سے بخوبی واقف تہے کہ عہدنامۂ مذکور پر لارڈ آکلنڈ صاحب

جو اوس زمانہ مین گورنر جنرل ہندوستان تہا اور تین ممبران کونسل
کی دستخطین حسب ضابطہ ثبت نہین اور اس عہد کی استحکام کے
بارے مین گورنر جنرل موصوف نے دو خط بمہر و دستخط خود شاہ اودہ کو لکہے
تہے ایک خط سنہ ۱۸۳۹ء مین اور ایک سنہ ۱۸۴۷ء مین اور یہ عہدنامہ اوس
کتاب مین شامل کیا گیا تہا جو سنہ ۱۸۴۵ء مین بحکم گورنمنٹ مطبوع اور
مشہور ہوئی (کتاب مسمی بہ اودہ بلو بک ملاحظہ طلب ہے) جب یہ
مقدمہ (یعنی انتزاع سلطنت اودہ) سنہ ۱۸۵۶ء مین ڈاکٹر اورس
ڈوسن صاحب وکیل کونسلی مشہور کے محول ہوا اور اون کی رائے
طلب کی گئی تو اونہون نے کہا کہ جہانتک مجہ سے ممکن ہوا مین نے
اس مقدمہ کے وجوہ مین بہت غور و تامل کیا اور آخر الامر مجہے
کہنا پڑا کہ گورنر جنرل ہندوستان اور ممبران کونسل بمقتضای اون
قوانین کے جنکی پابندی سب قومون کو لازم ہے کسی طرح مجاز نہ تہے کہ
عہدنامہ مرقومہ سنہ ۱۸۳۷ء بیکار سمجہکر منسوخ کردین عجیب بات ہی کہ
حالانکہ ایسی شخص ذی لیاقت اور معتمد القول کی یہ رائے ہی تاہم
ایک مورخ حال جسکی یہ کیفیت ہے کہ جیسا دس احکام
مرقومہ توریت کا پابند ہے ویسا ہی کچہ رسوم و قوانین قوم کا بہی لحاظ
رکہتا ہے بے تکلف اور بلا وسوسہ انتزاع ملک اودہ مین سرکار
انگریزی کی جنبہ داری کرتا ہی اور سرکار موصوف کی طرف سے ایسی
تقریر کرتا ہے جس سے ہر مکر و فریب جو بعضے لوگون کے نزدیک ممدوح

ہے ورثہ ولا اور اوسکو دعوی دونون کے لیئے جایز ٹہرتا ہی ٹرکی صاحب
کہتی ہین کہ لارڈ ڈلہوسی صاحبکو ایک اور صوبہ بہی عملداری انگریزی
مین داخل کرنا تہا نہ بذریعہ فتح کے اسواسطیکہ اوس صوبہ کی حکام ہمیشہ
سے سرکار کی خیرخواہ ہین اور اوس کی لوگ ہمارے فوج مین برضا و رغبت
بھرتی ہوسے تہے اور نہ اسوجہ سے اوس صوبہ کو منتزع کرسکتی تہے
کہ کوئی مستحق اوسکا نہین باقی رہا اسواسطیکہ ہمیشہ کوئی بیٹا بہائی یا اور
کوئی شخص خاندان صوبہ دار مین سے رہا جسمین حسب شرع محمدی
جمیع شروط وراثت پائی جاتی تہی اور جب تک اوس صوبہ مین ایک
بادشاہ جسکا باپ بہی بادشاہ تہا تخت نشین تہا بلکہ صرف اس وجہ سے
اوس صوبہ کو منتزع کرلیا کہ سرکار انگریزی کی یہی مرضی تہی صوبہ متنازعہ
صوبہ اودہ ہے جو وسط ہندوستان مین واقع ہے اور چونکہ یہہ صوبہ بہت
اچھے مقام پر واقع ہے اور زرخیزی اور زراعت اور اوصاف خلقی
مین ممتاز ہے لہذا بڑی مدت سی ہملوگون کی نیت یہ تہی کہ اوسی منتزع
کرین راقم کہتا ہے کہ یہ سچ ہے کہ لارڈ کارنوالیز صاحب عادل تہی
اور لارڈ بنٹن موصوف صاحب دیندار تہی اور لارڈ ولیزلی صاحب رئیس
تہے خلاصہ یہ کہ یہ سب صاحب اچہی تہے لیکن کسی صاحب نے اپنے
غریب لاچار خیرخواہ یعنی شاہان اودہ کے بارے مین کوئی بات عقلمندی
اور عدالت اور دینداری اور ریاست کی نہین کی مسٹر ڈنڈاز صاحب
مشہور بہ لارڈ میلول بہی اسکی گواہی دیتے ہین کہ ہملوگون نے حکام اودہ

اودہ کی

روسائے ہندوستان سے بڑی بدسلوکی کی اور ۱۵ اپریل ۱۸۶۰ء کو صاحب
موصوف نے ایک تقریر پارلیمنٹ مین بیان کی تھی اور اوسی تقریر مین
یہ بھی فرمایا تھا کہ واضح ہو کہ ہندوستان مین چار ریاستیں بہت بڑی
تھین اور چارون قریب قریب واقع تھین یعنی صوبہ جات مرہٹہ
صوبجات حیدرخان صوبجات نظام الملک صوبہ دار دکھن اور
صوبہ جات برار اور ان ریاستون کے سوا اور چھوٹی ریاستین بھی تھین
جیسے صوبہ نواب ارکاٹ صوبہ راجہ تنجور وغیرہ لیکن یہ چارون
بڑی ریاستین ہم لوگون سے منحرف ہو گئی تھین اور انمین سے
دو ریاستین تو علانیہ ہمسے خلاف تھین اور دو خفیہ منحرف تھین حکام
احاطہ بمبئی نے رگھوبہ مدعی حکومت صوبہ جات مرہٹہ سے باین
اقرار مصالحہ کیا تھا کہ اگر بعد گدی نشین ہونے کے بعض صوبے
کمپنی کو دیدے تو تجھے حکومت ملک مرہٹہ دیتے ہین اور اسی عہد کی
بنا پر حکام موصوفین مرہٹہ مذکور سے جنگ پر مستعد ہوئے اور تھوڑے
عرصہ کے بعد حکام احاطہ بنگالہ نے بھی اسی قسم کا عہد مدکی راو
بھونسلی راجہ برار سے بھی کیا تھا باین اقرار کہ اگر چند صوبے سرکار کو
دیدے تو ملک مرہٹہ کے حکومت اوسی بخشدی جائے پس یہہ
دوہرا معاملہ ظاہر ہو گیا اور مدکی راو کے دلمین سرکار انگریزی کی
طرف سے یہہ کینہ آ گیا کہ ہمسے جعلسازی اور بدایمانی کی نظام الملک
صوبہ دار دکھن کا ملک ہمارے ملک کے شمال مین واقع تھا اور

انہی صوبہ داروں سے ہمین ایسی مضرتین پہونچین کہ اوسکا حال تفصیل
بیان کرنا چاہیے آن صوبہ دارون چند صوبے بہ این شرط کمپنی کو دیدیے
تھے کہ اونکی عوض مین ایک خراج سالانہ اوسکو دیا جاتے لیکن ہم
لوگون نے خراج موعود کی ادا کرنے مین قصور کیا پس صوبہ دار موصوف
نے کہا کہ انگریز ایسی قوم ہے کہ اپنی اقرار کے پابند ہی نہین
کرتے اور نہ قواعد عدل اور عزت اور دیانت کا کچھ لحاظ کرتی ہے
لہذا ہمسی لڑنیکے لیئے اوسنے حیدر علیخان سے مدد طلب کی اسواسطے کہ
اوسے یقین تھا کہ جب تک ہندوستان مین ایک بنجہ زمین بھی انگریزون
کے قبضہ مین رہیگی جب تک کوئی ہندوستانی محفوظ نہین چونکہ
سرکار انگریزی کی بدانتظامی اور بے ایمانی خود انگریزون کی کلام
سے ظاہر ہوتی ہیں مضامین مندرجہ فرمان شاہی مرقومہ ذیل
مین کچھ تعجب اور شک کا محل نہین یہہ فرمان وزیر سلطان روم نے
سفیر انگریزی مسٹر ایرٹ انسلی صاحب مقیم قسطنطنیہ کو ارسال کیا
تھا اور ۹ فروری سنہ ۱۷۹۰ء کو مسٹر گری صاحب ممبر پارلیمنٹ نے
کاغذ مذکور اوسوقت پارلیمنٹ مین پڑھا جبکہ ممبران محکمہ مذکورہ
جنگ روس کی بارے مین گفتگو کر رہے تھے آخر تقریر مین گری صاحب
نے کہا کہ اوس سرکار نے ہماری (یعنی ترکونکی) جیسی پہلے تو ہمکو
مدد کا وعدہ کیا اور بعد اوسکے دغا کی بہت سی امور ایسی کیے ہین
جسے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ ہمارے افعال سے بہت

متنفر ہین چاہین آپ حضرات میری نقل پہ نہ سین چاہین مجہی الزام
دین لیکن مینے بڑی دردسری کرامرند کو کی اطلاع صحیح حاصل کی ہے
اور ایک نقل اوس فرمان کی جو سلطان روم نے سفیر انگریزی سٹر
رابرٹ اینزلی صاحب کو لکہا تہا حاصل کی ہے جس کا خلاصہ
مضمون یہہ ہے فقط

نقل فرمان شہنشاہ روم

واضح ہو کہ پادشاہ جمجاہ روم خود ہی جنگ کرتے ہین اور خود ہی مصالحہ
کرتے ہین اور اپنی غلام ملازمین اور رعایا پر اعتماد کر سکتے ہین
اور چونکہ اونکی ایمانداری اور وفا شعاری کا تجربہ کر لیا ہے لہذا اونپر
اعتبار کلی ہے لیکن یہہ وصف (یعنی وفاداری) تم لوگون کے ملک سے
اور اور بلاد یورپ سے جو تمہارے ملک کے قریب ہین بڑی مدت سے
جاتا رہا ہے اگرچہ اور عیسائی اپنی بات کی سچے بہی ہون تاہم
انگریزون کا قول قابل اعتماد نہین اسواسطیکہ یہہ لوگ تمام دنیا و دم
کو بیچتے ہین اور مول لیتے ہین سلاطین عثمانیہ تمہارے بادشاہ
اور تمہارے ملک سے کچہ تعلق نہین رکہتے اور نہین کبہی تمسے صلاح
ومشورہ کسی امر مین چاہا اور نہ تمہاری دست اندازی اور نہ تمہاری
دوستی چاہی اور ہم اپنی طرف سے کوئی سفیر یا وکیل تمہارے ملک مین
نہین رکہنا چاہتے اور نہ تمسے رسم وراہ اور خط وکتابت رکہنی ہمین
منظور ہے پس تم لوگ کیون چاہتے ہو کہ ہمارے بادشاہ روم سے

درمیان مین پڑے اور کیا وجہ ہے کہ تم چاہتے ہو کہ سلطنت اہل اسلام
کی کوئی خدمت کرو حالانکہ تم ہمین کفار کہتے ہین ہم نہ تمہاری دوستی چاہتے ہین
نہ تمہاری مدد اور ہمین یقین ہے کہ تمہارا وزیر جسکو تم ایسی تعریف
کرتے ہو کوئی بات جعلسازی کی مد نظر رکھتا ہے یا تمہاری قوم کی
خوش کرنیکے سبب کوئی تدبیر ظلم کرنیکی سوچتا ہے اور ہمنے سنا ہے کہ
تم لوگ بڑے بیوقوف اور بدذات اور کمینے اور بندۂ زر ہو اور ہمین صحیح
خبر پہونچی ہے کہ حرص و طمع تم مین بڑی صفت ہے اور تم اپنے خدا
کو بیچتے اور مول لیتے ہو اور تمہارا خدا زر ہے اور تمہارے وزرا بلکہ
تمہاری سب قوم بس جو کچھ سمجھتے ہین تجارت کو سمجھتے ہین پس تم
چاہتے ہو کہ شاہ روس کے ہاتھ ہمین بیچ ڈالو لیکن ہمین یہ امر منظور
نہین ہمین خود ہی شاہ موصوف سے معاملہ کر لینگے اور چونکہ
حق تعالی نے ہمارا رشتۂ عمر شستی دراز کیا ہے لہذا ہمین واجب ہے
کہ اوسکی رضا پر راضی رہین اور جو خدا اور اوسکے رسول نے فرمایا ہے
ضرور ظہور مین آئیگا آگاہ ہو کہ سلاطین عثمانیہ مکر و حیلہ نہین جانتے
بلکہ نفاق و مکر تم نصاری ہی کی اخلاق مین داخل ہے ہم بادشاہی
قول مین ایمانداری اور دیانت اور صفائی کو عیب نہین سمجھتے اور اگر
ہم جنگ مین مبتلا ہوتے ہین تو رضائے الہی پر راضی رہتے ہین اور
یہ جانتے ہین کہ جو ابتدا مین ہماری تقدیر مین لکھا گیا تھا وہی ہوگا
ہم بڑی مدت سے شان و شوکت سے بسر کرتے چلے آتے ہین اور

تمام بادشاہان روی زمین سے اولی اور افضل ہین اور ہم فخر کرتی ہین
کہ ہم تمہارے مدد سے کفر و نفاق اور ہر قسم کی بدی اور بدکاری پر ہمیشہ
کی غالب ہوتے چلے آتے ہین تم رب العالمین کی عبادت کرتے ہو
اور محمد کا اعتقاد کرتے ہین لیکن تم لوگ نہ اوس خدا کا اعتقاد رکھتے
جسکی عبادت کا بہانہ کرتے ہو اور نہ اوسکے بیٹے کا عقیدہ رکھتے ہو بلکہ
تم اپنا خدا بہی کہتے ہو اور اپنا پیغمبر بہی جانتے ہو بہلا ایسی قوم کفار پر
کیونکر اعتماد ہو سکتا ہی اپنی تمام اوضاع اور اطوار سے جو تم ایک
دوسرے کی نسبت کرتے ہو تمنے راستی اور نیکی نکال ڈالی ہے اگر تمکو
ہماری بات کا یقین نہ ہو تو دفتر شکایات اور اقرارات اور اظہارات
جملہ سلاطین ماضیین نصاری جو آپسمین جدال و قتال کرتے تھے
دیکھ لو اور اگر تم وہ دفتر دیکہو گے تو تمہین معلوم ہو جائیگا کہ تمام سلاطین
مذکورین نصاری کفر و زندقہ مکر و فریب ظلم و جور نا انصافی اور عہد شکنی
مین مساوی تہے بہلا کسی ترک نے بہی کبہی اپنے عہد یا اقرار کا ایفا
نہین کیا بلکہ ہمیشہ ترک نے اپنی بات کو پورا کیا بہلا کسی بادشاہ نصرانی
نے بہی کبہی کسی عہد کا ایفا کیا ہے بجز اوس اقرار کے جو اوسکی حرص
وطمع کے موافق تہا نہین کسی بادشاہ نصرانی نے اپنے
عہد کی وفا نہین کی پس کیونکر تم لوگ گمان
کرتے ہو کہ ہم تمہارا اعتبار کرینگے حالانکہ
سچ تو یہہ ہی کہ اس زمانہ مین تم ایسے قوم ہو کہ تمہارے انتظام مین

بالکل مکر و فریب بھرا ہے اور تم مین ذرا بھی عقل نہین کہ ہندوست
ملک مین لا تمہین ہدایت کرے آگاہ ہو کہ شاہنشاہ اعظم روم تمہارے
بادشاہ سے رسم و راہ ظاہری نہین رکھتی اور نہ اس امر کی اونہین
ضرورت ہے اور نہ وہ اس امر کو چاہتے ہین اگر تم چاہتے ہو کہ اپنا
ملک مین بطور ایک گوئندہ کے رہو یا بقول تمہارے مثل
ایک سفیر کے اپنی بادشاہ کیطرف سے تو تمہین اجازت دی گئی کہ اور
سفیران قوم نصاری کی ساتھ رہو بشرطیکہ تم اپنے چال چلن درست
رکھو لیکن ہم نہ تو تمہاری مدد بحری چاہتے ہین نہ اعانت بری اور نہ
تمہارا مشورہ اور نہ تمہارا درمیان مین پڑنا ہمین مطلوب ہے مجھے (یعنی
وزیر شاہنشاہ روم کو) حکم نہین کہ تمہارے پیام مدد کا شکریہ ادا کرون
اسواسطیکہ دیوان شاہی اس امر کو تم لوگون کی نسبت مہربانی
تصور کرتا ہے اور نہ مجھے حکم ہے کہ تمہارے پیام اعانت بحری کا شکریہ
بجا لاؤن اسواسطیکہ ہمارے بادشاہ نے کبھی وہم و گمان بھی
نہین کیا کہ تمہارے جہازون کو اپنے دریاؤن مین آنیکی اجازت
دے نہ ہم جانتے ہین کہ اور نہ ہمین ایسی مطلب ہے کہ تمہین مشاورت
سے کیا کرنا چاہئیے اور ہم چاہتے ہین کہ اپنی مقدمات کو بادشاہ
موصوف سے اوسطرح انجام دین جسطرح ہمارے واسطے اور ہمارے
قوانین ملکی کے لئے مناسب ہو اگرچہ تم لوگ تمام نصاری مین
بد تر اور شریر تر نہین ہو جیسا کہ لوگ تمہاری نسبت گمان کرتے ہین تاہم

اسمین شک نہین کہ تم غرور اور خود بینی اور گستاخی اور بے ادبی مین
سب نصاریٰ سے زیادہ ہو اسواسطے کہ تم کہتے ہو کہ ہم ایلچی سلطنت عظیم
روس سے اور تم سے (یعنی شاہ روم سے) تمہاری مرضی کی موافق
مصالحہ کرادینگے تم اور بعض اور نافہم نصاریٰ یہ خیال خام رکھتے ہین
کہ ہم بھی حکومت کے لائق ہین حالانکہ ہم یہ بات خوب جانتے
ہین لہذا یہ گستاخی تمہاری ہمارے نزدیک تمرد اور سرکشی و رجلد اخلت
بیجا مین داخل ہے اور دیکھ لینا کہ یہ گستاخی تمہارے ہی ملک مین
تمہارے مشورون کو ذلیل کردے گی اور اور ملکون مین تمہاری
صلاح کو قابل توجہ و لحاظ نرکھی گی چہ جائیکہ شاہ روم کہ وہ تمہاری
مشورون کی کچھ بھی حقیقت نہین سمجھتے اسواسطے کہ جب انکے وزرا نے
تمہاری صلاح کو سُنا اونہین فوراً معلوم ہو گیا کہ یا تمہاری نیت مین
فساد ہے یا تم کچھ نہین جانتے آگاہ ہو کہ بندگان عالی شاہنشاہ روم
اوس قوم کی تدبیرات اور سرکشی سے اپنے ملک کو کیونکر محفوظ رکھ
سکتے ہین جو قوم کہ اپنی ہی رعایا و برایا سے ایسی ایسی مکر و فریب
کرتی ہے لیکن یہ امر کچھ تمہین پر منحصر نہین بلکہ کل پادشاہان نصاریٰ
کا یہی شعار ہے کہ اپنی رعایا کو روپیہ کیواسطے ایک دوسرے کے
ہاتھ بیچتے ہین اور ہمین خبر صحیح پہونچی ہے کہ جو معاملہ تم سلاطین
نصاریٰ مین آپس مین ہوتا ہے اوسی بادشاہ کے مفید ہوتا ہے
جو رشوت زیادہ دیتا ہے وزراے سلطان عثمانی نے اکثر پادشاہان

یورپ کے مشورے سے لیکن جب اون مشورون پر عمل کیا دغا
یا فریب یا نقصان اوٹھایا پس تم لوگ شاہنشاہ روم اور شاہ فارس
مین مصالحہ کرانے کا ہرگز قصد نہ کرو اس واسطیکہ ہم خوب جانتے
ہین کہ تمہارا یہہ ارادہ ہی کہ سب بنی آدم کو پریشانی اور انتشار
مین ڈالوا ور بعد ازان اپنے فریب سے خود ہی منتفع ہو ہمکو تمہاری
تجارت کی کچھہ احتیاج ہی نہ خواہش اسواسطے ہمارے تجار تمہارے
مکر و فریب سے تباہ ہو گئے تمہارا مذہب زر ھی اور کچھہ نہین اور
تمہارا خدا فقط حرص جاہ ہے اور مذہب عیسائی جو تم رکھتے ہو
تو یہہ فقط دھوکے کی ٹٹی ہے اور تمہاری ریاکاری اور بدنیتی کو
چھپای ہوئے ہی آگاہ ہو کہ اب ہم کوئی عرض تمہاری قبول نکرینگے
لہذا حکم دیتے ہین کہ اس حکمنامہ کا جواب نہ بھیجنا فقط اب راقم
چاہتا ہی کہ اس باب کے آخر مین چند عبارتین ایک کتاب مسمی
بہ لاتر کوئی الیثول مصنفہ ابی سینی مطبوعہ ۱۸۵۵ء سے نقل کرے
تاکہ واضح ہو جائے کہ قلوب اور افعال اہل اسلام پر احکام قرآن کا کیا
اثر قوی اور نافع ہی

صدق و دیانت اہل اسلام

ان بازارہای عظیم الشان مین سب قومون کے لوگ اور جملہ اشیا سیاحت
اہل ترکستان (یعنے روم) جمع ہین اور انکی مشاہدہ سے راقم کو اسقدر
کا موقع ہاتھہ آیا کہ بعض اوصاف عثمان لی (یعنے ترک) اونکی قیافہ سی دریافت
کر کے بیان کرے سبحان اللہ دیکھیے کس تہذیب سے

وہ ترک اپنی دکانکے سامنے اپنے ہم پیشہ تجار ارمنی و یونانی کو بیٹھا ہوا دیکھتا ہے اور جو خریدار ان تاجروں کو
گنتا ہے اوسی پہ وہ ہنسنے لگتے جاتی ہیں اور اس طرح اوسی ملا
ہوکر ہولاتی کتاب انکی سکنرکتاب (یعنی اوسپر تشریف لاتے) اور
دوکاندار رسان رسان شمت پیتا جاتا ہے اور اگر کسی چیز کی قیمت
پوچھے تو بڑی تہذیب اور فصاحت سے یہ جواب مختصر دیتا ہے
کہ سو پیاسٹر (ایک رومی سکہ ہے) کی پچاس اور اگر کوئی شخص
اوس ملک کی عادات سے نہیں واقف ہوتا اور سودا چکانے
لگتا ہے تو دوکاندار اوسکے جواب میں رسان سے اپنا سر ہلا دیتا ہے
اور پھر شمت پینی لگتا ہے اور چاہے کوئی شخص کیسی ہی تکرار
کرے لکن وہ اپنی قیمت سے ایک حبہ کم نہیں کرتا لکن جو دوکاندار
یہودی یا عیسائی ہیں اون کی یہ کیفیت نہیں بلکہ یہ دوکاندار
سو پیاسٹر سے اسی اور اسی سے ساٹھ اور ساٹھ سے پچاس
تلک اس سے بھی کم تک اسباب کی قیمت گھٹا دیتے ہیں اور اکثر
ایسا ہوتا ہے کہ اگر کسی ارمنی دوکاندار کو جتنی قیمت اوسنے کہی تھی
اوس کی نصف دیجیے اور یونانی دوکاندار کو اوس کی قیمت
کا ثلث دیجیے اور یہودی دوکاندار کو ربع ہی دیجیے تو راضی
ہو جاتا ہے لکن اگر کسی مسلمان دوکاندار کا اسباب کوئی شخص
خریدنا چاہیے تو اوسے چاہیے کہ جو قیمت وہ مانگے اوسی پر
راضی ہو جائے اسواسطے کہ کیوں کہ کوئی شخص عثمانلی کی
بات میں فرق نہیں ڈال سکتا لہذا وہ (عثمانلی) سبھی اور دوکانوں

قول پر یقین کرتا ہے چنانچہ اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ فلان
بات سچ ہے تو وہ یقین کر لیتا ہے ایک دن یہ اتفاق ہوا کہ ایک
افسر فرانسیسی کچھ کپڑا خریدنے بازار گیا اور دوکاندار سے وہی
کپڑا مانگا جو اوس افسر کے دوست نے کل لیا تھا لکن اوس
دوکاندار پاس اوس کپڑے مین سے کچھ نہ بچا تھا پس افسر مذکور
اور ایک دوکاندار پاس گیا اور اوسنے اوس قیمت سے زیادہ
طلب کیا جس قیمت کو اوس کے دوست نے وہ کپڑا لیا تھا
پس اوس افسر نے اوس بزاز سے اس امر کی شکایت کی
اور اوس کپڑے کا نمونہ اوسے دکھایا اوس بزاز نے
پہلے تو اوس نمونہ کو خوب جانچا اور دیکھا کہ آیا یہہ
کپڑا ایسا ہی ویسا ہی ہے جیسا میرا کپڑا ہے اور بعد اسکے
اپنے گاہک سے کہا کہ تم قسم کھاؤ کہ اس کپڑے کی
کیا قیمت دی ہے پس وہ افسر حیران ہوا کہ دیکھئے اس
کا نتیجہ کیا ہوتا ہے اور آخر قسم کھا بیٹھا اوس کی قسم
کھاتے ہی بزاز نے اوسی قیمت کو اپنا کپڑا بیچ ڈالا جتنی قیمت
اوس افسر کے کپڑے کی تھی پھر انی سینٹی صاحب مصنف
کتاب مذکور کہتے ہین کہ حقیقت مین جس شخص مین ایسی بات
ایسی وضع کی اور ایسی عظمت اور تہذیب دیکھتا ہون اوسی
بہت خوش ہوتا ہون لکن نہین معلوم کہ عادگون (یعنی لکھاکہین)

دوکاندار خریدار کی سختی اور درشتی اسقدر ذلیل و حقیر کیوں سمجھا جاتا ہے لیکن قسطنطنیہ
سے لیکر روم تک بہت سا امتیاز دوکاندار اور خریدار میں نہیں ہوتا بلکہ اوس ملک کے
لوگوں کا یہ حال ہے کہ دوکاندار کو اپنی چیز کے بکنے کی کچھ پروا نہیں ہوتی بلکہ اگر اپنے
ہمسایہ کو اپنی نسبت زیادہ سرسبز پاتا ہے تو حسد نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ خیر کیا
مضائقہ اگر آج اوسکا مال بکا تو کل میرے مال کے بکنے کی باری ہے اور جب کہ
دوکاندار موذن کی آواز سنتا ہے تو اپنی دوکان میں رکوع و سجود میں مشغول ہوتا ہے
اور حالانکہ لوگ وہاں سے آتے جاتے ہیں لیکن اوسکو کچھ خبر نہیں ہوتی اور اس خشوع
و خضوع سے نماز پڑھتا ہے کہ گویا کسی صحرا میں کھڑا ہے اور بعضے دوکاندار اذان
سنتے ہی ساتھ ہی اپنا اسباب راہگیروں کے ایمان پر چھوڑ کر کسی قریب کی
مسجد میں چلے جاتے ہیں اس دارالسلطنت وسیع ایسے قسطنطنیہ میں سال بھر
میں چار چوریاں بھی نہیں ہوتیں حالانکہ یہاں کے تاجروں کی یہ عادت
ہے کہ اوقات مقررہ نماز پر اپنی دوکان چھوڑ کر مسجد چلے جاتے ہیں اور
دوکانوں کے کھڑکیوں دروازے [illegible] کو ایک کاٹ کی سلاخ سے بند ہوتے ہیں
[illegible] ایسا نہیں ہوتا کہ پیرس اور لندن میں جہاں فقط نصاری کے مکان
ہیں چوری اور خون نہ ہوتے ہوں [illegible] راقم کہتا ہے کہ قسطنطنیہ پر کیا موقوف
بلکہ تمام ملک روم کے لوگ ایسے ہی ایمان دار ہیں چنانچہ تھوڑی عرصہ کی
بات ہے کہ ایک سیاح انگریز نے ہندوستان اخبار دہلی میں ایک چٹھی لکھی
جس میں وہ لکھتا ہے کہ میں ایک دن مقام [illegible] صوبہ [illegible] کا
[illegible] کوئی تھا اپنا اور اپنی [illegible] چھوڑ کر چلا گیا [illegible]

اور چاہتا تہا کہ تہوڑسی پیالی پی اور اپنے رفیق کے سونیکی لیئے لون کہ اتنی مین ایک ترک
کہ اوس سی زیادہ کوئی شخص خلیق نہوگا آیا اور کہنے لگا کہ مین تمہارے ہمراہ چلتا ہون
یہہ بات سننے کی ساتہہ ہی اوس دہقان نے بیل گاڑی کہولی اور ہمارا اسباب
سڑک پر ڈالدیا اور جب مینے دیکہا کہ وہ گاڑیبان خود بہی چلا جاتا ہی تو مینے
کہا کہ کسی شخص کو اسباب پاس ضرور رہنا چاہئیے پس اس کلام سی وہ ترک
متعجب ہوا اور کہنے لگا کہ کسی شخص کی یہان رہنے کی کیا ضرورت ہی پس
مینے کہا کہ میری اسباب کی حفاظت کے لیئے اوس مرد مسلمان نے کہا کہ حضرت
اگر آپکا اسباب ایک ہفتہ تک دن رات یہین پر پڑا رہے تو کوئی آدمی
ہاتہہ نہ لگائیگا پس مینے اوس قول پر عمل کیا اور جب مینے مراجعت کی تو
اپنا اسباب بجنسہ پایا پس ملاحظہ کیجیے کہ سپاہ ترک کی ہمیشہ اوس راستہ
سے آمد و رفت رہتی تہی لیکن کسی شخص نے اوس اسباب کو چہوا تک نہین پس
چاہئیے کہ یہہ قصہ عیسائیون کو لنڈن مین منبرون پر سنایا جاے اور اگرچہ بعضی عیسائی
یہہ خیال کرینگے کہ ہم خواب دیکہتے ہین یعنی اس قصہ کا اعتبار نکرینگے لیکن
اونہین لازم ہی کہ خواب غفلت سی بیدار ہون اور اس قصہ کو بگوش ہوش
سنین پس راقم کہتا ہی کہ اس ملک یعنی روم کی حمالون کی دیانت پر ہمارے
ملک کے مزدورون کی دیانت سی زیادہ اعتبار کرنا چاہئی اسواسطے کہ حمال مسافرونکو
کی تہیلے محلہ گلاٹا کے دوکانون سے جہازون پر لیجاتے ہین اور بعض الاوقات
ہی کہ کبہی ایک تہیلا بہی نہین کم ہوتا یہہ سچ ہی کہ تمام قوم ترک امانتداری
اور دیانت مین ضرب المثل ہے اور اسلیے یہہ امور ان لوگونمین اور بہی آسان ہوگئے ہین

چھاپہ نقل ہے کہ ایک تاجر گلاٹہ سے قسطنطنیہ کو مراجعت کرتا تھا اور اوسکے پاس ایک
تھیلی روپیا شتر سرکی تھی جب وہ تاجر توپ خانے کے لنگرگاہ مین جہاز سے اوترنے لگا
اتفاقاً وہ تھیلی شگافتہ ہوگئی اور روپیہ ساری لنگرگاہ مین پھیل گیا اور اوسمین سے
کچھہ روپیہ سمندر مین بھی گر پڑا سب لوگ وہان تھے اوس روپیہ کو سڑک سی سمیٹ
نے لگے اور بعضے تو روپیہ نکالنے کو سمندر مین کود پڑی اور وہ تاجر بیچارا بھی
ماری خوف کے انہین کے ساتھہ دوڑتا پھرتا تھا اوسنے دیکھا کہ جہان جہان
لوگ روپیہ پاتے ہین اوسے تھیلے مین جمع کرتے جاتے ہین پس یہہ دیکھنے سی
یہہ اوسکو ... یہان آگئے اور ایک حمال نے اوس تھیلے کو اوٹھا لیا اور
اوس تاجر کے ساتھہ اوسکے گھر پہنچا آیا جب وہ سوداگر گھر پہنچا تو حمال کو مزدوری دینے
دیکر جلدی جلدی اپنا روپیہ گننے لگا اور دیکھا کہ ایک روپیہ بھی کم نہین فقط

رحم و سخاوت اہل اسلام

واضح ہو کہ ترک وجوہ مرقومہ ذیل سے مذہب عیسائی کو ذلیل و حقیر سمجھتے ہین
اور یہہ لوگون نے احکام مذہبی کی بجالانے مین غفلت اور تساہل اختیار کیا ہے
تاہم انہین لوگون نے وہ امور دنیوی اختیار کیے ہین جو امور ضروریہ مذہبی مین
مخل ہین مثلاً یہہ لوگ ذلیل ترین مطالب کے انجام دینے کے لی بلا تکلف
اپنی مذہب سے دست بردار ہوجاتے ہین پس انہین جو ہوتے ہین وہ لوگ
یورپ کو بلاد کفار کہتے ہین اور جب ہمارا ذکر کرتے ہین تو لقب ملحد (یعنی بی ایمان)
سے بھی لفظ کافر کے ساتھہ شریک کر لیتے ہین لیکن یہہ تبدیل تحقیر اسکا باعث
نہین ہوتی کہ وہ لوگ ہمپر ظلم کرین چنانچہ اس رسالہ مین ہم نے اکثر مقامات

پر بہت سی نظروں سے ثابت کیا ہے کہ ظلم و تعدّی در باب مذہب جن عیوب سے ترک
متہم ہو گئے ہیں جہلاء اور عوام الناس اہل اسلام سے بھی ظہور میں نہیں آتی چہ جائیکہ
علماء و مخصوصین اسلام جسطرح دنیا میں کوئے جبر عثمان لیے سی اوسکا مذہب
نہیں ترک کرا سکتے اوسیطرح وہ یہہ نہیں چاہتا کہ کسے کی دین میں مخل ہو اور
اگر کوئی شخص کسی ترک کو خوش کری اور اوسے محبت پیدا کری تو وہ کہتا ہے کہ
خدا تیرا انجام بخیر کرے اور اس قول سے اوسکے یہہ مراد ہی کہ خدا تجھی توفیق دی
کہ تو مسلمان ہو جائی بس اسیقدر ترک مذہب کے باب میں کر سکتا ہی اور اس سے زیادہ
کرنا اوسکے نزدیک ملک خدا میں بدعت کرنا ہی علمائی اسلام کا یہہ قول ہے کہ تقلیب
قلوب خدا کا کام ہی اور انہیں علماء کا یہہ بھی مقولہ ہے کہ ہر شخص سی نیکی کرو اور جہلاء
سے محبت نکرو (واضح ہو کہ ملک روم میں مذہب کے باب میں کبھی ظلم و تعدی نہیں ہوئے
بلکہ جو شخص ظلم نصاری سی وہاں بھاگ آتا ہی تو وہاں کے لوگ اوسی پناہ دیتی ہیں اور اگر
اس بات میں کسے کو شک ہو تو تواریخ میں دیکھلے چنانچہ تواریخ سی ثابت ہوتا ہے
کہ پندرہویں صدی عیسوی تک میں ہزاروں بنی اسرائیل ملک اسپانیہ اور پرتگیز سی
نکالے گئے اور اسی ملک روم اونہیں پناہ دیے اور اسی ملک میں چار سو برس
تک اونکی اولاد و احفاد امون و محفوظ رہی سوا اون لوگوں کے جو ایسی مقامات پر رہتے
تھے جہاں ظلم و تعدی نصاری سی خصوصاً فرقہ ضلالت شعار روس کی تھی اونہیں سلاطین نے
حفاظت و حراست کرنے پڑی چنانچہ اتینس پایہ تخت یونان میں ظلم
نصاری سے یہہ کیفیت ہی کہ جبتک الہیز حضرت عیسیٰ مسیح کے دوبارہ زندہ ہو کر آسمان
پر چلے جانیکا جشن رہتا ہے جبتک کوئے یہودی گھر کے باہر آنے کی جرات

نہین کرتا لکن روم مین یہہ حال ہے کہ اگر بنی اسرائیل ہمیشہ نصارا ...
سے ذلت اوٹھاتے ہین تو اوس ملک کے حکام اگر اور کچھہ نہین کرتے تو اونکی ...
ہین توسیع کرتے ہین ممالک ماموسہ وسیعہ سلطان روم مین ہر مذہب اور ہر قوم
کے لوگ برابر ہین یہہ سچ ہے کہ مسجدین گرجا اور سنیاگوگ معبد یہود ...
ہین لکن نصارے اور یہود کو اونکے عبادت سے ممانعت نہین کرتین لکن قسطنطنیہ
اور سمرنا کے رومن کیتھولک (نصارے قدیم) سقدر ظلم نہین کرتے جسقدر پارس اور لیئنس
بہت دو بوشہر بلاد فرانس مین ہین) کے لوگ تعدی کرتے ہین اور تسلط ور انصارے
کے نصارے پر روم مین ایسا کوئی قانون نہین کہ رسوم ظاہر پر مذہبی کے تاکید کرتا ہو لکن
بلکہ خدا کو نہ جا مین بند کرے کہے بلکہ وہان یہہ دستور ہے کہ جب مردی کو خواب گاہ
عدم کو لیجاتے ہین تو سب پادری صف بستہ شمعین لئے ہوئے اور خدا کی
کالی ہوئے اوسکے تشییع کرتے ہین اور یوم ولادت مسیح کو سب پادریان پیرا او ...
صف بستہ چلتے ہین اور اونکے آگے خاصلیب و علم مسیحی ہوتا ہے اور اونکی ہمراہ
ایک دستہ سرکاری سپاہیونکا ہوتا ہے جو خود ترکون کو راستہ سے ہٹاتے
جاتے ہین تاکہ پادریونکی جماعت بسہولت گذر جاسکے لکن اب اگر کوئی صاحب
راقم سے کہین کہ پادشاہان فرانس اور آسٹریا نصارے بلاد شرقیہ کے حفاظت
کرتے ہین اور شاہ روم نصارے یونان کے حراست کرتے ہین اور شاہ
انگلستان نصارے فرقہ پراٹسٹنٹ کے نگہبانی کرتے ہین تو راقم اونکے جواب
مین کہیگا کہ مسلمہ ایسا ہی ہے لکن ہم پوچھتے ہین کہ بیچارے یہودیون کو کون
بادشاہ عیسائی بچاتے ہین دو تین برس کا عرصہ ہوا کہ ایک یہودی خچر والا

حاکم موصل پاس پکڑا آیا اور اوسکے نسبت یہہ تہمت کیے گئے کہ آنحضرتؐ کو دشنام
دی ہی اور اس امر سے سب لوگون مین تہلکہ سا پڑ گیا جب حاکم موصوف سے
وہ الفاظ دشنام سنی جو یہودی متہم کیطرف منسوب کیے گئے تہی تو وہ بڑی کراہت
سے یہہ کہتا ہوا پیچہے ہٹا کہ یہ غیر ممکن ہے کہ کسے شخص سے ایسی کلمات
کہے ہون اور اوسیوقت اوسپر غضب خدا نہ نازل ہوا ہو پس ہم نہین یقین
کرسکے کہ یہہ خچر والا اس گناہ کا مرتکب ہوا ہے اور یہہ میرے گستاخی ہی
کہ ایسے شخص کو سزا دون جسے خدا نے عذاب نہ کیا ہو یہہ قصہ رحم و عفو
اہل اسلام کے کیا عمدہ نظیر ہے لکن تعجب ہے کہ کتنے اشخاص آس
فرانس مین سے اخبارات آسبرگ گزٹ اور اتہینس ابزرور کے بیانات پر یقین کر
ہین کہ اہل روم ہر روز نصاری پر ظلم اور عقوبت کرتے ہین اور وہ لوگ یعنی
اہل فرانس شعرا اور ظرفا کے قول پر یقین کرتے ہین کہ سلطان روم
نے سہر دربار ایک رومال سے اپنے جاریہ معشوقہ کو پہنکا اور عورتون کو زندہ
گٹہرے مین سلوا کر باسفرس مین ڈبوا دیا اور واضح ہو کہ شاہنشاہ روم نے جب
قواعد عفو و درگذر سے عدول کیا جبکہ اونہون نے دیکہا کہ اسے عفو شاہی
سے کبر دیے مین لوگ مذہب کے بارہ مین زیادتیان کرتے ہین اور اونکی
نیتون مین اور مقدمات سلطنت مین فساد پڑتا ہے راقم کہتا ہے کہ فقط
فرقہ لزارسٹ جو [illegible]ع مین ملک روم مین آئی ہے اپنی کام کو خوب سمجہے
اور اونہین مین سے کئی پادری جو ملک لیونٹ مین منتشر ہین در حقیقت اپنی
وعظ کا ثمرہ حاصل کرتے ہین اور حکام روم ان پادریون کو وعظ سے

منع نہیں کرتے بلکہ اونکے بہت خائف ہیں کہ اس [illegible] اونکے تابع رہتے ہیں
کیا یہہ شخص (جسکا ذکر ذیل میں ہے) تارک تھا اور ترک سے ایسا کہ ۱۸ [illegible]
بے چھپے کا اندرون میں سے سب سے حاسب پڑھتے ہیں جو ۱۲ [illegible]
سے پیشتر اس جری کو دیکھنے گیا [illegible] بلا خطا [illegible]
کو ایک خلعت فاخرہ بھیجا کہ جو طالب علم غریب ہو اور اس انعام کے لیاقت رکھتا
اوسے یہہ خلعت عنایت کیا جائے قائل لوگوں کے نزدیک کوئی شخص [illegible]
سب فرائض پر مقدم ہے چنانچہ بابل شاعر ترک نصیحت میں [illegible] کہتا
کہ ہمیشہ اپنا دروازہ درویش اور غریب کے لیے کھلا رکھ [illegible]
بہ نسبت مسجد میں بلانے کے اور ہمیشہ زکوۃ دے [illegible] حج [illegible]
[illegible] ان سب کے نزدیک خیرات اور [illegible] میں کچھ فرق [illegible] اور حج
زکوۃ دینے میں قصور کرتا ہے اوسکو فقط فریقہ [illegible] سمجھا [illegible]
بلکہ فقط ایسے واجب کے ترک کرنے ہی اسلام سے خارج ہوگا سو فقط زکوۃ
حج روزہ ماہ رمضان نماز اور کلمہ اقرار [illegible] یہہ پانچ چیزیں اصول [illegible]
دین اسلام ہیں اور ہم نے کے مقام پر بیان کیا ہے کہ سخاوت اور خیرات کی
اہل اسلام میں کچھ حد نہیں اور اونکے نزدیک خیرات دینے میں فرق مذہب
بلکہ بغض و عداوت ذاتی کا بھی خیال نہ کیا جائے اور ان لوگوں کے
سخاوت اس درجہ کو پہنچی ہے کہ تمام [illegible] کہتا ہے
کہ [illegible] میں جو مومن کے [illegible] لیکن فقط قسموں [illegible]
[illegible] مسکین کے خبرگیری نہیں کرتے بلکہ نام [illegible]

اور شرفاء اہل اسلام نے از راہ سخاوت مسافرون اور غریبون کی پرورش
اور حفاظت کے لئے اسباب مہیا کیے ہین اور یہہ احسان فقط آدمی ہی پر واقع
نہین ہوئے ہین بلکہ حیوانات کے لئے بہی عمارتین مذکورہ بالا مین مستر
ای ایسینی صاحب قسطنطنیہ کے جنگلی کتون کی بابت مین کہتے ہین کہ چونکہ یورپ کے
لوگون نے جو بالفعل اس شہر مین مقیم ہین ان کتون کو بہگا دیا ہی تو یہہ جانور
بعید ترین محلات شہر مین بہاگ کر چلے گئے ہین اور وہان یہہ لوگ ایسے سخی
اور نیک دل ہو گئے ہین کہ ہر روز صبح کو وہ نہین کہانا دیتے ہین اور جب اونکی مائین
بچے دیتی ہین تو اونکی بہی خبرگیری کرلیتے ہین اور اونکے بچون کو بچاتے ہین کہ ہمارے
مین شہر کے مرنجائین بلکہ وہ لوگ اسقدر انسانیت کرتے ہین کہ ان کتون کی
پرورش کے لئے جائداد چہوڑ جاتے ہین یہہ سچ ہی کہ عثمانی لوگ کتے کو مثل سور
کے نجس جانتے ہین اور چونکہ کتے کے رہنے سے اونکی طہارت شرعی مین فتور آجاتا ہے
لہذا وسے اپنی گہر مین نہین رکہتے لکن اپنے محلہ کے کتون کی خبرگیری اپنے اوپر فرض عین
سمجہتے ہین (واضح ہو کہ) آنحضرت ؐ نے سخاوت کا حکم فرمایا ہی اور اس نیکی کو اون
سب نیکیون پر مقدم فرمایا ہی اور سخاوت بہی کیسی کہ جسمین حیوانات بہی
داخل ہین خلاصہ یہہ کہ راقم کے نزدیک یہہ ہے کہ جسی انسانیت و مروت
کہتے ہین وہ ترکون مین پائی جاتی ہے اور ہم نہین جانتے کہ اس قوم سے زیادہ
جسی عیسائی جاہل و بدخلق سمجہتے ہین کوئی اور قوم بہی صاحب مروت ہے فقط

حصہ سوم جوابات اتہامات نسبت آنحضرت

باب اول واضح ہو کہ جتنے اتہامات آنحضرت ؐ کی نسبت کیے گئے ہین اون سب کا خلاصہ

چار تہمتین مرقومۂ ذیل ہین **تہمت اوّل** آنحضرت نے ایک بنا اور جہوٹا مذہب
جہوٹ موٹ میں بنکر وا دیکر رواج دیا حالانکہ یہہ مذہب آپ نے ذاتی شہوت و نفسانی کی
تسکین کیلئے ایجاد کیا تہا **تہمت دوم** آنحضرت صلعم نے اپنے مذہب کو بزور شمشیر رواج دیا
اور اسیواسطے لاکہا آدمیونکو ناحق قتل کیا اور لاکہا کو مصیبت و تکلیف مین مبتلا کیا
تہمت سوم قرآن مین بہشت کا وصف شہوانی اور نفسانی سے متصف کیا ہی **تہمت چہارم**
تعدد ازدواج کو جایز کرکے آنحضرت نے عیاشی اور بدفعلی کی جرأت دلائی فقط **جواب**
تہمت اول راقم کہتا ہی کہ اکثر حالات آنحضرت صلعم سے ثابت ہوتا ہی کہ آپ قبیح طمع سے بالکل
بری تہے اور خاص کر کے اس امر مسلّم الثبوت سے کہ حالانکہ آپکی حیات مین آپ کا مذہب
قائم ہوگیا تہا اور حکومت غیر محدود رکہتے تہے لیکن کبہی اس حکومت سے منتفع نہین ہوے
اور کبہی اپنی شوکت و حشمت نہین چاہی بلکہ آپ صلعم کے اطوار و عادت مین جو سادگی
اور بے تکلفی ابتدا مین تہی وہی آخر عمر تک بہی اب یہہ امر باقی رہا کہ آنحضرت صلعم نے یہہ مذہب
اپنی شہوت نفسانی کی تسکین کیلئے ایجاد کیا تہا اسکا جواب یہہ ہے کہ خود جب آپ
مبعوث ہوے تہے اوس زمانہ مین تمام عرب مین ازدواج کی کوئی حد مقرر نہ تہی پس
لہذا یہہ بات خلاف قیاس ہے کہ آپ ازدواج کی ایک حد معین کر دیتے درحالیکہ
اپنی شہوت نفسانی کی تسکین مقصود تہی علاوہ ان سب امور کے یہہ دلیل بہی آنحضرت صلعم
کی برأت کی ہوسکتی ہی کہ باوجودیکہ مثل اپنے اہل وطن کے عورتون کی محبت آپکی
طبیعت مین داخل تہی لیکن کبہی آپنے اپنے تئین ازراہ تصنع عیوب انسانی سے بری
نہین کیا بلکہ برخلاف اسکے فرمایا کہ مین ایک بشر ہون مثل تمہارا اور داؤد پیغمبر
اور بادشاہ کی نسبت جنکے بارہ مین توریت مین لکہا ہی کہ یہہ شخص خدا کے

... کا ہی (یعنے خدا کو پسند ہی آنحضرتؐ ایسے ہی ہین جیسا وہ فرماتا ہے کہ ... جو داؤد کے
... (یعنی بہت پاک ہین) اب اوسکا حال سنیے کہ زوجہ اول اوسکی میکال
دختر ساؤل ... تہین ... وجہ ... ایام دولت ... ہین ... ہین لگئین تہین اور بعد ازان
... موصوف کی عقد ... کر دی گئی لیکن تاہم زوجہ اول کی طلب سے بازنہ آئے اور قبل
اسکی ... دوبارہ اپنے عقد مین لائے داؤد نے اوسکے شوہر دوم ... سے اوسے
زبردستی ... لیا اور چونکہ وہ شخص اپنی زوجہ سے بہت محبت رکھتا تہا تو جب اوسے
اوسے چہینا تو ... تا آوسکے ... دوڑا گیا اپنی زوجہ کے پیچھے مثل بچہ کی چلاتا ہوا چلا
گیا علاوہ ... داؤد نے ... ایک بادشاہ غیر مختون کی بیٹی سے عقد کر لیا اور اگرچہ
بہتسی ازواج سوا ... رکہتے تہے لیکن اسکا بہی لحاظ نہ کیا بلکہ بیت المقدس مین بہت
کسبیاں گہر مین ڈال لین ان سب امور سے عجیب تر تو یہ ہے کہ باتہہ ... زوجہ اوریا
کے ... قتل عمدا اور خون ناحق کے بہی مرتکب ہو
ہر چند اگلے زمانہ کے ... سے ... داؤد ... لیکن ... کسیطرح ... مشہور ہے
... سی عورتون ... تسلین ہو ... آخر الامر ... سو شوہر اوسکا ایک جوان ... تہا جس نے
اپنے جان کی جوکہون کیا اور ... ساتہہ ... داؤد اوسے قتلا کو حکم کیا کہ سب سے زیادہ
کم سن اور حسین عورت میری ... تلاش کر لاؤ پس ... پوچہتا ہے کہ آیا ... سکتی ہین یا کہ یہ ... جو
داؤد نے کیا نہایت بعید ... معصوم کا کام ... عیسائی ... ہی کہ جب آنحضرت پر ... تہمت
پرستی کی تہمت کرین تو اس مثل کو یاد کرلین کہ جو لوگ شیشے کے مکان مین رہتے ہین انہیں
پہلے پتہر مارنا ... راقم کہتا ہے ... حکومت حاصل کرنے اور اوسکے استعمال کرنے مین
آنحضرت نے حضرت موسیٰؑ کی متابعت کی اور واقعی اگر موسیٰؑ ایسی حکومت نہ کرتا

جب سے گروہ او سربراہ اور ربانی اور ترویج شرع کو جو اہم نبوی ہے ال بہ
بگمری رہا کرے نہ لیجا سکے لیکن اس حکومت کی اختیار کرنے سے کسی شخص بات
حضرت موسی پر یہہ تہمت نہیں کہ اس امر عظیم یعنی سربراہ کاری بنی اسرائیل کے
سرانجام دینی سے اونہیں طمع نفسانی مقصود تھی اسواسطے کہ بدون اس حکومت کے
پیغمبر موصوف اوس رسالت کی تکمیل نہ کرسکتے تھی جسکی واسطے مبعوث ہوا یعنی خدا نے
اونہیں مبعوث کیا تھا ایسی ہی عرب کے مقدمہ میں بھی ہوا کہ چونکہ یہہ لوگ بہت
سی قبایل میں منقسم تھی اور ہمیشہ آپس میں لڑا کرتے تھی پس آنحضرت کو انہیں متفق
کرکے ایک گروہ کرنیکی اور انمیں مذہب اسلام قایم کرنیکے اور کوئی تدبیر نہ بن
بجز اسکی کہ خود سربراہ کاری اور سرداری اختیار کریں پس یہہ امر (یعنے سرداری
عرب) تہمت طمع سے آپ کو بری کرتا ہے اب باقی رہی تہمت جعل یعنی کذب
و بناوٹ پس اس اعتراض کا بطلان اس بات سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت
کی تربیت میں اول عقاید توحید خدا ہے اور یہہ ایسا عقیدہ ہی کہ خود جناب
مسیح نے تعلیم کیا ہے اب اگر کوئی شخص کہے کہ لفظ جعل سے یہہ مراد ہے کہ آنحضرت
نے پیغمبری کا حیلہ کیا تھا اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ دونو امر یعنے بت پرستی کو رفع کرنا
اور ایک خدا سچے برحق کے عبادت مقرر کرنا اور ان لوگوں میں جو پہلی امر میں
گمراہ اور دوسری بات سے بے بہرہ تھی ایسی لائق ہیں کہ اسکے تبلیغ و ہدایت
خدا کے طرف سے ہو اور یہہ امر بیشک یقینی ہے کہ آنحضرت نے عرب میں
ایک خدا کے عبادت قایم کر دی اور بت پرستی کو اوس ملک سے ایسا نیست و نابود
کیا کہ ہزار برس سے زیادہ گذرا کہ پھر کسی پیرایہ میں عبادت اصنام وہاں

نہ ہوئے لیکن برخلاف اسکے جب بت پرستی عیسائیون مین دوبارہ رائج ہوئے
تو جس فرقہ نے غلبہ حاصل کیا تہا بت تمثالون کی تکثیر کرنے لگا فقط اس سبب سے
کہ انہون نے اون بت پرستون کے معبودون کو توڑ ڈالا تہا علاوہ اون ارشادات
کے جنمین یہہ تاکید ہی کہ بت پرستی کو بیخ و بن سے اوکہاڑ ڈالو اور احکام سے
آنحضرت صلعم کے اس امر کی تاکید شدید پائی جاتی ہی کہ وہ مکارم اخلاق اختیار کرو
جو ایک شخص کو دوسرے کی نسبت فرض ہین اور جہان جہان آپ صلعم کا مذہب پہنچا
ہو وہان اخلاق حمیدہ کے عمل مین لانیکی تاکید رہی اور جو لوگ حضرت صلعم کے بہت
بڑے دشمن ہین وہ بہی اعتراف کرتے ہین کہ تمام قران مین اخلاق
بجالانیکی تاکید شدید ہے اور واضح ہو کہ عرب کا دستور تہا کہ اپنی تحریر اور تقریر
مین استعارات اور مجازات اکثر استعمال کرتے ہین چنانچہ حسب رسم عرب اکثر احکام
آنحضرت صلعم بہی استعارات و لطائف سے مملو ہین لیکن ان لطائف مین سے کسی پر
مورخین عیسائیہ نے اسقدر طعن اور مضحکہ نہین کیا جسقدر آپ صلعم کے سفر
یعنی معراج پر کیا ہے لیکن راقم کہتا ہے کہ ان نکتہ چینون کو یاد رکہنا چاہیئے تہا
کہ یہہ حکایت اوس قصہ کی نسبت ذرا بہی بعید از عقل اور خلاف قیاس نہین
جسمین یہہ ہے کہ ایک جنگل مین شیطان نے مسیح کو اغوا کیا جیسا کہ انجیل مین لکہا ہے
پہر شیطان اونہین یعنی مسیح علیہ السلام کو ایک بڑی اونچی پہاڑ پر لے گیا اور اوسے سب
سلطنتین روی زمین کے اور اونکی حشمت دکہلا دئے آخر حقیقت یہہ ہے
کہ سفر شب مین ایک استعارہ ہے اور وہ بہت آسانی سے بیان ہو سکتا ہے
مثلاً براق جسکے معنی حقیقی بجلی کے ہین خیال سے کنایہ ہے اسراء اصلی کہ خیال

بجلی سے بھی زیادہ جلد دوڑتا ہے اور وہ نردبان نور جسپر حضرت اور جبرئیل آسمان
تک گئے تھے غور سے کنایہ ہے اسواسطے کہ غور کے ذریعہ سے آدمی تمام آسمانون پر جاتا ہی یہان
پھر آتا ہے یہان تک کہ تخت گاہ جناب باری تک پہنچ جاتا ہے اور وہ عجائب ملکوت
جلیلہ اون سے خدا خوش ہوتا تہا اور جسکے آواز سے بشر نے نہ کبھی سنی اور نہ اوسکے
اور نہ اوسکے ذہن مین خطور کرسکتے ہے صالحین کے نماز سے کنایہ ہی اور
علے ہذا القیاس باقی قصۂ معراج کی تاویل ہوسکتی ہے راقم کہتا ہی اسی قصہ
معراج مین یہہ سوال معقول ہوسکتا ہی کہ آنحضرت صلعم کو استعمال استعارات مجازات
سے کیون منع کرتے ہو حالانکہ فقہا و متکلمین نصاری نے بہت سے استعمال مجازات
کیا ہی اسواسطے کہ بہت سے مسائل اونکے طریقہ مین ایسے تہی کہ انہین مجازات
سے حل ہونے تہی اور اگر یہہ استعارات نہ استعمال کرتے تو مطلب خبط ہوجاتا چنانچہ
توریت مین ایک پیغمبر سے نقل ہے کہ اَہاب کے فریب دینی کو خدا نے جو خالق
حق ہے جن کاذب لیئے شیاطین سے مشورہ کیا تہا عبارت تو یہہ ہے
اور خداوند نے کہا کہ کون شخص ترغیب دیگا اَہاب کو کہ وہ جائے اور رامُوت جلعاد مین
گر پڑے پس کسی شخص نے کچہہ کہا اور کسی نے کچہہ کہا تب ایک روح پیدا ہوا
اور خداوند کے سامنے کہڑا ہوگیا اور کہنے لگا کہ مین اوسے ترغیب دونگا پس
خداوند نے اوس سے کہا کہ جلد جا اوسنے کہا کہ مین جلد جاتا ہون اور مین جہوٹی
روح ہو نکلا یہہ مین اوسکے سب پیغمبرون کے پس خداوند نے اوسے کہا
کہ تو اوسے ترغیب دیجیو اور اسمین غالب ہوجیو پس جا اور کر اب غفلت ایسا ہی قسم
ایسے استعارات کے اور مثالین کتب مقدسہ سے بیان کرتا ہے اور پوچہتا ہی

موسیٰ ؑ نے تعلیم کیا تھا لیکن اتنا فرق ہے کہ ہمین ایک دوسری نسبت نیکی
کرنیکی بہ نسبت اُمم سابقہ کے زیادہ تر تاکید ہی اور خدا نے ایسا طریقہ
ہمارے واسطے مقرر کیا ہی جسکے سبب سے ذلیل ترین اور جاہل ترین نفس
بخوبی جان سکتا ہی کہ کب اوسنے ان افعال نیک کی مخالفت کی اور کب
انہین بجا لایا اور وہ طریقہ اس قول مسیح ؑ سے بخوبی واضح ہی کہ سلوک کرو
اوروں سے اوسطرح جسطرح کہ تم چاہتے ہو کہ وہ تمسے پیش آئین (واضح ہو
کہ جب جناب مسیح ؑ مبعوث ہوئے تھے تو جو یہودی یہودیہ مین رہتے تھے اونکے
اخلاق بہت خراب ہو گئے تھے اور اونکے علماء اور عوام الناس دونونمین
نفس پرستی اور خود پسندی بہت بڑہ گئی تہی اور اوس ملک مین سوا حرص
و طمع اور ظلم و جور کے اور کچھہ دکھائی دیتا تھا اسواسطے کہ اون لوگون نے
(یعنی یہودیون نے) ایمانکو بعض رسوم اور قواعد شدیدہ ظاہریہ کی بجا آوری مین
منحصر رکھا تھا اور اصل اور لُبّ مذہب ضایع کر دیا تھا پس جناب مسیح ؑ کی
رسالت کا فقط یہہ مقصود تھا کہ شریعت اصلی اور واقعی حضرت موسیٰ ؑ کو بحال
کرین اسواسطے کہ تمام احکام مسیحی اسی امر کیطرف منجر ہین پس اس تمہید سے یہہ بات
بخوبی ثابت ہوتی ہی کہ اصل مین شریعت عیسیٰ ؑ فقط مجدد ملت موسیٰ کی
تہی لیکن برخلاف حضرت مسیح ؑ کے کہ اونہین یہود کو صرف احکام حقہ
تعلیم کرنی پڑے) آنحضرت ؐ کو فقط اخلاق حمیدہ کی تعلیم اور تاکید نہین
کرنی پڑی بلکہ عبادت خداے یکتا بہی قایم کرنی پڑی اسواسطے کہ تقدیر
الٰہی سے جن لوگونمین آپ مبعوث ہوئے تھے وہ ان دونون

باتون مین (یعنے عبادت خدای یکتا اور اخلاق حمیدہ مین گمراہ تہی پس
آنحضرت صلعم کا یہہ مقصود تہا کہ مذہب اسمعیل علیہ السلام بانی قوم عرب از سر نو رواج دیا
اور وہ یہہ تہا کہ خدائی یکتا کی عبادت کرو پس یہی وجہ اس بات کے ثبوت
کی لئی کافی ہی کہ آنحضرت صلعم اس قول مین بیشک صادق تہے کہ مین عرب کو
مذہب جدید نہین تعلیم کرتا ہون بلکہ وہی دین سکہاتا ہون جو اونکی جد حضرت
اسمعیل علیہ السلام نی بہت مدت پیشتر رواج دیا تہا پس اب راقم کہتا ہی کہ آیا ممکن ہے کہ
جس شخص نے اپنے ملک کی لوگون کی عقائد و رسوم ابد الاباد کی لئی درست
اور شایستہ کی ہون اور بعوض طریقہ باطلہ بت پرستی جسمین سالہا سال
سی اوسکی ملک کے لوگ غرق تہے عبادت خدای یکتا و برحق رواج دی ہو
اور جس شخص نے قتل اطفال موقوف کر دیا ہو اور استعمال مسکرات اور وہ
لہو و لعب ممنوع کر دی ہون جنمین بازی ہوتی ہی اور جو منشاء تخریب اخلاق
ہین اور جس شخص نی رسم تعدد ازواج جو اوسکی زمانہ مین مروج تہا اور جسکی کوئی
حد نہ تہی بالنسبۃ محدود کر دیا ہو ہم پہر پوچہتی ہین کہ آیا ممکن ہی کہ ہم گمان کرین
کہ ایسا مصلح اور مہذب جلیل الشان جسنی ترویج احکام حقہ مین ایسی سرگرمی اور
جانفشانی کی صرف ایک جعلساز اور مکار تہا اور اوسکی تمام افعال و اقوال مین
محض کذب بہرا تہا آیا ہم یہہ وہم کر سکتی ہین کہ اوسکی رسالت منجانب اللہ نہ
تہی بلکہ اوسکا ایجاد تہا اور تمام عمر وہ شخص خود اپنی کذب پر متنبہ اور معترف رہا
استغفر اللہ یہہ گمان اوسکی نسبت نہین ہو سکتے یقین کرنا چاہئی کہ وہ شخص (یعنی آنحضرت
بنفسہٖ آگاہ تہا کہ مین حق پر ہون اور اسی وجہ سے اظہار حق مین ایسا مستقل و ثابت قدم

که کبھی اوسکا قدم ثبات پیچھے نہین ہٹا اور نہ اوسکے استقلال کو لغزش ہوئی
بلکہ جسوقت سے اوس شخص نے اپنی رسالت کا اظہار اپنی زوجہ خدیجہ سے کیا
جبتک کہ آغوش عائشہ مین وفات پائی اون اعزا و رفقا کی کہنی مین بہی
نہ آیا جو اوسکی حالات سے بخوبی واقف تہی واقع مین ایسے شخص صادق اور صالح
کو جو اپنے خالق پر اعتماد و وثوق کامل رکہتا تہا اور جسنے عقاید و اعمال عباد کو ایسا
مہذب اور درست کیا یہہ کہنا چاہیے کہ بیشک الصادق اور مرسل من اللہ تہا اور
اس امر کا کون مانع ہے کہ اگر اوس شخص کو عباد کاملین مین نہ سمجہین تو عباد صالحین
مین تو تصور کرین اور یہہ کیون نہ یقین کرین کہ اوسنے اپنے زمانہ مین اپنی قوم کو
صدق و راستی تعلیم کی تہی اور اوسکو خدا نے اسواسطے مبعوث کیا تہا کہ
اپنی امت کو اوسکی توحید اور صداقت سکہائے اور اونہین احکام انتظام ملک اور
اخلاق حمیدہ تعلیم کیے جو اونکی مناسب حال ہون پس اس بیان سے ثابت ہوا
کہ بیشک آنحضرت صلعم کو اپنی رسالت کا ایسا یقین واثق تہا کہ ہرچند کفار نے
تمسخر اور مضحکہ اور ظلم و تعدی آپ پر بہت کی لیکن آپ صلعم کا قدم ثبات پیچھے نہ ہٹا
اور ہرچند بہت تخویف کی اور تکلیف دی لیکن آپ صلعم اونہین توحید اور بت شکنی
تعلیم کرنیسے باز نہ آئی اور ایسی اخلاق حمیدہ اور افعال پسندیدہ کی اونہین ترغیب
دی کہ آپ صلعم کے عہد تک کسی شخص نے کبھی ایسے افعال و نہ ایسی تعلیم کی تہی
اور آنحضرت صلعم نے نہ تو ریاست دنیا طلب کی اور نہ حکومت عقبی بلکہ فقط
عفو و رحم خدا سے طلب کیا اور اس امر کی توفیق مانگی کہ بندون کو بوعظ و نصیحت
راہ راست پر لائین در حقیقت آپ صلعم کا یہہ مقصود تہا کہ بندگان خدا انصاف کرین

اور رحم کو دوست رکھیں اور خضوع و خشوع اپنے خالق کے سامنے حاضر ہون اور
یہ عقیدہ بہی آپ نے تعلیم کیا ہی کہ ایک روز سب عادل اور ظالم پہر زندہ
کیے جاینگے اور خدا اونمین انصاف کریگا اب راقم کہتا ہی کہ بہلا آنحضرت کے
پیروان بدذات و نالایق کو آپ سے کیا نسبت بہلا کہان آپکا رحم اور علم
اور کہان وہ ظلم و جور جو تیمور نے اصفہان مین اور نادرشاہ نے دہلی مین کیے
بہلا کہان آپ اور کہان وہ ظالم جنہون نے ہمارے زمانہ مین جزائر کیاسس
اور سیرس اور سینڈرا کو برباد و تاراج کیا حالانکہ بادشاہان ممالک متفرقہ
کا دستور ہی کہ ادہر کسی شہر کو فتح کیا ادہر وہان کی لوگون کو قتل کرنا شروع
کرتے ہین خواہ وہ لوگ ہتیار بند ہون خواہ بی ہتیار خواہ مجرم ہون خواہ
بی قصور لیکن آنحضرت صلعم کے رحم کو دیکہیے کہ اگرچہ آپ کو کفار سے بہت سے انتقام
لینے تہے لیکن چند ہی مقامات پر اونسے بدلہ لیا اور چند مواقع مین بہی اکثر
ونکی جرمون سے بالکل عفو و درگذر کیا اور یہہ بہی ملاحظہ کیجیے کہ آنحضرت صلعم
نے بہی تو اسی واسطے کہ خانہ خدا کو نجاست بت پرستی سی پاک کرنیکے لیے
چنانچہ جب آپ بعد فتح مکہ داخل خانہ کعبہ ہوئے تو یہہ کلمات طیبہ فرمائے
حق آیا اور باطل دفع ہوا اور ان کلمات سے تین سو ساٹھ بتون نے جو
جلوس مقام مقدس پر نصب تہے زلزلہ ڈالدیا اور منہدم کردیا اور جب اپنے
کام (یعنی دفع بت پرستی) کو انجام دیچکے تو پہر اوس شہر مفتوح مین بہت سی حکام
قائم کر انکی کوشش نہ کی جیسا کہ تہوڑا عرصہ ہوا کہ آپ کے ہمنام فتاح (اشارہ
اسمی محمود غزنوی مراد ہی) نے کیا اور نہ آپ نے اپنی شان و شوکت

ظاہر ہونیکے لیئے کوئی متحمل وسا معبد کے قریب بنایا جو مذہب کی عزت اجلال
ظاہر کرنیکے سبب فتح کیا تھا بلکہ اپنی آبا و اجداد کا مسکن اپنی قوم ہاشمی کی تمکنت اور اپنے
مذہب کا معبد یعنی مکۂ معظمہ چھوڑ کر اپنی ہمت فقر کو مراجعت کیے اور وہاں اپنی
اصحاب وفادار بین جو بوقت امتحان آپؐ کے شریک ہوئی تہی بودوباش اختیار کیے

قسمت دوم

آنحضرتؐ نے بزور شمشیر اپنی مذہب کو رواج دیا اور اسی وجہ سے لاکھا آدمیوں
کو ناحق قتل کیا اور لاکھا کو مصیبت اور ایذا میں مبتلا کیا فقط

جواب

راقم کہتا ہے کہ فرض کیا کہ قول معترض من وجہ صحیح ہے اور یہہ بھی تسلیم کیا
کہ لاکھا بت پرست اسواسطے قتل کیئے گئے کہ انہوں نے وجود خدا کی یکتائی کا
انکار کیا تھا تاہم یہہ جواب ہوسکتا ہی کہ جس بات کا خدا نے [illegible] حکم دیا ہے
وہ بات کسی زمانہ میں ناحق نہیں ہوسکتی اور چونکہ عیسائیوں کو اس بات کا
یقین فرض ہی کہ حق تعالی نے حکم کیا کہ اہل کنعان کو بالکل نیست و نابود کردو
اسواسطے کہ یہہ لوگ بت پرستی کرتے ہیں اور یہواہ (یعنی خدا) نے اس امر کی
تکمیل کے لیئے یہہ معجزہ بھی ظاہر کیا کہ آفتاب اور ماہتاب کو ٹھہرا رکھا تا کہ یوشع
سب دشمنوں کو قتل کر ڈالیں لہذا اگر یہہ لوگ (یعنی عیسائی) منصف ہونگے تو
اس بات کا اقرار کرینگے کہ اگر آنحضرتؐ نے بھی اوسی ذریعہ سے اپنی
مذہب کو رواج دیا تو بجا کیا اور کوئی الزام آپؐ کی نسبت نہیں عائد ہوسکتا
اسواسطے اگر اس بات کو تسلیم نہ کرینگے تو یہہ قباحت لازم آئیگی کہ آنحضرتؐ

سے کے زمانہ کی نسبت حضرت موسیٰ کے زمانہ مین خدا کو بت پرستی سے زیادہ تر نفرت تھا او
آپ کے عہد کی نسبت بادشاہان بنی اسرائیل کے وقت مین خدا کو عبادت اصنام
زیادہ تر ناپسند تھی کہ اونکو اور اونکی تمام رعایا کو فقط اسی گناہ کے سبب سے ہلاک کیا
یہہ سچ ہی کہ آنحضرت صلعم نے جنگ کی تھی لیکن آپ کے جہاد مین اور حضرت موسیٰ کی لڑائیو
مین یہہ فرق بین ہی کہ آپ نے بندگان خدا کو بالکل برباد اور غارت نہین کیا اسواسطے
کہ جہاد کرنیمین یہہ مطلب ممدوح آپ صلعم کی مد نظر تھا کہ تمام قبائل عرب کو متفق کر
ایک گروہ کردین اور بت پرستی کو دفع کر کے عبادت خدا یکتا اونہین تعلیم کرین
اور جن لوگون نے آپ کی شریعت کی متابعت قبول کرلی اونسے آپ بملائمت و
ملاطفت پیش آئے ہان البتہ جن لوگون نے تمرد و جحود کیا اونہین قتل کیا لیکن آپ صلعم نے
عورتون اور لڑکون اور بچون کو بمقصور سمجھکر جان بخشی کی اور اپنے صحابہ کو تاکید کی
کہ جو لوگ قرآن پر ایمان لائین اور اوسکی متابعت اختیار کرین اونہین نہ ستانا بلکہ مثل
بھائیونکی اونسے پیش آنا لیکن برخلاف اسکے حضرت موسیٰ نے قومون کی قومین کی قتل
کر ڈالین اور نہ اونپر رحم کیا اور نہ اونکی اطاعت قبول کی مگر آنحضرت صلعم نے اسلام
مین حضرت موسیٰ کی متابعت کبھی نہین کی ہان البتہ اکثر سلاطین نصاری نے اس فعل
مین حضرت موسیٰ کی پیروی کی خاص کر کے اہل اسپانیہ نے کہ جب اون لوگون نے پیرو
اور میکسیکو کو فتح کیا تو وہان کے باشندون کو بالکل نیست و نابود کر دیا راقم کہتا ہی کہ تمام قرآن
مین کہین ایسے احکام خدا کیطرف نہین منسوب کیے ہین جنسے ایسی بیرحمی اور نا انصافی
ظاہر ہوتی ہو جو بشر کی عقل مین نہ آئے البتہ توریت مین اس قسم کے بہت سے احکام
ہین جنمین سے چند ذیل مین مرقوم ہوتے ہین پس موسیٰ نے کہا کہ خداوند فرماتا ہی کہ شہر شہر

انکے ہاتھہ مین تلوار دی اور تمام لشکر مین اندر او باہر دورہ کر اور ہر شخص اپنے
بہائی کو قتل کرے اور ہر شخص اپنے دوست کو قتل کرے اور ہر شخص اپنے
ہمسایہ کو قتل کرے یوشع نے ساری ملک کو اور اونکی سب بادشاہونکو
قتل کیا اور کسی کو زندہ نہ چھوڑا بلکہ بالکل فنا کر دیا ذی روح چیزون کو
جیسا کہ خداوند اسرائیل کے خدا نے اوسے حکم کیا تھا (اب جا اور صموئیل
نے ساؤل سے کہا) اور قتل کر عمالقہ کو اور بالکل غارت کر دی جو کچھہ وہ
رکھتے ہین اور اونکو زندہ نہ چھوڑ بلکہ قتل کر مرد اور عورت دونو کو بچہ کو اور
شیر خوار کو بیل کو اور بہیڑ کو اور اونٹ کو اور گدہی کو لکن شہر اون کے
جنہین خداوند تیرے خدا نے تجھے ورثہ مین دیا ہے پس تو تمام جاندار چیزون
مین سے کسی کو زندہ نہ چھوڑیو لکن تو بالکل نیست و نابود کر دیجیو انہین
یعنے حطیونکو اور عموریون کو اور کنعانیون کو اور حوائیون کو اور یبوسیون کو جیسا
کہ خداوند تیرے خدا نے تجھے حکم فرمایا ہی علی ہذا القیاس اقوم بوتھیا کی ربا
مسیح ع نے جو اوس کو وہ خطبہ فرمایا تھا جسمین سوا رحم اور محبت اور شفقت
ہو دستی کسی چیز کا ذکر نہین پہلا اوس کا نام آگے ہین اون گناہان کبیرہ کی ذرا
بہی اجازت یا حکم ہی جن گناہونکی لوگ خود تو مرتکب ہوئے اور مسیح ع کا نام
کیا پس اب ہم کس سے پوچھین کہ وہ آخر وہ گناہان کبیرہ کس شخص کیطرف منسوب
کرین اس سوال کا جواب بہت آسان ہے وہ یہہ ہے کہ یہہ معاصی بادشاہ
قسطنطین کیطرف منسوب کرنے چاہئین جسکو ناحق لوگون نے بزرگ کا
خطاب دیا ہے (واضح ہو کہ بعد وفات مسیح ع اونکے احکام کے ترجمے کئے گئے

اور انہین احکام کا نام مذہب عیسائی رکھا گیا ترجمہ اول تو اوکی تواریخین
پولوس اور یوحنا کے سند سے مشہور ہوا اور ترجمہ ثانی قسطنطین کی سند سے
مروج ہوا بادشاہ موصوف جسنے محض بخیال سلطنت آرائی دین مسیحی اختیار
کیا تھا اور جو بسبب اپنی ظلم و جور کے ثانی نیرو قیصر روم کہلاتا تھا کونسل
نیسیا کا سربراہ کار تھا یہ کونسل جو بنام نیس مشہور تھی ۳۲۵ء مین منعقد
ہوئی تھی اور پہلے اسی کونسل مین عقیدہ الوہیت مسیح مقرر کیا گیا تھا
۲ اور ان مباحثات اور مناقشات مذہبی کا حال سنیئے جنمین ہزارون عیسائیو
کے جانین ناحق تلف ہوئین اور جن لوگون کو مناسب تھا کہ آپسمین مثل
بھائیون اور دوستون کے رہتے اونہون نے ایسا ظلم و ستم کیا کہ نہ دید
نہ شنید چنانچہ سینٹ ہیلری جو اوس زمانہ مین یعنی چوتھی صدی عیسوی مین گذرے
اور جو فرقہ کیتھولکس کے بشپ یعنی مجتہد کلان تھے اور منجملہ قدمای علمای عیسویہ سے
تھے اس خرابیے بر دین مسیحی کے بہت افسوس کرتے ہین اور مخرجین
مذہب عیسوی پر بہت لعنت و ملامت کرتے ہین عالم موصوف لکھتے ہین کہ یہ
افسوس اور خوف کی بات ہے کہ لوگون کے جتنی رائین ہین اوتنی ہی مذہب
ہین اور جتنی رجحان ہین اوتنے ہی عقیدے ہین اور جتنے خطائین ہم لوگون کے
ہین اوتنے ہی عقائد باطلہ پیدا ہوئے ہین اسواسطے کہ ہم لوگ اپنی رای سے
عقیدے گڑھتے ہین اور اپنی طبیعت سے اونکی ہمیشہ بیان کرتے ہین
ہر سال بلکہ ہر مہینے ہم لوگ اسرار مخفیہ بیان کرنیکے لیے نئے نئے عقیدے
ایجاد کرتے ہین اور ہم لوگونکی یہ کیفیت ہے کہ خود تو اپنی افعال بد

سے توبہ کرتے ہین اور جو لوگ افعال بد کرتی ہین اونکی طرفداری اور حمایت
کرتے ہین اور جنکی طرفداری اور حمایت کرتے ہین اونہین پر لعنت ملامت
بہی کرتے ہین اور ہم اور ونکے عقائد کی رد کرتے ہین اور وہ ہمارے عقائد
کی رد کرتے ہین پس اس ردوبدل کا یہہ نتیجہ ہوا کہ ہمنے اپنے ہاتہہ سے
اپنے تئین برباد کر دیا فقط اسی کونسل نیشیا مین شاہ قسطنطین نے
ایسے اختیارات پادریون کو دئے کہ اونکو سبب سے بہت خرابیان
پیدا ہوئین چنانچہ اونمین سے چند خرابیان ذیل مین مذکور ہوتی ہین پہلی
خرابی یہہ ہوئی کہ عیسائیون نے دو برس کے عرصہ مین ہوجاو شقصو
نو جہاد شدید ترکون سے کئے اور لاکہا آدمی قتل و قمع او تباہ و برباد ہوئے
دوسری خرابی یہہ تہی کہ فرقہ انابپٹسٹ قتل کیا گیا (یہہ فرقہ نصاری
کا ہنگام بلوغ اصطباغ کو حرام جانتا ہی تیسری خرابی یہہ تہی کہ فرقہ لیوتہرن
اور رومن کیتہولک کے لوگ دریا رہین سے تا حدود شمالی قتل کیے
گئے چوتہی خرابی وہ قتل و قمع تہا جو شاہ ہنری ہشتم اور اوسکی
بیٹی شاہزادی میری کے حکم سے ہوا تہا پانچوین خرابی قتل و قمع
شہر سینٹ بر تہالیمیو جو ملک فرانس مین ہو تہا چہٹی خرابی یہہ تہی
کہ علاوہ قتل و قمع مذکور کے اور قتل و قمع چالیس برس کے عرصہ
میں ہوئی یعنی از عہد شاہ فرانسس تا داخلہ ہنری چہارم شہر پارس
مین ساتوین خرابی وہ قتل و قمع تہا جو بحکم پادریان محکمہ انکوئزیشن
ہوا ہے قتل عام اور مقاتلون سے بہی بدتر تہا اسواسطے کہ

پولس کار ثواب سمجھکر اس گناہ عظیم کے مرتکب ہوئے علاوہ انکی اور بہت
سی خرابیان ہوئین مثلاً پادریون مین تفرقہ اور اختلاف پڑگیا اور بہت برس
کے عرصہ تک پوپ پوپ سے لڑا کئے اور کشتم کشتا سی سرگرم جنگ رہے
اور بعض لوگون کو زہر دیکر مار ڈالا اور بعضون کو تلوار سے قتل کیا اور بعضون
کا مال و اسباب لوٹ لیا اور بارہ پوپ سی زیادہ نی مکر و فریب کیے اور یہہ
پوپ نبردا اور کینالا گینلا قیصران روم سی بہی ہر قسم کے گناہ اور بدی اور
شرارت مین زیادہ تہی آٹھوین خرابی یہہ تہی کہ بارہ لاکہہ آدمی نئی دنیا یعنے
امریکا مین قتل کئے گئے حالانکہ ہنگام قتل ان کے ہاتھہ مین صلیب مسیحی
تہی پس راقم کہتا ہی کہ واقع مین ایسی شدید اور ہولناک لڑائیان جنکا ابہی
ذکر ہوا عیسائیون مین فقط مذہب کیواسطے چودہ برس کے عرصہ تک ہوتی رہین
کہ سوا انکی ایسے قتال و جدال کسی فرقہ مین نہین ہوئے اور جن فرقونکو ہم لوگ
کفار کہتی ہین درحقیقت دشمن ہیے کسی فرقہ نی مباحثات و مناقشات مذہبی
مین ایک قطرہ خون بہی کبہی نہین بہایا چنانچہ مسٹر جیورز صاحب کہتی ہین کہ ہمین
واجب ہی کہ امر حق بے خوف بیان کرین وہ امر حق یہہ ہی کہ سلاطین نصاری
نی ملک فلسطین اور سسلی مین حکومت مسلمانون کے طریقون سی قائم کی
اور ایسی ہی ظلم و جور سے سلطنت سلاطین نصاری ممالک شمالی مین بہی
قائم کی گئی اور یہی سلوک فرقہ والڈنسز اور البیجنسز سے بہی کئی گئے
اسواسطیکہ ان فرقون نے پوپ کی مخالفت پر کمر باندہی تہی اور یہی
سلوک باشندگان نئی دنیا سے بہی کئے گئے پس ان سب

مسلمان اور عیسائیون سے یہہ ظاہر ہوتا ہی کہ ہم لوگ محمدؐ کو اس بات کا الزام نہین
دے سکتے کہ اونہون نے اپنا مذہب بظلم و تعدی مروج کیا اور کسی ملت کے
لوگون سے عفو و درگذر نہین کیا سوا اسکے کہ اس اعتراض کے جواب مین وہ
(محمدؐ) دلیل کرسکتے ہین کہ اگر نفس ظلم ناجائز ہے تو اوسکا استعمال کسی زمانہ مین
اور کسی شرع مین جائز نہین ہوسکتا حالانکہ تم لوگون نے چوتھی صدی عیسوی
سے اس زمانہ تک ظلم و جبر کیا تاہم تم کہتے ہو کہ ان سب ظلمون مین سے ہمنے
کوئی حرکت ناجائز نہین کی بلکہ سب بجا کیا پس تم لوگون کو لازم ہی کہ اس بات
کو قبول کرو کہ یہہ طریقہ ظلم دنیا مین فی نفسہ ناجایز نہین ہے لہذا مین (یعنی محمدؐ) بھی ابتدائے
زمانہ نبوت مین اس طریقہ ظلم کے عمل مین لانیکا شرعاً مجاز تھا اسواسطے کہ یہہ
سمجھنا بالکل خلاف عقل ہی کہ ایک فعل پہلی صدی عیسوی مین تو گناہ کبیرہ
مین داخل تھا اور وہی فعل چوتھی صدی مین جایز ہوگیا یا ایک فعل چوتھی صدی
مین جایز ہوگیا لیکن پہلی صدی مین حرام تھا البتہ یہہ عذر جب بجا ہوتا کہ اگر خدا نے
چوتھی صدی کے پیشتر کوئی قوانین جاری کیے ہوتے مسلمان حسب احکام مذہب خود
اس امر پر مامور ہین کہ اور مذہبون کے تباہ و برباد کرنیکی لئی شدت اور زبردستی
کرین تاہم اس زمانہ مین تو وہ لوگ اور مذہب کے لوگون سے عفو و درگذر
کرتے ہین اور یہہ امور اونہون نے بہت عرصہ سے اختیار کیے ہین لیکن عیسائیون
کو سوا وعظ و نصیحت کے اور کسی بات کا حکم نہین ہی تاہم معلوم نہین کہ کتنے
عرصہ سے ان لوگون کا یہہ شعار ہی کہ اور مذہب کے لوگون کو جلا دیتے ہین اور
قتل بھی کرتے ہین گبن صاحب مؤرخ مشہور اہل اسلام کا عفو و درگذر اور

عیسائیون کا تعصب و ظلم علی سبیل المقابلہ کیا خوب بیان کرتی ہین مورخ دعوی
کرتے ہین کہ واضح ہو کہ حالانکہ اہل اسلام کی لڑائیون کی خود اونکے پیغمبر نے
تحسین کی تھی تاہم اونکے خلفا نے (یعنے آنحضرت صلعم کے افعال و اقوال حمیدہ سے)
ایسے نصائح عفو و درگذر منتخب کیے تھے جو دفع تمرد و جحود کفار کے لئے کافی
ہو گئے عرب تو خدای محمد صلعم کا معتقد تھا لیکن اور باشندگان روے زمین کو تو
اونہون نے ایسی نظر محبت سے دیکھا اور نہ ایسی نگاہ حسد اونپر ڈالی جو مشرک اور
بت پرست آپکی رسالت کا اقرار نہ کرتے تھے اونکی دفع کرنیمین کچھہ مضایقہ
نہ تھی لیکن بعد ایسے زمانہ کے عدل و انصاف کا انتظام معقول کیا گیا چنانچہ
فاتحین اسلام نے پہلے تو ہندوستان مین کچھہ تعصب و ظلم کی باتین لیکن بعد
اوسکی انصاف کیا اور اوس ملک کو آباد اور معتقدین بتخانون سے
نہین مزاحمت کی اور پیروان حضرت ابراہیم و موسی و عیسی کو بوعظ و نصیحت
اس امر کی طرف دعوت کی کہ آنحضرت پر ایمان لائین اور آپکی رسالت کو
پیغمبرونکی نبوت سی اکمل و اولی جانین اور اگر اون لوگون نے ایک
جزیہ معتدل المقدار دینا قبول کیا تو اونہین اختیار دیا کہ جو مذہب
چاہین اختیار کرین اور جس طرح چاہین عبادت کرین اور جو لوگ جنگ مین
اسیر ہوتے تھے بشرط قبول اسلام رہا کر دیئے جاتے تھے اور جو عورتین جنگ
مین آتی تھین اونہین اپنے مالکون کا مذہب اختیار کرنا پڑتا تھا اور جو لڑکے
صغیر السن قید ہوتے تھے اونہین تعلیم دیجاتی تھی یہانتک کہ وہ اطفال
خورد سالان رفتہ رفتہ ایک گروہ مسلمانان کامل الایمان ہو جاتا تھا اور انکی تم

لاکہا باشندگانِ افریقیہ اور ایشیا جنہون نے مذہبِ اسلام قبول کیا
تہا اور مسلمانان عرب کے لشکر مین آملی تہی وہ لوگ جو وعظ و نصیحت
اس عقیدہ کی طرف دعوت کیے گئے تہے کہ خدا ایک ہی اور محمد اوسکے
رسول ہین نہ بظلم و تعدی ایک کلمہ پڑہنے سے اور ایک آگی کی
کہال کے کٹنے سے (یعنی ختنہ سے) رعیت اور غلام اسیر اور
مجرم مسلمانانِ فتاح کی ہمجنس اور ہم مرتبہ ہوجاتے تہے اور ہر لوگ اسلام
قبول کرتے تہے اپنے تمام گناہان ماضیہ کا کفارہ دیتے تہے اور
عہود اور معاملات سابقہ شکست کرتے تہے اور عہد رہبانیت
اور تجردی شکست کرکے مرالنت اور موالفت اختیار کرلیتے تہے
اور جو لوگ اپنے اپنے ملک مین صوامع اور گوشہ ہای تنہائی مین
بآرام تمام سویا کرتے تہے صدای قرنای لشکرِ اسلام خوابِ غفلت سے
بیدار ہوتے اور انقلاب زمانہ سے ہر شخص [illegible] گروہون مین سے
اوس درجہ قابلیت اور جرات تک پہونچگیا جو اوسی خلقت سے
حاصل تہا اب راقم ذیل مین ایک فرمان عام آنحضرت کا نقل کرتا ہے
تاکہ جو کچہ کہ مورخ موصوف (یعنی گبن صاحب) نے آنحضرت
کی عفو و درگذر کے بارے مین لکہا ہے اوسکی صحت ثابت ہوجا
فرمان مرقوم ذیل ایک کتاب مسمی بہ ائی ڈسکرپشن آف دی ایسٹ
اینڈ ادر کنٹریز تصنیفہ رچارڈ پاکوک صاحب بادری کلان میتہ
مطبوعہ سنہ ۱۷۴۳ء سے نقل کیا گیا ہے اور زہد و تقوی اور علم

و فضل مصنف موصوف اس فرمان کی صحت اور اعتبار کو کافی ہے فقط

فرمانِ تمام حضرت محمدؐ بنام راہبانِ کوہِ سینا و دیگر عیسائیان علی العموم

ازآنجا کہ خدا بزرگ اور حاکم ہے اور اوسنے سب پیغمبر بھیجے ہین تاکہ اوسپر کوئی حجت نہ باقی رہی پس واضح ہو کہ منجملہ اون نعمتون کے جو خدا نے بندون کو دی ہین محمدؐ بن عبد اللہ رسول خدا اور امینِ مؤمنین کُلِ دنیا نے یہ فرمان اون لوگون کے نام لکھا ہی جو اوسکی قوم اور اوسکے مذہب کی ہین اور یہہ فرمان بطور اقرار صحیح اور قطعی کے قوم عیسائی اور قبایل نصاری کی نسبت تکمیل دیا جائے جس گروہ سے وہ لوگ ہون خواہ اشراف ہون خواہ اجلاف خواہ معزز ہون خواہ نہون حسبِ تدابیرِ مرقومۂ ذیل اوّل جو شخص میری اُمت مین سے یہہ جرات کرے گا کہ میری عہدِ مندرج اقرار نامہ ہذا کو شکست کرے اوسنے خدا کی عہد کی مخالفت کی اور اس اقرار کے خلاف عملمین لایا اور میری شریعت سے انحراف کیا (اللّٰہم احفظنا من ذالک) اور وہ شخص سزاوار لعنت ہوا خواہ وہ بادشاہ ہو خواہ فقیر ہو خواہ اور کوئی شخص دوم جب کوئی شخص زاہدون مین سے سفر مین اتفاقاً کسی پہاڑ یا پہاڑی

یا گاؤن مین مقیم ہو یا کسی اور مقامِ قابلِ السکونت مین قیام پذیر ہو خواہ سمندر پر خواہ صحرا مین خواہ کسی صومعہ مین خواہ گرجے مین خواہ اور کسی مکانِ عبادت مین لیس مین اونکا شریک ہونگا اور اون کی حفاظت اور حمایت کرونگا اور سب لوگ میرے قوم کی اونکی شرکت کرینگے اسواسطیکہ وہ لوگ (یعنے راہب) میری قوم مین سے ہین اور میری رعیت ہین سوم علاوہ امورِ مذکورۂ بالا کے مین تمام افسرون کو حکم کرتا ہون کہ اونسے جزیہ یا اور کوئی خراج نہ طلب کرین اور ایسی باتونمین اونپر جبر نہ کرین چہارم کوئی شخص اون کے حاکمون اور قاضیون کی تبدیل کی جرأت نہ کرے بلکہ وہ اپنے عہدون پر رہین اور نہ معزول نہ کیے جائین پنجم کوئی شخص اثناے راہ مین اونہین نہ ستاوے ششم جو کنائیس اون کے قبضہ مین ہین کوئی شخص اونکو نہ چھینے ہفتم جو شخص کسی حکم کی میرے احکام مین سے مخالفت کریگا پس وہ یقین کرے کہ اوسنے حکم خدا سے انحراف کیا +

ہشتم علاوہ امورِ مندرجۂ بالا کے اون کے قاضی اور حاکم اور راہب اور خدمتگار اور شاگرد اور اور متعلقین مستوجب جزیہ نہین اور کوئی اِس بارہ مین اونہین تکلیف اور ایذا نہ دے اسواسطے کہ مین اونکا محافظ ہون جو کوئی وہ ہون اور جہان ہون خواہ بر مین خواہ بحر مین خواہ مغرب مین خواہ مشرق مین خواہ شمال

ہفتم جزیہ ... مینا اسواسطےکہ وہ لوگ اور اون کی متعلقین عہدنامہ اور فقرہ
ہذا مین داخل ہین نہم جو لوگ اونمین سے جنگلے اور تنہا پہاڑون پر بستے
ہین تیری امت کی لوگ نہ اوسے جزیہ بجبر لین اور نہ دسوان حصہ اونکے
آمدنی مین سے اور نہ کوئی مسلمان اون کی مال واسباب مین شریک ہو
اسواسطےکہ وہ لوگ فقط اپنی بسر اوقات کے لیئے مشقت کرتے ہین
دہم جب غلہ زمین کا اپنے وقت معین پر فراوان ہو
تو باشندگان ملک اسلام کو واجب ہے کہ مع
صاع کے بقدر غلہ اونھین بھی دین یازدہم نہ مسلمان لڑائی
کے وقت اونہین اون کے مکانات سے نکال لیجاوین اور نہ اونپر
لڑائیون مین شریک ہونیکا جبر کرین اور جنگ مین بھی اونسے
جزیہ طلب کرین واضح ہو کہ مدات مذکورۂ بالا مین فقط راہبون کے
بارے مین لکھا ہے اور سات مدات مرقومۂ ذیل مین سب عیسائیون
کے باب مین لکھا ہے دوازدہم جو عیسائی شہرون مین بود و باش
رکھتے ہین اور اسقدر مال رکھتے ہین اور تجارت کرتے ہین کہ جزیہ
دے سکتے ہین تو اون سے بارہ درہم سے زیادہ نہ لیے جاوین
سیزدہم سوا مبالغ مذکورہ بالا کے اور کچھ اوسے نہ طلب کیا جاوے
حسب قول جناب باری جو فرماتا ہے کہ ہرگز نہ ستاؤ اون لوگون کو
جو ادب کرتے ہین اون کتابون کا جو بھیجی گئی ہین خدا کی جانب سے
بلکہ چاہیئے کہ مہربانی سے دو تم اپنی [illegible]

اور اون سے کلام کرو اور منع کرو ہر شخص کو اون کی ایذا رسانی سے
چہاردہم اگر احیاناً کوئی زن نصرانیہ کسی مسلمان سے عقد کرے
تو وہ مرد مسلمان اوسے گرجا جانے دے اور اوسی او سکی اعمال
مذہبی بجا لانے دے اور اس امر مین اپنی زوجہ کی خواہش کے
خلاف نہ کرے پانزدہم کوئی شخص اونہین ترمیم کنائس سے
منع نہ کرے شانزدہم جو شخص میری اس فرمان کی خلاف عمل مین
لائیگا اور کسی امر کا خلاف اسکے اختیار کریگا تحقیق کہ وہ دین خدا
سے مرتد ہوگیا اور رسول خدا سے منحرف ہوگیا بواسطیکہ مینے
حسب اقرارنامہ ہذا اونہین پناہ دی ہے ہفتدہم کوئی شخص
اونپر ہتھیار نہ باندہے بلکہ برخلاف اس کے مسلمان اون کی طرف سے
لڑین ہیجدہم اس فرمان کے ذریعہ سے مین حکم کرتا ہون کہ میری
امت مین سے کوئی شخص تا قیام قیامت اس اقرارنامہ کے خلاف
عمل مین نہ لائے فقط

اسمائے گواہان

علی ابن ابیطالب عمر بن خطاب جعفر بن ابو عمون سعد بن معاذ
وغیرہ ✣ یہ فرمان امیر المومنین خلیفہ علیؑ بن ابی طالب نے لکھا
اور رسول خدا نے اپنے ہاتہ سے مسجد نبی صلی اللہ علیہ و آلہ مین اسپر
دستخط کی مرقومہ ۳ ماہ محرم سنہ ۲ ہجری تمام شد فرمان
آن حضرت بنام نصاری ✣

سواری نہ کرنا ہو تو ... وجہ کہ اتفاق ... کو اپنی پشت پر نہ کلیسا کو جانے فقط منہ
لہ واضح ہو کہ خود آنحضرت نے بعد فتح کے سرداروں سے ارشاد فرمایا تہا کہ نصاری کی رعایت کرنا اور خود حضرت نے اون سے (یعنی نصاری) سے مروت اور مراعات کی تہی اور یہی طریقہ مروت و مراعات نسبت عیسائیون کی دیگر خلفاء عمر اور

راقم گمان کرتا ہے کہ دلائل اور امورِ واقعیہ مذکورۂ بالا اسبات کے لیے کافی ہین کہ ہر شخص صاف قلب اور غیر متعصب کے نزدیک ثابت ہوجائے بلکہ چونکہ تہمتِ دوم نسبت بآن حضرت بالکل بے اصل ہے لہذا محض غلط ہے اور آپ کی بدگوئی ہے فقط

تہمت سوم

قرآن مین بہشت کو اوصاف نفسانی اور شہوانی سے متصف کیا ہے واضح ہو کہ علاوہ ہر دو تہمتہای مذکورۂ بالا کے ایک تہمت آن حضرت صلعم کی نسبت یہہ بھی کی گئی ہے کہ جن لذات بہشت کا وعدہ آپ نے اون لوگون سے کیا ہے جو آپ کی شریعت پر ایمان لائین اور اوسکی احکام کے موافق عمل کرین وہ سب لذات نفسانی اور شہواتی ہین لیکن راقم کہتا ہے کہ اگر غور کیجئے تو ظاہر ہوجائے گا کہ اسمین کوئی بات ایسی خلاف عقل نہین جیسا کہ اکثر عیسائی وہم کرتے ہین اسواسطے کہ ہمین خبر دی گئی ہے کہ روز قیامت کو ہمارے اجسام ایسی ہیات کامل اور پاک حاصل کرینگے کہ بالکل ہماری وہم و گمان سی باہر ہے اور ہماری حواس مین ایسی قوت اور حدت آجائیگی کہ سرور موفور اور لذتِ عظیم محسوس کرینگے اور ہر حالت اون چیزون سے محظوظ اور متلذذ ہوگا جو اوس کی موافق ہین اسواسطے کہ اگر ان حواس کا استعمال مناسب نہ کرین یعنی اگر انہین اون چیزون سے محروم رکھین جو ونکی تصریح اور تسکین کے لیے مناسب ہین تو لازم آتا ہے کہ یہہ حواس حق تعالی

نے ہمین فقط عبث اور بیفایدہ نہین عنایت کی بلکہ ہمیشہ کی قلق
اور تکلیف اوٹھانے کے لیے دیئے اور جبکہ یہ یقینی کہ جسم اور روح
ہمین پھر دیجاےگی اور ہمارے اجسام حالت کمال حاصل کرینگے
پس بخوبی نہین معلوم ہوتا کہ کن وجوہ سے یہ گمان کرسکتے ہین کہ
ہمکو ہمین حواس کو ایسی چیزین نہ ملینگی جنسے وہ متلذذ اور مسرور
ہون اور اون کے سرور سے ہمارے نفس کو بھی فرحت حاصل ہو
اور راقم پوچھتا ہے کہ ایسے لذات اور نعمات سے متلذذ اور متنعم ہونے
مین کیا گناہ اور کیا قباحت لازم آتی ہے اور کون شرم اور ذلت
کی بات ہے اب باقی رہی وہ لذت جو سب لذات بہشت سے زیادہ
مطعون ہے یعنی جو لذت حوران اور غلمان بہشت سے حاصل ہوگی
راقم پوچھتا ہے کہ آیا خداے قادر مطلق نے یہ نعمت اپنی
عباد (یعنی آدم وحوا) کو نہین عنایت کی تھی اور جس طرح
تعالی نے اون کی واسطے تمام اسباب اور ضروریات زندگی بافراط
الی مہیا فرماے تھے اوسی طرح اوسنے اونہین (یعنی آدم و
قوت شہوانی بھی ایسی عنایت کی تھی کہ سب سے زیادہ لذت
فعل مین حاصل کرین جسپر خود جناب باری نے اونہین
دیا تھا تاکہ اون کی ذریت اور نسل بکثرت ہو یہ سچ ہے کہ آنحضرت
قرآن مین مومنین سے حوران کا وعدہ کیا ہے اور باغہاے
اور اور لذات انسانی بیان کیے ہین لیکن یہ غلط ہے

کہ آپ کی سرورِ حقیقی کا حصر انہین چیزون پر کیا ہے چون کہ روح جسم سے
الطف اور اشرف ہی لہذا حضرت نے چاہا کہ جسم کو لذاتِ نفسانی سے
متلذذ ہونے کا وعدہ کرین اور اس ثواب کے وعدہ سے آپ کی
یہ غرض تھی کہ چونکہ عرب از حد جاہل اور وحشی تھے اور سوا
لذات نفسانیہ خبیثہ کے اور کوئی چیز اونہین نہ سوجھتی تھی لہٰذا اونہین
عبادت خدائے برحق اور یکتا کی ترغیب اور تشویق کی اس سے
بہتر کوئی تدبیر نہ تھی کہ ایسی نعمات کا وعدہ اون سے کیا جاتا
لیکن آنحضرت نے ہمیشہ روح سے اون لذات کا وعدہ کیا جو روح کے
لیے مخصوص ہین مثلاً نورِ الٰہی کا مشاہدہ کرنا کہ اس سے زیادہ
اور کوئی لذت روح کو نہ حاصل ہوگی اور سرور کامل حاصل کرنا
کہ یہ لذاتِ روحانی تمام لذاتِ نفسانی بہشت بھلادینگی اسواسطے کہ
نعماتِ جسمانیہ ہین تو وہ مواشی بھی داخل ہین جو کھیتون
مین چرا کرتے ہین اور جو شخص اپنے باغات اور ازواج اور
اسباب اور حشم وخدم ہزار برس کی راہ تک دیکھیگا وہ تو اہلِ
بہشت مین ادنے مرتبہ رکھتا ہوگا لیکن سب اہلِ بہشت مین وہ
شخص خدا کے نزدیک اعلیٰ مراتبِ عزت پر فائض ہوگا جو نورِ
الٰہی صبح مشاہدہ کرے گا پس یہہ گمان غلط ہے کہ لذاتِ
بہشتِ موعودِ آن حضرت صلعم فقط جسمانی ہین اور استعمال
جسمانیات سے حاصل ہون گے اور یہ بھی غلط ہے کہ بہشت

اہلِ اسلام ان لذات کو جسمانی قرار دیتے ہین بلکہ برخلاف اس کے
اکثر مسلمان یہ حجت کرتے ہین کہ یہ لذات جسمانی علی سبیل الکنایہ
والمجاز بیان کیی گئی ہین اور حقیقتاً ان سی لذاتِ روحانی مراد ہین
جیسا کہ علمائے عیسائی ثابت کرتے ہین کہ غزلِ منسوب بہ حضرت
سلیمانؑ فقط شادی کا گیت نہین (یعنی غزل عاشقانہ نہین) بلکہ
اوسکے معنی روحانی (یعنی مجازی) پر محمول کرنا چاہیے اور کہنا چاہیے کہ مجازاً اوس
غزل مین محبت و شفقتِ مسیح کی نسبت اپنی علمائے دین کے مراد
ہے چنانچہ عالم مشہور ہائیڈ صاحب اپنی حاشیہ مسمی بہ اڈیزوی
ٹریکر لٹرکی صفحہ ١١ مین لکھتے ہین کہ جو مسلمان زیادہ تر عقیل ہین
ان لذاتِ جسمانی بہشت کو معنی مجازی پر محمول کرتے ہین اور کہتے ہین کہ
ان لذات کو بطور لذاتِ جسمانی کے اسواسطے بیان کیا ہے تاکہ
عقل انسانی بخوبی انکا ادراک کرسکے جیسا کہ کتب مقدسہ سماویہ
مین اکثر باتین انسان کے طور پر بیان کی گئی ہین اور اس عقیدہ
اہل اسلام کی نسبت لذاتِ بہشت کی بھی اسطرح تصدیق ہوئی
کہ ایک مرتبہ ایک سفیر مراکو کو ایک باغ کے بارہ مین لکھا کہ یہ باغ
ایسا فرحت بخش ہے جیسا باغِ بہشت تو سفیر موصوف نے میرے
کلام کی رد کی اور لکھا کہ بہشت ایسی شے ہے کہ دنیا مین کوئی چیز
اوس کے مشابہ نہین ہو سکتی اور ایسی چیز ہے کہ نہ آنکھ نے کبھی
دیکھی اور نہ کان نے سنی اور نہ وہم و گمان مین آسکتی ہے اس قول

کی تائید عالم مشہور ہنری لیٹ صاحب کی قول سے بہی ہو سکتی ہے جنہوں نے اپنی کتاب مسمّی بہ بائیلو تہکا اورینٹلئیہ مین پہلی تو یہہ بیان کیا ہی کہ اہل اسلام اپنا نفع حقیقی فضل خدا پر موقوف جانتے ہین اور لذات بہشت مشاہدہ نور الٰہی پر منحصر جانتے ہین اور کہتے ہین کہ جہان وجہ اللہ ہی وہین بہشت ہی اور بعد اسکی عالم موصوف کہتے ہین کہ پس یہ قول بعض مورخین کا جنہون نے اہل اسلام کی ردی ہے اور کہا ہے ان لوگون کے نزدیک کوئی اور لذت بہشت مین نہ ملیگی سوا اون لذات کی جو حواس پر اثر کرتی ہین صحیح نہین راقم کہتا ہی کہ دلائل مذکورہ سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ یہ بات جو بعضی لوگ کہتی ہین اور بعضی لکہتے ہین کہ آنحضرت کا مذہب لذات نفسانی اور شہوانی سے متصف ہے بعید بلکہ ابعد از انصاف ہے اسمین شک نہین کہ اگر بعض رسوم و عقاید باشندگان ممالک مشرقیہ (یعنی اہل اسلام) من حیث دین مسیحی اور من حیث العقل دیکہی تو وہ رسوم و عقاید نکتہ چینیان یورپ کی نظر مین عیوب اور قبایح عظیمہ ہین لکن خلق اور مروت عیسائیت کا یہ مقتضے ہے کہ ہم ان عیوب پر ایسی طعن نہ کرین بلکہ ہمین یہ خیال کرنا چاہیے کہ یہہ عیوب بسبب اثر قومیت اور اثر آب و ہوا اور ضروریات اور حوائج بشری سے پیدا ہوئے ہین راقم کہتا ہے کہ جن لوگون نے اوصاف نفسانی اور شہوانی بہشت سے یہ بات نکالی ہے کہ آنحضرت خود انہیں صفات سے متصف تھے اور (معاذ اللہ) آپ کو جلد باز اور

مکار اور عیاش کہتے ہین کہ اون لوگون نے اگر دین و دانستہ بے انصافی
نہین کی تو غلطی عظیم تو کی ہے اسواسطے کہ بالکل برخلاف اون کی قول
کی آن حضرت تو ایک مرد غریب اور مسکین اور جفاکش تھے اور اون دین و
دنیا کی بھی پروانہ رکھتے تھے جنکے واسطے ازواج و اطفال اسقدر سرگرمی سے
سعی اور مشقت کرتے ہین فقط۔

تہمت چہارم

تعدد ازواج کے جائز کرنے سے آن حضرت صلعم نے عیاشی اور بدفعلی
کی جرات دلائی

جواب

واضح ہو کہ حضرت ابراہیم کے زمانہ سے رسم تعدد ازواج تمام ممالک
مشرقیہ مین چلا آتا ہے اور اکثر کتب مقدسہ سماویہ سے جنمین سے بعض
آیات راقم نقل کریگا ثابت ہوتا ہے کہ اون قرون طاہرہ مین یہ فعل
داخل معصیت نہ تھا اور تعدد ازواج قدمائے یونانیین مین بھی مجاز تھا
جیساکہ کلام پلوٹارک (مورخ یونانی) سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل
یونان نے جوانون کو لشکر سے جدا کر دیا تھا تاکہ اپنے گھرون مین
ازواج سے متلذذ ہون اور اس رسم کی حکمائے یونان یعنے
یوریپیڈیز اور افلاطون نے بھی تائید کی تھی لکن چونکہ قدمائے
رومیین بہ نسبت یونانیون کے اخلاق مین سخت تر تھے لہذا
اون لوگون نے اس رسم پر کبھی عمل نہین کیا اگرچہ وہ نہین بھی

اسکی ممانعت نہتی کہتی ہین کہ پہلے جس شخص نے رومیون مین سے کئی زوجین
کی تہین وہ مارک اینٹی تہا چنانچہ اوس زمانہ سے یہ رسم ملک روم مین
فورا عام ہوگیا تہا یہانتک کہ بادشاہان تہیوڈیس ہانوریس اور ارکیڈیس
نے بذریعہ ایک قانون خاص کے اس رسم کی ممانعت کردی بعد ازان
بادشاہ والنٹینین نے ایک فرمان کے ذریعہ سے اپنے ملک کی تمام
رعایا کو اجازت دی کہ جتنی ازواج چاہین کرین اور اوس زمانہ کے
کسی تاریخ مذہبی سے بہی نہین ثابت ہوتا کہ اوس وقت کی پادریان
کلان نے اس رسم کی رواج مین کوئی عذر کیا تہا چنانچہ والنٹین
قسطنطین پسر شاہ قسطنطین کلان بہت سی ازواج رکہتا تہا اور کلوٹیر
شاہ فرانس اور ہیری برٹ اور ہیپرکس اوسکے بیٹے بہی بہت سی
ازواج رکہتی تہے اور علاوہ ان کے پیپن اور شارلمین کی بابت مین
سینٹ ارس پرجیس لکہتے ہین کہ یہ بادشاہ بہی کئی زوجین رکہتے تہے
اور لوتہیر اور اوسکا بیٹا اور ارنالفس شاہ جرمن جو شارلمین کی نسل
سے تہا اور فریڈرک باربروسا اور فلپ تہیا ڈیٹس شاہ فرانس یہ
سب بادشاہ متعدد ازواج رکہتے تہے اور پہلے خاندان بادشاہان فرانس
مین سے گونٹرن اور کیری برٹ اور سیگی برٹ اور چیلپرک ایک ہی زمانہ
مین متعدد ازواج رکہتے تہے چنانچہ بادشاہ موسوم بہ گونٹرن کی
ازواج منکوحہ وینرنڈا اور مکاٹرڈ اور اوستبری جلڈ تہین اور شاہ کاری
برٹ کی ازواج میرفلائیڈا اور مارکونیسا اور تہیوڈا جلڈا تہین بادری

دانیال صاحب کہتے ہین کہ بادشاہان فرانس تعدد
ازواج رکھتے تھے اور کہتے ہین کہ بادشاہ ڈاگوبرٹ اوّل تین بیبیان
رکھتا تہا اور تھیوڈوبرٹ نے ڈیٹریی سے عقد کیا تھا حالانکہ
یہ عورت شوہر رکھتے تھے بادشاہ موصوف بہی ایک زوجہ
مسماۃ بہ وشیجلڈ رکہتا تہا اور پادری صاحب موصوف یہ بہی کہتے
ہین کہ امر تعدد ازواج مین تھیوڈوبرٹ نی اپنے چچا کلوٹیر کا تتبع کیا
تہا جنہون نے گوڈیمیر کی زن بیوہ سے عقد کیا تہا حالانکہ اور تین
زوجہین بہی رکہتا تہا اب تعدد ازواج کو از روئے دلائل طبیعیہ
ملاحظہ کیجیے مانٹیکو صاحب طبیب مشہور کہتے ہین کہ گرم ملکون مین
عورتین آٹھ یا نو یا دس برس کے سن مین شادی کی قابل ہوجاتی
ہین لہذا ان ملکون مین بچپن ہی مین عورتون کی شادی کردیتے ہین
اسواسطے کہ بیس برس کے سن مین تو وہ پیر ہوجاتی ہین اور اونکا
حسن اور عقل ساتھ نہین رہتی یعنی جب اونکا حسن شباب پر ہوتا ہے
تو عقل نہین ہوتی اور جب عقل آتی ہے تو حسن نہین رہتا
پس لازم ہے کہ ان ملکون کی عورتین عالم تجرد مین نہ رہین اسواسطے کہ
بوڑھاپے مین عقل سے وہ دلربائی اور معشوق پن نہین حاصل ہوسکتا
ہوسکتا جو اجتماع شباب اور حسن سے حاصل تہا لہذا یہ بات ہرگز
خلاف عقل نہین کہ اگر ان ملکون مین کوئی قانون مانع نہو تو مرد
ایک عورت کو چہوڑکر دوسری کرلے اور رسم تعدد ازواج رواج پا

جاتی لیکن جن ملکون کی آب و ہوا معتدل ہے اور جہان عورتون کا حسن
بڑی مدت تک باقی رہتا ہے اور سن کہولت تک دیر مین بچے ہوتے ہین اور
اولاد بہی ذرا زیادہ عمر مین ہوتی ہے اون ملکون مین زوجہ شوہر سے
بیشتر ہی پیر ہو جاتی ہے اور اگر عورت کو ہنگام عقد عقل اور علم بہ نسبت
مرد کے فقط اسوجہ سے زیادہ ہو کہ وہ اوسکی سن مین بڑی ہو تو اس
حالتمین ضرور ہے کہ مرد اور عورت مین ایک قسم کی مساوات ہو جائے
لہذا ایک ہی زوجہ کرنیکا قانون مقرر کیا جائے مرد کو خدا نے عقل اور طاقت
جسمانی سے ممتاز کیا ہے اور سوا عقل اور قوت کے اور کوئی حد اوس کے
اختیار کی نہین معین کی اور عورت کو حق تعالی نے حسن عنایت
کیا ہے اور حاکم کیا ہے کہ اوسکا غلبہ جبتک مرد پر رہے جبتک کہ
اوسکا حسن باقی رہے لیکن چونکہ گرم ملکون مین عورت فقط شباب
مین حسین ہوتی ہے اور سن کہولت مین اوسکا حسن بالکل جاتا
رہتا ہے لہذا جس شریعت مین فقط ایک زوجہ کی اجازت ہی از روی
عقل اقلیم یورپ مین جاری ہو سکتی ہے اسواسطے کہ وہان کی آب ہوا
کا یہی مقتضی ہے لیکن ایسی شریعت اقلیم ایشیا مین نہین جاری
ہو سکتی اسواسطے کہ وہان کی آب و ہوا کا یہ مقتضی نہین چنانچہ یہی وجہ
ہے کہ دین اسلام ایشیا مین ایسی آسانی سے قایم ہو گیا اور یورپ
مین ایسی مشکل سے مروج ہوا اور یہی سبب ہے کہ مذہب عیسائی
یورپ مین باقی ہے اور ایشیا سے جاتا رہا اور یہی باعث ہے کہ

مذہب اسلام نے چین مین اسقدر ترقی کی اور روم مین مسیحی نے اسقدر میدان
کم رواج پایا قیصر روم (جسنے انگلستان کو فتح کیا تھا) کے بیان سے
معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم مین ہمارے بزرگون مین رسم تعدد
شوہر جاری تھا یعنی دس بارہ شوہر ایک زوجہ مین شریک ہوتی تھی
لیکن جب رومن کیتھولک اون اگلے زمانہ کے لوگون مین آئے تو
اونھون نے رہبانیت اور تجرد کی رواج دی اور یہہ فتوی دیا کہ
جو شخص کسی زن بیوہ سے عقد کریگا وہ مرتکب جرم عقد زن شوہرین ہوا
اور از روے شریعت مسیحی مستحق سزا ہوگا آخرالامر رفتہ رفتہ ہم
لوگون مین ایک زوجہ کا اسم رہ گیا اور تاریخ سے ٹاسیٹس سے معلوم
ہوتا ہے کہ یہی رسم قدماے اہل جرمن مین بھی تھا اب باقی رہی
یہ بات کہ آیا جواز تعدد ازدواج کتب مقدسہ سماویہ سے بھی ثابت ہوتا ہے
یا نہین پس آیات مشارالیہا سے واضح ہو جائیگا کہ یہواہ (یعنی خدا نے)
تعدد ازدواج کو ناپسند نہین کیا بلکہ مبارک اور میمون کیا ہے
آیات مشارالیہا ملاحظہ طلب ہین باب سی ام کتاب پیدایش موسی ع
باب بست و یکم کتاب الخروج باب بست و ہفتم کتاب پنجم موسی ع صحیفہ
اولی صموئیل ع آیات ۱-۲-۱۱-۲۰ صحیفہ اولی صموئیل ع باب بست و پنجم
آیات ۴۲-۴۳ صحیفہ ثانیہ صموئیل ع آیت ۱۳ کتاب القضاۃ باب ہشتم
آیت ۳۰ کتاب القضاۃ باب دہم آیت ۴ کتاب القضاۃ باب پنجم
آیات ۹-۱۴ فقط

ہیسٹنٹ کرائسٹم صاحب حضرت ابراہیم اور ہاجرہ کے بارہ مین کہتے ہین
کہ یہ باتین (یعنی تعدد ازدواج وغیرہ) اون کی زمانہ مین ممنوع نہتین
اور سینٹ آگسٹین صاحب بہی کہتے ہین کہ اوس زمانہ مین یہ رسم تہا
اگر ایک مرد کئی زوجہین کرتا تہا تو کچہ قباحت نہ تہی تا لبہ یہ فعل فرض
تسلیم کیا جاتا تہا اور اگر تعدد ازدواج سے زیادتی نسل مقصود ہو تو یہ
فعل کسی مذہب مین ممنوع نہین لیکن اس زمانہ مین یہ امر عیاشی او
بدچلنی مین داخل ہے بوڈلی قیس قاضی بلاد منولی ملک جرمن نے
پیوپ گریگری سے سنہ ۷۲۶ء مین یہ استفتاء کیا کہ کن حالات مین
مرد دو زوجہین کر سکتا ہے تو قاضی القضاۃ موصوف (یعنی گریگوری)
نے ۲۲ نومبر سنہ الیہ کو اوس استفتاء کا جواب یہ لکہا کہ اگر زوجہ
کسی مرض مین مبتلا ہو اور اوسکی سبب سے امور زوجیت کی قابل نہ
رہی ہو لیکن اس حالت مین اوسکا شوہر دوسری زوجہ کر سکتا ہے
لیکن زوجۂ علیلہ کا نان و نفقہ اوسپر واجب ہے تو واضح ہو کہ مورخین
عیسائی نے بہی بہت سی کتابین ثبوت جواز تعدد ازدواج مین تصنیف
کی ہین چنانچہ برنارڈ اوکانیس پیشوا سے فرقہ کیتہولکس نے ترتیب
ونسطار سے اہدیش مین سنہ ... کے چند دلائل ثبوت جواز فعل مذکور مین لکہین
اور ترتیب اوسی زمانہ کے ایک اور رسالہ ثبوت جواز کثرت ازدواج مین مشہور ہوا
سیلڈن صاحب اپنی کتاب مسمی بہ اکثریہ کا مین ثابت کرتے ہین
کہ تعدد ازدواج فقط یہود ہی مین جائز نہ تہا بلکہ اور قومون مین بہی

مباح تھا لیکن مثبتین جواز تعدد ازدواج مین سی جان ملٹن صاحب
سب سی زیادہ مشہور و ممتاز ہین صاحب موصوف اپنے رسالہ
مسمی بہ ٹیٹرازان دی کرسچین ڈاکٹرن مین پہلی تو بہت سی آیات
توریت درباب حلت فعل معلوم لکھتے ہین بعد ازان کہتی ہین کہ علاوہ
اسکی یہ ہی کہ صحیفۂ حزقیل کے باب تئیس و سوم مین خدا اپنی بابت یون فرماتا
ہے کہ میری دو منکوحہ تھین ایک زوجہ کا نام اہولاہ ہے اور دوسری
کا نام اہولیباہ اور یہ ظاہر ہے کہ اگر تعدد ازدواج جو اس قول خدا سے
مفہوم ہوتا ہے واقع مین کوئی ہتک اور بے شرمی کی بات ہوتی تو
یہوواہ یعنی خدا اسطرح تو بطور مثل کے بھی اپنی نسبت نہ فرماتا اور
اپنی ذات پاک پر اس فعل کو روا نہ رکہتا پس اب راقم پوچھتا ہے کہ
کن وجوہ سے ایسا فعل مخالف عزت اور خلاف حیا ہوسکتا ہے جس کی
ممانعت کتب مقدسہ سماویہ سے بھی منجملہ ثابت ہوتی اور جو رسوم
و قواعد قبل رواج اس رسم کے جاری تھی وہ حکم الٰہی درباب جواز
فعل معلوم اون رسوم کا معطل نہین البتہ کتب مقدسہ سماویہ سے
فقط یہ حکم ثابت ہوتا ہے کہ حکام اور پادری صرف اون لوگون میں سے
مقرر کیے جاوین جو ایک زوجہ رکھتے ہون لیکن اس حکم سے یہہ
نہین نکلتا کہ ایک زوجہ سے زیادہ کرنا گناہ ہے اسواسطی کہ اگر ایسا
ہوتا تو ازدواج کی حد سب لوگون کی نسبت مقرر کیجاتی بلکہ اس حکم کا
فقط یہ سبب تھا کہ جسقدر عیسائی مقدمات خانگی مین کم مبتلا ہونگے

اوسی قدر امور دینی کے بجا لانیکی اونہین فرصت ملیگی لہذا تعدد
ازواج کتب مقدسہ مین صرف خادمان کلیسا کی نسبت ممنوع ہے اور
اون کی نسبت بھی اگر اس فعل کی ممانعت ہی تو اس راہ سے نہین
کہ اسمین کوئی گناہ ہے چونکہ تمام متعلقین گرجا
کسی آیت مین اس فعل سے ممنوع نہین ہین پس لازم آتا ہے
کہ یہ فعل باقی متعلقین گرجا کو مباح تہا اور اونمین سے اکثر نے
یہ فعل کیا اور مجرم نہین قرار دیے گئے جیسا کہ سابق مین بیان کیا گیا راقم
کی آخری دلیل در باب حلت تعدد ازواج عبرانیون کے نامہ کے باب ۱۳
آیت ۴ پر مبنی ہے اور اس بنا پر یہ فعل تین حال سے خالی نہین یا
عقد صحیح ہے یا زنائے محصنہ یا زنائے غیر محصنہ اسواسطیکہ شاگرد مسیح
محرر نامہ عبرانیان چوتھی شق نہین بیان کرتے راقم یقین کرتا ہے کہ
عظمت اور عصمت انہی بزرگان دین مسیحی کی جو تعدد ازواج رکھتے تھے
(اور جنکا ذکر سابق مین ہوا) ہر شخص کو اس بات سے مانع ہوگی کہ فعل
مذکور کو زنائے محصنہ یا غیر محصنہ سمجھے اسواسطیکہ زناکارون اور اوباشون
کے بارے مین خود حق تعالی فرماتا ہے کہ مین الہ سب فاسقون کا خود
انصاف کرونگا حالانکہ بزرگان دین مسیحی مورد فضل و رحمت خاص
جناب باری تھے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے پس یہ امر لازم آتا ہے کہ اگر
تعدد ازواج واقع مین عقد ہے تو بلشرعا بھی حلال ہے اور کوئی تیسری
بات نہین اسواسطیکہ وہی شاگرد مسیح جنکا اوپر ذکر ہوا فرماتے ہین کہ عقد

سب لوگونکے واسطے مباح ہے اور بہتری جائز ہے پس دلائل مذکورۂ بالا سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلعم نے اوس فعل کی اجازت دیتھی خدا نے فقط مباح نہین کیا بلکہ حسب شرائع سابقہ مبارک اور میمون فرمایا ہے اور حسب شریعت جدید (مسیحی) جائز و حلال کیا ہی لہذا ضرور ہے کہ آنحضرت صلعم تہمت تحلیل تعدد ازدواج اور ترغیب عیاشی اور بدفعلی سے بری سمجھے جاوین *

واضح ہو کہ منکرین حلت تعدد ازدواج نے دلائل قویہ مرقومہ ذیل بیان کیے ہین اوّلاً اس فعل کے سبب سے شوہر اور زوجہ مین نااتفاقی اور ظلم و غصب پیدا ہوتا ہے اور اون دونو مین از روے مرتبہ مساوات نہین رہتی ثانیاً اس فعل سے شوہر اور زوجہ مین محبت و ہمدردی جاتا رہتا ہے ثالثاً یہ فعل رشک اور خانگی نااتفاقیون کا منشا ہے اہل یورپ گمان کرتے ہین کہ جن ملکو مین تعدد ازدواج مباح ہے وہان یہ کیفیت ہے کہ جو شخص بہت سی زوجین رکھتا ہے اونپر ظلم و جبر کرتا ہے لکن راقم کہتا ہے کہ یہ گمان غلط ہے اور اسکی غلطی کا یہہ منشا ہے کہ وہ لوگ رسوم و عادات ممالک ایشیا سے واقف نہین البتہ ان بلاد مین وہ لوگ اپنی ازواج سے جھگڑا اور دنگا کرتے ہین جو بسبب مفلسی کی ایک ہی زوجہ پر کفایت کرتے ہین لکن یہ باتین اہل دول مین نہین ہوتین اور ان ملکو مین اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جو شخص کئی زوجین رکھتا ہے تو اونمین سے ایک زوجہ

باقی پر حکومت کرتے ہین اور شوہر اپنے کاروبار مین مصروف رہتا ہے جن لوگون نے وہ کتب مصنفۂ اہل مشرق دیکھی ہین + جنمین اون بلاد کی رسوم اور عادات تفصیل اور صحت سے مرقوم ہین وہ لوگ فوراً سمجھ جاینگے کہ یہ گمان کہ اونکو اونمین عورتون پر امور خانگی مین ظلم و جبر ہوتا ہے محض وہم اور بے اصل ہے جیسا کہ آٹکنسن صاحب کہتے ہین کہ انگلستان کے لوگ یہ گمان کرتے ہین کہ ممالک مشرقیہ مین ہر جگہہ عورتون کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ اون کے شوہر اونپر ظلم کرتے ہین اور اونمین مثل لونڈیون کے رکھتے ہین اور انہین گھر مین اس طرح مقید رکھتے ہین جسطرح قیدخانہ مین قیدیون کو رکھتے ہین لیکن مورخ موصوف اس باتکا انکار کرتے ہین اور یہہ ثابت کرتے ہین کہ اہل اسلام مین عورتون کو بڑا اختیار رہتا ہے راقم کہتا ہے کہ مسلمانون مین گھر عورتون کے لیئے ہرگز قیدخانہ نہین بلکہ اون کے لیئے آزادی کا مکان ہے جہان مرد اجنبیون مین شمار کیا جاتا ہے اسواسطے کہ جو ہین اوسکا قدم دہلیز سے آگے بڑھتا ہے ہر بات سے اوسے معلوم ہوتا ہے کہ مین اس گھر کا مالک نہین اور لڑکے اور نوکر اور غلام سب کے سب بی بی کو مالک و مختار سمجھتے ہین خلاصہ یہہ کہ مسلمانون مین سارا اختیار گھر کا زوجہ کو ہوتا ہے اور جب وہ خوش مزاج ہوتی ہے تو ہر ایک کام اچھی طرح ہوتا ہے لیکن جب وہ بدمزاج ہوتی ہے تو کوئی کام اچھی طرح نہین ہوتا چنانچہ قریب ملاحظہ یا اسّی برس کے گذرے کہ ایک

+ [illegible]

شخص روساے عجم سے میرزا ابوطالب خان نامی واردِ انگلستان ہوئے
اور ہملوگون کی رسوم و عادات خانگی پر بخوبی نگران رہے اور بعد ازان
خان موصوف نے اپنے ورود کی کیفیت لکھی اور وہ کیفیت انگریزی
مین بھی ترجمہ ہوئی ہے اور اوسمین بدلائل ثابت کیا ہے کہ بہ نسبت
یورپ کی عورتون کے اہل اسلام کو عورتون کو زیادہ اختیار اور آزادی
حاصل ہوتی ہے اور اوس گمان کو بھی باطل کیا ہے کہ جو لوگ بہت سی
ازواج رکھتے ہین اونپر ظلم کرتے ہین بلکہ رئیس موصوف کہتے ہین کہ
میرے نزدیک دو شیر بنیون کے ساتھ رہنا دو بیبیون کے ساتھ رہنے سے
آسان تر ہے نیز صاحب سیاحِ مشہور کی بھی یہی راے ہے اور
وہ کہتے ہین کہ یہہ گمان اہلِ یورپ کا غلط ہے کہ جو کیفیت عورتونکی
مسلمانون مین ہوتی ہے عیسائیون مین وہ کیفیت نہین ہوتی +
اسواسطیکہ عرب مین تو مینے کوئی بات ایسی نہین دیکھی جس سے یہ
معلوم ہو کہ زنانِ اہلِ اسلام اور عوراتِ یورپ مین بڑا فرق ہے بلکہ
اوس ملک کی عورتون کو بھی ایسا آزاد اور خوش پایا کہ اوس سے زیادہ یورپ کی عورتین
آزاد اور خوش نہین ہوسکتین یہہ سچ ہے کہ مسلمانون مین تعدد ازواج مباح ہے اگرچہ ہماری عورتین ایسی
نازک مزاج ہوتی ہین کہ اس امر کے تصور کی بھی متحمل نہین لیکن
عرب مین یہ بات شاذ و نادر ہے کہ چار عقد شرعی بھی کرین اور
جسقدر چاہین کنیزین بھی رکھین حالانکہ وہان کے لوگ شرعاً
ان باتون کے مجاز ہین بلکہ اون لوگون مین سواے دولتمندون و عیاشون

سکے اور کوئی شخص محبت سے عقد نہین کرتا اور اونمین بہو اہو لوگ معقول
ہین اس فعل پر اونہین ملامت کرتے ہین حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ
عقلمند ہین اس فعل کو باعث تکلیف سمجھتے ہین نہ یہ کہ اسی سبب
راحت جانین اسواسطے کہ از روئے شرع شوہر پر واجب ہے کہ اپنی
ازواج کو اون کے مرتبہ کی موافق رکھے اور اپنی محبت سب کی نسبت
برابر رکھے لیکن اکثر اہل اسلام ان احکام کی پابندی کرنے کی قوت نہین
ہین اور یہ عیاشی کی باتین عرب کے تو مقدور سے باہر ہین اسواسطے
کہ وہ لوگ خوشحال نہین ہوتے اب باقی رہی یہ بات کہ تعدد ازواج
سے محبت دلی جاتی رہتی ہے یہہ بات سچ ہے کہ اگر اس ملک (یعنی
یورپ) مین تعدد ازواج مباح کر دیا جائے تو فقط روسا اور امرا ایسے امر
کر سکتے ہین اسلیئے کہ باقی ازواج کے خرچ کے متحمل نہو سکین گے
لیکن یہ کیونکر معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص یہانکے لوگونمین سے کبھی عقد
کرے تو جو پہلی زوجہ سے باہم محبت و لطف تھا وہ کیفیت اور ازواج
سے نہ رہیگی ہمارے ملک مین اہل دول کا یہ دستور ہے کہ معاملات
عقد مین طرفین سے جداگانہ اہتمام کیے جاتے ہین اور شوہر اور
زوجہ اپنا اپنا عملہ علیحدہ رکھتی ہین اور مثل اسکے اور انتظامات
خانگی کیے جاتے ہین پس جب شوہر اور زوجہ مین یہ تکلفات ہوئی
تو باہم لطف و محبت خالص کہان رہی اور باوجودیکہ رسم تعدد
ازواج ملکون مین مروج نہین تاہم شادی کے امور مین ایسے

اہتمام اور تکلفات ہوتی ہین کہ یہہ کہنا چاہیے کہ عورت کی شادی نہین کرتے بلکہ اوسی شوہر کے ہاتہ بیچڈالتی ہین لکن جن ملکو نہین تعدد ازواج مرسوم ہے وہان یہ نہین ہوتا راقم کہتا ہے کہ وہی بیہودہ لوگ ازراہ تعصب اور نفسانیت یہ گمان بہی کرتے ہین کہ تعدد ازواج سے زوجہ اور شوہر مین باہم لطف و محبت جاتی رہتی ہے جو کہتے ہین فقط انگلستان کی لوگون کو آزادی اور دلجمعی حاصل ہے اور کسی ملک کے لوگونکو نہین اور یہ بات ظاہر ہے کہ اگر تعدد ازواج مین ایسی ایسی شدید قباحتین ہوتین جیسے لوگ کہتے ہین اور اگر اس فعل سے ضرر بہت پیدا ہوتے اور فایدے کم ہوتے تو اتنی ممالک روی زمین مین یہ رسم مباح اور مستحسن نہ سمجہا جاتا حالانکہ ہم دیکہتے ہین کہ اون ملکو کے لوگونمین تہذیب اور شایستگی بہت کم ہے ✣ ✣

حصہ چہارم اوصاف قرآن شریف

آیات دربارہ زکوۃ

١- جو کچہ کہ تم تجارت مین شریک کرو کہ اوروں کی مال کے ساتہہ بڑہے پس خدا کی طرف سے اوسمین زیادتی نہ ہوگی لکن جو کچہ کہ تم دوگے خیرات مین خدا کی خوشی کے لیے وہ تمہارے لیئے دونا کر دیا جائیگا ٢- پس خدا سے ڈرو جسقدر رکہتے ہو سکے اور سنو اور اطاعت کرو (اوسکے احکام کی) اور خیرات دو اپنے ہی بہتری

اسکے لیے اسواسطے کہ وہ لوگ جو بچاتے ہین اپنے تئین طمع سے ؟
رستگار ہونگے ۔ وہ لوگ جو دیتے ہین اپنا مال خیرات مین
دن کو اور رات کو خفیہ اور علانیہ پائینگے اپنا ثواب اپنی خدا سے
کوئی خوف اونپر نہ آئیگا اور نہ وہ معموم کیے جاینگے ۔ اور جو کچھ
تم نذر کرو بہ تحقیق کہ خدا پسند کرتا ہے اوسے لکن وہ لوگ
جو عمل نیک نہین کرتے نہ پائینگے مددگار کیا تم زکوۃ علانیہ دیتے ہو یہ
بہتر ہے کیا تم اوسے چھپاتے ہو اور دیتے ہو غریبون کو پس
یہ بھی اچھا ہے اور نفع بخشیگا تمکو اور پاک کریگا تمکو تمہارے
گناہون سے خدا جانتا والا ہے تمہارے عملو کا فقط

آیات دربارہ مومنین

اسکے لئے اون لوگونمین سے جو ایمان لائے اور کی ہین وہ باتین جو نیک
ہین ہم کسی شخص پر اتنا بوجھ نہ رکھینگے جو اوسکی طاقت سے باہر ہو وہ
لوگ ہونگے باشندے بہشت کے اور ہمیشہ رہینگے وہان ؟
اور ہم دفع کرینگے جو برائی اونکے سینو مین ہوگی نہرین اونکے
پاس جاری ہونگے اور وہ کہینگے سب تعریفین ثابت ہین خدا کو
کے لیے جسنے ہدایت کی ہے ہمین اور ہم نہ ہدایت پاتے اگر خدا ہمین
ہدایت نہ کرتا تحقیق کہ پیغمبر ہمارے خدا کے آئے تھے ہمارے پاس
ساتھ سچائی کے پس آئیگا اونسے کہ یہ بہشت جسکے
تم وارث کیے گئے ہو اونسے عملون کی جزا ہے ۔ کہین اون

لوگون کے واسطے جو ایمان لائے ہین اور بجالاتے ہین وہ باتین جو نیک
ہین لیس ہم لے جائینگے اونہین اون باغون مین جنکے نیچے نہرین
جاری ہین اور وہان وہ رہینگے ہمیشہ اور وہان وے بیبیان ہونگی جو ہین
پاک و پاکیزہ اور اونہین کو ہم لیجائینگے ایسے باغون مین جو
ہمیشہ سایہ دار ہین فقط

آیات درباب خلقت

۱- خدا ہی ہے جس نے پیدا کیا ہے آسمانون کو بغیر ستونون کے
جنہین تو دیکھ سکے پھر وہ چڑہ گیا اپنے تخت پر اور آفتاب اور مہتاب
کو دی اوسنے قانون بس ہر ایک اونمین سے جاتا ہے اپنی مقام
مقرر تک ۲- وہ حکومت کرتا ہے سب چیزون پر وہ کرتا ہے اپنی
نشانیون کو آشکار تاکہ تم سب کامل اعتقاد کرو ملاقات کا اپنی خدا سے
۳- اوسنے (یعنی خدانے) پیدا کیا ہے زمین اور آسمان کو اپنی سچائی
ظاہر کرنے کو پس اوسکی حمد کرو اون خداؤن سے زیادہ جو اوسکے
شریک کیے گئے ہین ۴- کیا تم حقیقت مین اعتقاد نہین کرتے ہو
اوس خدا کا جسنے دو دن مین پیدا کیا زمین کو اور کیا تم اوس کے
شریک گردانتے ہو خدا عالمونکا وہی ہے ۵- اور اوسنے
رکھے ہین زمین پر مضبوط پہاڑ جو اوسپر بلند ہین اور اوسنے
برکت نازل کی اوسپر اور تقسیم کیا رزق تمام دنیا مین واسطے سب کے جو

سب کو یکسان چارون مین ٹہرا اوسنے مشغول کیا اپنے تئین اٹہانے
مین جو اوسوقت تہی فقط دہوان اور اونسے اور زمین سے اوسنے فرمایا
آؤ تم پس اونہون نے جواب دیا کہ ہم آتے ہین فرمانبرداری سے ۵
کوئی خدا نہین سوا اوسکے وہ زندہ ہے وہ قدیم ہے نہ اونگہائی آتی
ہے اوسے نہ نیند اوسی کا ہے جو کچھ کہ ہے آسمانون اور زمینون پر
کون شخص ہے جو شفاعت کر سکتا ہے اوسکے بغیر اوسکی اجازت کے
وہ جانتا ہے جو کچھ کہ تہا پیشتر اونکے اور جو کچھ ہوگا بعد اونکے تا ہم
کوئی چیز اوسکے علم کی وہ نہ سمجہینگے الا وہ چیز جو وہ چاہیگا اوسکا تخت کشادہ
تر ہے آسمانون اور زمینون سے اور اوسکی بادشاہت پہیلی ہے آسمانون پر اور زمین پر اور ان دونونکو
سنبہالنا اوسپر کوئی بوجہ نہین ہے وہی بزرگ اور صاحب قوت ہے
۱۔ جو کچھ کہ ہے آسمان اور زمین پر تعریف کرتا ہے خدا کی وہ ہی قوی
اور حکیم اوسی کی ہے بادشاہت آسمان اور زمین کی وہی زندگی بخشتا ہے
اور موت دیتا ہے اور وہی ہے قادر سب چیزون پر اور وہی ہے سب کے
پیشتر اور سب کے آخر وہی ہے آشکارا اور وہی ہے پنہان اور وہی جانتا ہے
سب چیزونکو اور اوسنے پیدا کیے ہین آسمان اور زمین چہہ دنمین اور پہر
چڑہ گیا کرسی پر وہی جانتا ہے وہ چیز جو داخل ہوتی ہے زمین مین اور جو
نکلتی ہے اوسمین سے اور وہ چیز جو اوترتی ہے آسمان سے اور جو چڑہتی
ہے اوسپر اور وہی ہے تمہارے ساتھ جہان کہین تم ہو واسطے کہ خدا
دیکھتا ہے جو تم کرتے ہو اوسی کی بادشاہت ہے آسمان اور زمین پر اور

اور خدا کیطرف ہر چیز بازگشت کرتی ہے وہی سبب ہوتا ہے رات کی بعد آنیکا دن کے اور وہی جانتا ہے حال لوگون کے دلونکا +

آیات درباب حقتعالی

۷ - سب تعریفین ثابت ہین خدا کے لیئے جو بادشاہ ہے عالم کا اور رحیم و رحمن ہے اور حاکم ہے روز حساب کا تیری ہی ہم عبادت کرتے ہین اور تجہی سے مدد طلب کرتے ہین لیجا ہمین سیدہی راستہ کو راستہ اونلوگونکا جنپر مہربان ہے نہ راہ اونکی جو مورد غضب ہین یا جو گمراہ ہین ۸ - کہہ وہ ہے خدائے یکتا خدائے قدیم کوئی چیز اوس سے نہین پیدا ہوئی اور نہ وہ کسی چیز سے پیدا ہوا ہے اور نہ کوئی چیز اوسکے مانند ہے ۹ - مبارک ہے وہ خدا جسکے قبضہ مین ہے بادشاہت اور وہ توانا ہے سب چیزون پر جسنے پیدا کی موت اور حیات تاکہ معلوم ہو کہ کون شخص تم مین سے ہے سب سے زیادہ سچا اپنے کامون مین وہی ہے طاقتور اور بخشنے والا جسنے پیدا کیے ہین سات آسمان یکدوسرے پر کوئی عیب تو نہین نکال سکتا + خلقت مین خدا رحیم کے بار بار دیکہہ تو نظر غور سے پس تیری نظر سست ہو کر اور تہک کر تیرے ہی پاس پھر آئیگی ۱۰ - تو نہین دیکہتا خدا جانتا ہے جو کچہہ ہے آسمان اور زمین پر کوئی کلام خفیہ تین شخصون کا نہین ہوتا مگر وہ اونمین کا چوتہا ہے اور پانچ مین مگر وہ اونمین کا چہٹا ہے نہ اس سے کم لوگونمین اور نہ اس سے زیادہ مین مگر وہ اونکا شریک ہے جہان کہین وہ ہون اور وہ کہیگا اون سے جو کچہہ کہ اونہون نے کیا ہے

قیامت کو اسواسطے کہ خدا جانتا ہے سب چیزین ۱۱ - خدا کی پاس ہین
کنجیان مخفی چیزون کی کوئی اونہین نہین جانتا سوا اوس کے وہ جانتا
ہے وہ چیز جو بیچ خشک زمین پر اور سمندر مین کوئی پتا نہین گرتا مگر
وہ اوسے جانتا ہے نہ ایک دانہ ہے تاریک مقامون مین زمین کی
نہ کوئی سبز چیز نہ کوئی خشک چیز مگر وہ لکھی ہے کتاب ظاہر مین ۱۲ - بزرگ
ہے وہ (خدا) بہت بلند مرتبہ ہے وہ سالوتن آسمان اوسکی حمد کرتے
ہین زمین اور جو چیزین کہ ہین اوسپر کوئی چیز ایسی نہین ہے جو اوس کی
قدرت نہ ظاہر کرتی ہو لیکن اونکا تعریف کرنا تم نہین سمجھتے خدا کی پاس
ہین راز آسمانون اور زمین کے پس دیکھو اور سنو تو فقط اوسکو
آدمی کوئی ولی نہین رکھتا سوا اوس کے لیکن بہت لوگ شریک نہین
ہین اوسکی انصافون مین جو کچھ کہ ہے آسمان اور زمین پر خدا کا ہی اور جو
کچھ کہ تم لاتے ہو روشنی مین اور جو کچھ کہ ہے تمہارے دلونمین یا جو کچھ
کہ تم چھپاتے ہو تحقیق کہ خدا اوسکا تمسے حساب لیگا ۱۳ - خدا کی قسم نہ
کہاؤ جبکہ تم عہد کرو کہ تم نیکی کروگے اور خدا سے ڈرو اور لوگونمین
اصلاح کرو اسواسطیکہ خدا وہ ہے جو سنتا ہے اور جانتا ہے خدا تمپر نہ عقاب
کریگا بسبب غلطی تمہارے عہدون کے لیکن وہ سزا دیگا تمہین بسبب
اوس چیز کے جو تمہارے دلون نے کی ہے خدا ہے فضل کرنیوالا
اور رحیم ۱۴ - خدا کی ہین پوشید چیزین آسمانون کی اور زمین کی
اور اوسی کے طرف سب چیزین بازگشت کرتی ہین پس اوسکی عبادت

کرو اور اوسپر تکیہ کرو تیرا خدا تیرے فعلون سے غافل نہین ہے
اے لوگو تم فقیر ہو خدا کے لکن خدا غنی ہے اور لایق تعریف
ہے جو مہیا کرتا ہے تمہارے لئے رزق کو آسمان اور زمین سے جو رکھتا ہی
قدرت سماعت پر اور نظر پر اور جو پیدا کرتا ہے زندون کو مردو نسے
تحقیق کہ وہ جواب دینگے خداوند تو ایسا ہی ہے پس کہہ تو کہ کیا تم نہ ڈرو گی
اوس سے ۱۵ - کیا کوئی شخص بزرگی چاہتا ہے سب بزرگیان خدا
مین ہین نیک بات چلی جاتی ہے اوسکی پاس اور نیک عمل کو وہ
عزت دیگا لکن عذاب ہولناک منتظر ہے اوس شخص کا جو نا انصافی
کرتا ہے اور فریب ایسے لوگون کی تحقیق کہ وہ (خدا) باطل
کردیگا ۱۶ - وہ لوگ کہتے ہین کہ خدائے رحیم اولاد رکھتا ہے پس تمنے
کلمہ کفر کہا قریب ہے کہ آسمان اور زمین شگافتہ ہوجائین اور پہاڑ
ٹکڑے ٹکڑے ہوجائین بسبب اسکی کہ وہ نسبت دیتے ہین بیٹے کی
خدائے رحیم کیطرف حالانکہ یہ نہین شایان ہے خدائے رحمن کو کہ اولاد
رکھے تحقیق کہ کوئی چیز آسمان اور زمین پر نہین ہے مگر وہ جائیگی
خدائے رحمن پاس مثل اوسکے بندون کے ÷

آیات دربارہ راحت و مصیبت (کن لوگونکو ہوگی ÷)

قسم ہے اوس رات کی جبکہ وہ پھیلاتی ہے اپنی تاریکی قسم ہے اوس
دن کی جبکہ وہ روشن ہوتا ہے قسم ہے اوس شخص کی جسنے

پیدا کئیے ہین نر اور مادہ تحقیق کہ تم جدا جدا مطلب رکھتے ہو لکن وہ شخص
جو دیتا ہے زکوۃ اور ڈرتا ہے خدا سے اور اطاعت کرتا ہے نیکیون کی
پس اوسکے لیئے ہم آسان کردینگے راہ خوشی کی لکن جو شخص کہ حریص
ہے اور دولت کی طرف مائل ہے اور جو کہتا ہی نیکی کو کہ جھوٹ ہے
پس اوسکے لیئے ہم آسان کردینگے راہ مصیبت کی ۲۔ یہ خدا ہی جسنے
مستحکم کی ہے بنیاد زمین کے اور اوسپر بنایا ہی
آسمانون کو اور بنایا ہے متین اور کین ہین مہاری صورتین اچھی
اور دیتا ہے متین رزق حسن یہ خدا تمہارا رب ہی پس مبارک
ہے خدا جو مالک ہے تمام عالمونکا کوئی خدا نہین سوا اوسکے پس جاؤ اوسکے
پاس اور اوسکی عبادت خالص کرو جمیع تعریفین ثابت ہین خدا کو کہ
جو پروردگار ہے تمام عالمونکا وہی دیتا ہے زندگی اور موت اور جب
وہ ارادہ کرتا ہے کسی چیز کا تو وہ اوس شے سے کہتا ہے کہ ہو جا تو پس وہ
ہو جاتی ہے فقط۔

آیات درباب ناشکر گذاری انسان بنسبت خدا کے ✠

قسم ہے اون ہنہنانی والے گھوڑون کی اور اون گھوڑون کی جنکی
ٹاپون سے ہنگام جنگ چنگاریان نکلتی ہین اور اون کی جو جھپٹ
کر حملہ کرتے ہین صبح کو اور اپنے ٹاپون سے خاک اوڑاتی ہین اور
صفین چیر کے لشکر مین گھس (۱) جاتے ہین تحقیق کہ انسان اپنے پروردگار
کا ناشکر گذار ہے اور اس امر کا وہ خود گواہ ہے اور تحقیق کہ وہ

دنیا کی نفع کی بہت محبت رکھتا ہے کیا وہ نہین جانتا کہ جب [illegible]
جو قبر مین ہے محشور کیجاوے گی اور جو چیز آدمیون کی دلونمین ہین
ظاہر کیجاوے گی تحقیق کہ اونکا پروردگار آگاہ ہوگا اوسدن البتہ

آیات درباب روز قیامت

اوس روز (آخری) کو صور پہونکا جائیگا پس جو چیزین کہ زمین پر ہین
سب خوف زدہ ہوجائینگی سوا اوس شخص کے جسکو خدا چاہیگا
کہ نجات دے اور سب جائینگی اوسکی خدمت مین مثل سائلون کے
۲- اور تو دیکھے گا کہ وہ پہاڑ جنکو تو ایسا مضبوط خیال کرتا ہے
اسطرح پارہ پارہ ہوجائینگے جس طرح ابر پھٹ جاتا ہے یہ صنعت ہے
خدا کی جو انتظام کرتا ہے ہر چیز کا جو کچھ کہ تم کرتے ہو وہ خوب جانتا
ہے ۳- جبکہ زمین مین زلزلہ پڑجاوے گا اور وہ اپنے بوجھ
نکالکر پھینک دے گی اور لوگ کہینگے کہ اوسے کیا ہوگیا ہے
اوسدن وہ کہے گی اپنی خبرین اسواسطے کہ تحقیق خدا اوسے وحی
کریگا اوسدن بنی آدم آئینگے صف بستہ دیکھنے کو اپنے
اعمال اور جس شخص نے بمقدار ایک ذرہ کے نیکی کی ہوگی پس
اوسے دیکھے گا اور جس شخص نے بمقدار ایک ذرہ کی بدی کی
ہوگی پس اوسے وہ دیکھے گا ۴- جبکہ آسمان پھٹ جاینگے اور
جبکہ ستارے منتشر ہوجاینگے اور جبکہ دریا آپس مین ملجاینگے

اور جبکہ قبرین اولٹ دیجاینگی تب ہر نفس جانیگا اپنے پیشتر اور حال کے اعمال لکن جبکہ ایک مرتبہ صور پہونکا جائیگا اور زمین اور پہاڑ شق ہو جاینگے پس اوسدن وہ عذاب جسکی فوراً آنا چاہیئے فوراً آئیگا اور آسمان پہٹ جائیگا اسواسطے کہ اوسدن وہ نا ہوگا نرم اوسدن تم حاضر کیئے جاؤگے سامنے اوسکی (خدا کی) اور کوئی عمل تمہارے مخفی عملون سے چہپا نہ ہوگا ۵ جبکہ آفتاب لپیٹا جائیگا اور جبکہ ستارے گر پڑینگے اور جبکہ پہاڑ حرکت مین لائے جاوینگے اور جبکہ اونٹنی جو دس مہینہ کا حمل رکہتی ہون کی چہوڑ دیجاینگی اور جبکہ جانوران صحرائی جمع کیئے جاینگے اور جبکہ دریا جوش مین آئینگے اور جبکہ روحین اپنے جسمون سے پہر ملائی جائینگی اور جب کہ اوس لڑکی سے جو زندہ دفن کردی گئی تہی پوچہا جائیگا کہ کس جرم پر وہ قتل کیئے گئے تہے اور جبکہ جہنم سے شعلے بلند ہون گے اور جبکہ بہشت قریب لایا جائیگا اوسوقت ہر نفس جانیگا جو کچہہ کہ اوسنے کیا تہا فقط

آیات در تعریف خلق و مہمان نوازی

آ- نیکی کرو اپنے ماں باپ سے اور اپنے خاندان سے اور یتیمون سے اور غریبون سے اور ہمسایہ سے خواہ تمہارا عزیز ہو خواہ غیر اور [illegible] سے اور راہگیرون سے اور اون غلامون سے جو تمہارے [illegible]

مین ہون تا- علاوہ اس کے ہمنے حکم کیا ہے کہ انسان کو کہ اپنی ماان
باپ سے مہربانی پیش آئے ساتھہ تکلیف کے اوسکی مان تحمل کرتی
ہے اوسکا اور ساتھہ تکلیف کے جنتی ہے اوسے اور اوسکا حمل
اور جدائی تیس مہینونمین ہوتی ہے اور جبکہ وہ طاقت جاصل کرتاہی
اور چالیس برس کا ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ خداوندا توفیق دے
مجھے کہ تیری نعمتون کا شکریہ ادا کرون جو تونے دی ہین مجھے اور میرے
مان باپ کو فقط-

آیات در باب قرآن مجید

مبارک ہے وہ شخص جسنے نازل کیا ہے قرآن روشنی بخشنی والا اپنی
بندے پر تا کہ وہ تمام مخلوقات کو تنبیہ کرے اوسی کی ہی سلطنت
آسمانون کی اور زمین کی کوئی بیٹا رہ نہین رکھتا ہے اور نہ کوئی
شریک رکھتا ہے اپنے ملک مین سب چیزین اوسنے پیدا کی ہین اور
مقدر کی ہین اون کی تقدیرین قسم ہے اوس ستارے کی جبکہ
وہ غروب ہوتا ہے کہ تمہارا صاحب (یعنی محمدؐ) جھوٹ
نہین کہتا اور نہ گمراہ ہے اور نہ وہ کلام کرتا ہے موافق اپنے
خواہش نفسانی کے قرآن نہین ہے مگر وحی جو نازل کی ہے
اوسپر اور تعلیم کی ہے اوسے وہ کرتا ہا ایک شخص صاحب قوت و عقل
نے تم کیا خیال کرتے ہو آگ کہ تم نکالتے ہو آیا تمنے وہ درخت پیدا کیا ہی جس سے تم

۱ ۔ لیتے ہو یا ہم اوس کی پیدا کرنے والے ہین ہمنے مقرر کیا ہے
اوسی واسطے تنبیہ کے اور کیا ہے اوسے نافع واسطے مسافران صحرا کے
پس تعریف کر تو نام کی اپنے پروردگار کی جو خداے جلیل ہے
ہین قسم کہاتا ہون ستارون کے غروب ہونیکی (جو کہ ہے
بڑی قسم اگر تم اوسے سمجھو) کہ یہ عزت کیا گیا قران ہے جس کی اصل
لکھی ہے لوح محفوظ پر پس کوئی نہ مس کرے اوسے مگر وہ لوگ جو
پاک ہین یہ ایک وحی ہے اوس خدا کیجانب سے جس نے پیدا
کی ہین سب چیزین فقط

آیات درباب دیانت درمعاملات

افسوس ہے اون لوگون پر جو خراب کرتے ہین پیمانہ کو یا وزن کو
جو کہ اورون سے پورا وزن لیتے ہین لیکن خود اونہین کم وزن
دیتے ہین کیون کیا وہ نہین گمان کرتے کہ وہ پھر زندہ کیے جاوینگے
اوس روز عظیم کو وہ روز جبکہ تمام بنی آدم حاضر ہونگے سامنے
رب العالمین کے ۲ خداے رحیم نے سکہایا ہے اپنے بندے کو
قران پیدا کیا ہے اوسے اور تعلیم کیا ہے اوسے کلام فصیح
آفتاب اور ماہتاب ہر ایک انہین سے رکھتا ہے اپنا وقت مقرر اور نباتات
اور درخت جھکتے ہین بندگی کے لیے اور آسمان کو اوس نے بلند کیا
ہے اور مقرر کیا ہے میزان کو تا کہ میزان مین تم تعدی نہ کرو پس وزن

ساتھ دیانت کے اور نہ گھٹاؤ میزان کو ۳- وہ صدا وہ صدا کیا ہے تو اُ
شخص تجھے بتا دیگا کہ وہ صدا کیا ہے وہ روز جبکہ ادمی ہون گے
مانند پروانہ ہائے پراگندہ کے اور پہاڑ ہونگے مثل دھنکی ہوئی
روئی کے او سدن جس شخص کے پلہائے عمل بہاری
ہون گے وہ خوش ہوگا لیکن وہ شخص جسکی پلہائے عمل ہلکی ہونگی
اوسکا مسکن وہ صدق ہے اور کون تجھے بتا سکتا ہے کہ وہ
خندق کسقدر خوفناک ہے (خندقہا جہنم سے) تحقیق کہ وہ ہے
آتش شعلہ بار فقط-

آیات در باب محمدؐ (قرآن آپ پر نازل کیا گیا)

تاکہ تو رنجیدہ نہ ہو (ای محمدؐ) ہمنے نازل کیا ہے یہ قرآن تعبیر مثل ایک
تنبیہ کے اون لوگون کے واسطے جو ڈرتے ہین یہ ہے ایک پیام
اوس شخص کی جانب سے جسنے بنایا ہے زمین کو اور بلند کیا ہے
آسمانون کو خدای رحیم بیٹھتا ہے اپنے تخت پر اوسی کا ہے جو کچھ ہے
آسمانون پر اور جو کچھ کہ ہے زمین پر اور جو کچھ کہ ہے اون دونو نکے
درمیان ہین اور جو کچھ کہ ہے نیچے گیلی مٹی کی کچھ ضرورت نہین ہے
کہ تو بلند کرے اپنی آواز اسواسطے کہ وہ جانتا ہے خفیہ باتین اور
جو کچھ کہ اوسے بہی زیادہ پوشیدہ ہے کوئی خدا نہین ہے سوا
اوس کے نسبت بڑے ہین اوس کے نام قسم ہے وہ پہاڑ

کی تیز روشنی کی اور قسم ہے اوس رات کی جبکہ وہ تاریک ہوتی ہے
خدا نے تجھے نہیں چھوڑ دیا ہے اور نہ وہ تجھ سے ناراض رہے
یقین کر تو (اے محمد) کہ زمانۂ آیندہ ہوگا تیرے واسطے بہتر بنسبت
زمانۂ گذشتہ کے اور خدا دیگا تجھے ایسا ثواب کہ تو خوش ہوجائیگا
کیا نہیں اوسنے تجھے یتیم پایا پس پناہ دے تجھے اور کیا
نہیں پایا اوس نے تجھے گمراہ پس ہدایت کی تجھے اور کیا نہیں پایا
اوس نے تجھے غریب ایسا امیر کر دیا تجھے پس ظلم نکر تو یتیم پر بد
درد کر تو سائل کو لیکن ظاہر کر تو نعمت اپنے پروردگار کی۔
پڑھ تو ساتھ نام اپنے پروردگار کے جس نے پیدا کیا پیدا کیا انسان کو
آب نطفہ خون سے پڑھ تو ساتھ نام اپنے پروردگار کے جو سب سے زیادہ بزرگ ہے
وہ جس نے سکھایا ہے تجھے (وحی لکھنی کی لیئے) ساتھ قلم کے سکھایا ہے
انسان کو جو وہ نہیں جانتا تھا۔ میں قسم کھاتا ہوں اوس روز
کی تحقیق کہ انسان کی قسمت میں ہی تباہی سوا اونلوگون کے جو
ایمان لائے ہیں اور کرتے ہیں وہ باتیں جو نیک ہیں اور حکم
کرتے ہیں راستی کا اور ترغیب دیتے ہیں نیک چلنی کی
ایک دوسرے کو فقط

آیات درباب اخلاق حمیدہ

آ - زنا سے سروکار نہ رکھو واسطے کہ یہ بڑی بات ہے اور خراب

طریقہ ہی ۲ - کہہ تو مومنین سے کہ وہ روکین اپنی آنکھین اور لحاظ رکھین اپنی
عصمت کا پس اس طرح وہ ہوجاینگے زیادہ تر پاک خدا خوب جانتا
ہے جو کچھ کہ وہ کرتے ہین ۳ - نہ چل غرور سے زمین پر اسواسطے
تو نہین شگافتہ کرسکتا اوسی نہ تو برابری کرسکتا ہی پہاڑون کی قدمین
یہ سب برا ہے اور مکروہ ہے نظر مین پروردگار کے تہہ - نرمی کرو
اون لوگون سے جو حاضر ہوتے ہین سامنی پروردگار کے صبحکو اور
شام کو دعا لیکہ وہ چاہتے ہین اوسکی خوشنودی اور تو نہ پہیر اپنی
آنکھین اون کی طرف سے تلاش مین دنیا کی حشمت کی اور نہ اطاعت
کر تو اوس کی جس کی دلسی ہمنے بھلادی ہے اپنی یاد اور جو
پیروی کرتا ہے اپنی نفسانی خواہشون کی اور چھوڑدیتا ہے
راستی کو ۵ - آؤ مین پڑہتا ہون جو کچھ تمہارے پروردگارنے
تمپر فرض کیا ہے کہ تم کسی چیز کو اوسکا شریک نہ کرڈالو اور نہ قتل کرو
اپنی اولادکون کو بسبب مفلسی کے اون کو اور تمہین خدا رزق دیگا
اور بری چیزون کے قریب نہ جاؤ نہ ظاہر مین اور نہ باطن مین
اور قتل نہ کرو اوس شخصکو جسکی قتل کو خدانے منع کیا ہی مگر ساتھ
حق کے یہ اوسنے تمہین حکم کیا ہی تاکہ تم سمجھو ۶ - اسے مومنو
بہ تحقیق کہ شراب اور وہ لہو ولعب جنمین بازی ہوتی ہے اور
بت اور تقسیم کرنے والی تیر ہین بدکام شیطان کے پس پرہیز کرو
اوسنی تاکہ تم رستگار ہو شیطان کوشش کرتا ہے کہ دوسے تم مین

بغض و عداوت بسبب شراب کے اور قمار بازی کی اور بازرکھتین
یاد الٰہی یاد سے اور نماز سے پس کیا تم اون سے نہ پرہیز کروگے اطاعت
کرو خدا کی اور اوس کی رسول کی اور ہوشیار ہو اے آ ہی وہ لوگو جو
ایمان لائے ہو انصاف کا لحاظ رکھو جبکہ تم گواہی دو سامنے خدا کے
اگرچہ وہ ہو تمہارے یا تمہارے ماں باپ یا خاندان کے
مخالف خواہ وہ فریق امیر ہو خواہ غریب خدا سزاوار تر ہے اون
دونون سے پس نہ پیروی کرو اپنی خواہشون کی گواہی دینے مین
ایسا نہ ہو کہ تم پھر جاؤ راستی سے اور اگر تم روکوگے اپنی گواہی یا انکار
کروگے اوس کی اظہار سے پس تحقیق کہ خدا جانتا ہے جو کچھ کہ تم
کرتے ہو ۔ کیا چیز ہے بہت ضرور گواہی دینے مین کہہ تو کہ خدا
گواہ ہے درمیان میرے اور تمہاری اور اوسکا قران مجھہ وحی کیا گیا
ہے تاکہ مین تنبیہ کرون اوسکے ذریعے سے تمہیں اور اون سب کو
جن تک یہ پہونچ سکے فقط

آیات درباب اتیام

دو تم یتیمون کو اونکا مال اور نہ بدلو اپنی کم قیمت چیزون کو اون کی
بیش قیمت چیزون سے اور نہ کہا جاؤ اون کے مال
اسواسطیکہ یہ بڑا گناہ ہے ۲ اور وہ لوگ تجھہ سے پوچھتے ہین
یتیمونکے بارے مین پس کہہ تو کہ اصلاح اونکی بہتر ہے لیکن اگر تم

دست اندازی کرو اوس چیز مین جو اون کی ہے لیس اونکو
ضرر نہ پہونچاؤ اسواسطیکہ وہ ہین تمہارے بہائی خدا امتیاز کرتا ہے
بے ایمان اور ایماندار مین اور اگر خدا چاہے گا تو تمہین عذاب

آیات درباب والدین

پروردگار حکم کرتا ہے کہ تم نہ عبادت کرو کسیکی سوا اوسکے اور مہربانی
کرو اپنے ماں باپ سے خواہ ایک اونمین سی خواہ دونون بوڑہے
ہوجاتین اور نہ کہو اون سے اف اور نہ اونہین ملامت کرو بلکہ نہایت
عزت سے کلام کرو اون دونون سے اور اونسے بہ انکساری پیش آؤ اور
کہہ کہ خداوندا رحم کر اونپر جسطرح کہ اونہون نے مجہہ پر محبت کیا جبکہ
چہوٹا سا تہا میں اور ہمنے حکم کیا ہے آدمیون کو کہ مہربانی کرین اپنے
ماں باپ سے اوسکی ماں برداشت کرتی ہے اوسے ساتہ تکلیف کے
اور جنتی ہے اوسے ساتہ تکلیف کے اور اوسکا حمل اور فصال
تیس مہینون مین ہوتا ہے تخمیناً

آیات درباب زہد و تقوی

یہ کوئی نیکی نہین ہے کہ تمہارے مونہہ پہیرنے مین طرف مشرق کے
یا مغرب کے لیکن بہتر کار وہ شخص ہے جو ایمان لایا خدا پر اور
روز قیامت پر اور ملائکہ پر اور کتاب پر اور نبیون پر جو شخص کہ خدا کی محبت

تا ہے اپنی دولت اپنی عزیزون اور یتیمون اور مسکینون اور مسافرون
ور اون لوگون کو جو سوال کرتے ہین جو خیال رکھتا ہے نماز کا
اور دیتا ہے زکوۃ اور جو ہی اون لوگو مٹین سی جو ہوتے ہین وفا
کرنے والی اپنی عہدون کی جبکہ وہ عہد کرتے ہین اور جو صبر کرتی ہین
مصیبتون اور تکلیفون مین یہ لوگ وہ ہین جو عادل اور پرہیزگار
ہین یہ لوگ وہ ہین جو ڈرتے ہین خدا سے فقط

آیات در باب نماز

پڑھ تو وہ چیز جو وحی کی گئی ہے تجھہ قران سے اور ہمیشہ بجا لا نماز اسواسطیکہ
نماز منع کرتی ہے بدی اور ناپاک چیزون سے اور تحقیق کہ
یاد کرنا خدا کا بہت بڑا امر ہے ۲ جو تم ہمیشہ بجا لاتے الی نماز کے اور
دو زکوۃ اور جو نیکی کہ تم نے کی ہے اور بھیجی ہے منتہ واسطے راحت دینے
اپنی روحون کے تم پاوگے اوسی خدا سے اسواسطے کہ تحقیق خدا
دیکھتا ہے جو کچھ کہ تم کرتے ہو ۳ خدا کا ہی مشرق اور مغرب پس جس طرف کہ
پھیرو گے تم اپنی منہ نماز کے لیئے اوسی طرف خدا ہی اسواسطیکہ وہ ہی
ہر جگہ حاضر اور جانتا ہے ہر چیز کو ۴ تحقیق وہ جو پڑھتے ہین کتاب خدا
اور لحاظ رکھتے ہین نماز کا اور دیتے زکوۃ خفیہ اور علانیہ اوس
چیز مین سے جو ہمنے دی ہے اون کو نہین امید کہتا ایک تجارت
کی جس کے لیئے زوال نہین ہے فقط

آیات درباب اون لوگون کے جو غیبت اور بدلی کرتی ہین

افسوس ہے ہر بدگو اور غیبت کرنیوالی پر جو جمع کرتا ہے مال کو اور رہتا ہے اوسے آیندہ کے لیے تحقیق کہ وہ گمان کرتا ہے کہ اوس کی دولت رہے گی ساتھ اوسکے ہمیشہ ایسا ہرگز نہین ہے بلکہ وہ ڈالا جائیگا حطمہ[1] مین اور کون بتائیگا تجھے کہ حطمہ کیا ہے وہ ہی ایک اگ ہے جسے روشن کیا ہے خدا نے جو ظاہر ہوگی دلوں پر گناہگارون کے بہ تحقیق کہ وہ چڑہے گی اونپر مانند ایک محراب دار چھت کے جو قایم ہو بڑی بڑی ستونون پر فقط —

[1] یہہ ایک نام ہی جہنم کی ناموں مین سے فقط منہ

آیات درباب روح

قسم ہے آفتاب اور اوسکی روشنی کی قسم ہے ماہتاب کی جبکہ وہ بعد آتا ہے اوس کے قسم ہے اوس دن کی جبکہ وہ ظاہر کرتا ہی اوسکی بزرگی قسم ہے اوس رات کی جبکہ وہ تاریک کرتی ہے اوسی قسم ہی آسمان کی اور اوس شخص کے جسنے بنایا ہی اوسے قسم ہے زمین کی اور اوس شخص کی جسنے گستردہ کیا ہے اوسے قسم ہے نفس کی اور اوس شخص کی جسنی عمدہ بنایا ہی اوسے اور دیا ہی اوسے علم تاکہ وہ تمیز کرے اور دی ہے اوسے قدرت تاکہ وہ پسند کرے راستی یا گمراہی پس رستگار ہے وہ شخص جسنے رکھا ہی

کہا ہے اوسی پاک اور گمراہ ہی وہ شخص جسنے رکھا ہو اوسے نجس ۞

آیات درباب زنان

اور تو کہہ زنان مومنات سی کہ باز رکھین اپنی آنکھین اور لحاظ رکھین
عفت کا اور وہ نہ ظاہر کرین اپنے زیور کسی شخص پر سوا اپنی شوہرون کا اور اپنے
آبا کے اور اپنی بیٹون کا اور اپنے شوہرون کے بیٹون کا اور نہ
نہ ظاہر کرین اپنے زیور کسی شخص پر سوا اپنی لونڈیون اور غلامون
اور نوکرون اور اون لڑکون کے جو نہین سمجھ سکتے عورتون کی
برہنگی اور نہ بجاوین اپنے پاؤن تا کہ ظاہر کرین اپنی مخفی زیور
عورتین ہنسین اور عورتون کی ذلیل کرنے کو جو کہ شاید بہتر ہین
اون سے نہ ایک دوسرے کو بدنام کرے اور نہ ایکدوسری کو پکاری
بری ناموں سے فقط

تمت بالخیر